گفتگو 26

نام کتاب	گفتگو-26
مصنف	واصف علی واصف
سالِ اشاعت	2010ء
قیمت	250 روپے

طلوعِ صبح کے چہرے پہ روشنی کیسی
سیاہ شب میں درخشندہ آفتاب ہوں میں
(واصف علی واصفؔ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

''گفتگو کے'' عنوان سے گزشتہ ڈیڑھ دہائیوں سے لگا تار چھپنے والی کتابوں کے سلسلے کی یہ ۲۶ ویں جلد پیش خدمت ہے۔ اس سلسلے کی کتابوں کی اشاعت میں مسلسل اضافہ اس اَمر کی دلیل ہے کہ دورِ حاضر میں طالبین حق کی جستجو کو سیراب کرنے میں یہ کس قدر ممدّ و معاون ثابت ہو رہی ہیں۔

خوش قسمتی سے آخری دس سالوں کی محافل ریکارڈ کر لی گئیں اور اس طرح حضرت واصف علی واصفؒ کی گفتگو تحریری شکل میں ''گفتگو'' ہی کے عنوان سے محفوظ ہوتی جا رہی ہے۔ آپؒ کی محافل میں ایک عام آدمی سے لے کر مختلف شعبہ ہائے زندگی کے سربرآوردہ لوگ بیٹھے اور عصرِ حاضر میں پیش آنے والے فکری اشکالات رفع کرتے رہے۔ گذرتے ہوئے وقت نے ثابت کیا کہ ''سوال و جواب'' کی نشست کا یہ سلسلہ فکری اور نظری الجھنوں کو سلجھانے میں بہت کارگر رہا۔ انتہائی سہل اور آسان پیرائے میں کی جانے والی گفتگو اہل فکر و نظر کے قلوب کی گرہیں کھولتی چلی گئی۔ آپؒ نے تصوف کی بھاری بھرکم اصطلاحات استعمال کئے بغیر آسان انداز میں عام تعلیم یافتہ طبقے کو روحِ دین سے شناسائی دی۔ آپؒ کی گفتگو ''اَز دل خیزد بر دِل ریزد'' کے مصداق ہر طبقے کے لوگوں کے دلوں میں گھر

کرتی رہی۔ آج ضرورت اِسی اَمر کی ہے کہ فروعی مسائل سے صرفِ نظر کرتے ہوئے دین کی مبادیات کو اذہان وقلوب میں راسخ کیا جائے۔ عقل ودل اور فکر و نظر کو تسخیر کرتی چلی جانے والی وہ محافلِ گفتگو بلاشبہ دورِ حاضر کیلئے ایک قیمتی علمی اور روحانی ورثے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ تمام ''گفتگو'' جس سلسلے کی کڑی ہے' وہ عشقِ احمدِ مرسلؐ سے جڑا ہوا ہے۔

''گفتگو'' پڑھتے ہوئے ''سنائی'' بھی دیتی ہے۔ اِسے پڑھنے والا ایک ایسی گونج محسوس کرتا ہے جو واضح طور پر اِس کتاب کے تحریری ہونے کی بجائے تقریری ہونے کا ثبوت ہے۔ ''گفتگو'' کے اس سلسلہ ہائے کتب کی پیشکش کو مزید بہتر بنانے میں قارئین کی آراء اور تجاویز ہمیشہ ہماری اولین ترجیح رہی ہے۔

فہرست

[1]

[2]

[3]

[4]

[5]

1. انسان جانتا ہے کہ عبادت کی بڑی عظمت ہے لیکن بعض اوقات اس کو اپنی عبادت بڑی بے حقیقت معلوم ہونے لگتی ہے۔
2. قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ معجزہ ہے تو آپ روشناس کرائیں کہ یہ کن معنوں میں معجزہ ہے۔
3. ابھی اللہ کے ڈر کا ذکر ہوا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے؟
4. قرآن مجید کو ایسے ہی پڑھنا چاہیے یا معانی کے ساتھ پڑھنا چاہیے؟
5. آپ نے فرمایا ہے کہ ایک یہاں کی زندگی ہے جس میں حاصل کرنا ہے اور دوسری آگے کی زندگی ہے جس کے لیے دوسروں کو دینا ہے۔ اگر دوسروں کو دیتے جائیں تو انسان کا گذر بسر کیسے ہوگا؟
6. حدیث شریف میں ہے کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے تو کیا باپ کے بارے میں بھی کوئی حدیث ہے۔
7. آپ نے لکھا ہے کہ "جب آنکھ دل بن جاتی ہے تو دل آنکھ بن جاتا ہے" اس کا کیا مطلب ہے؟

سوال:

انسان جانتا ہے کہ عبادت کی بڑی عظمت ہے لیکن بعض اوقات اس کو اپنی عبادت بڑی بے حقیقت معلوم ہونے لگتی ہے۔

جواب:

کیا آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ آدمی کو عمل کرنے کے باوجود کبھی کبھی مایوسی ہوتی ہے۔

سوال:

مایوسی کی بات نہیں ہے بلکہ آدمی کو یوں لگتا ہے کہ اس کو عبادت کی کوئی خاص کیفیت سمجھ نہیں آتی یا یہ خیال ہوتا ہے کہ سب کچھ تو فضل ہے' کرم ہے' پھر ہماری عبادت کی کیا حقیقت ہے۔

جواب:

مطلب یہ ہے کہ یہ جو آپ کہہ رہے ہیں کہ انسان کو عبادت کی حقیقت کی بات سمجھ نہیں آتی ہے تو یہ آپ آج کے انسان کی بات کہہ رہے ہیں۔

سوال:

حضور! میں تو اپنی بات کر رہا ہوں۔

جواب:

اب سوال بدل گیا اور ذاتی بات ہوگئی۔ یا سب کی ہوگئی؟ اب ذاتی ہوگئی۔ آج آپ نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کو ٹریننگ یہ ہوگئی ہے کہ آپ اپنے اعمال کو نتیجے کے حوالے سے پہچانتے ہیں اور اپنے اعمال کو فوری منفعت کے حوالے سے پہچانتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ جو کاروبار کیا ہے اس سے کتنا نفع ہوا ہے۔ کہتا ہے کہ نفع تو کوئی نہیں ہوا۔ تو وہ کہے گا کہ پھر تو تمھاری زندگی برباد ہوگئی۔ لیکن اس دوران جو خیر و عافیت سے وقت گزرتا گیا وہ آپ کو سمجھ نہیں آیا۔ اگر آپ اپنی زندگی کو منفعت طلبی سے نکال لیں تو پھر یہ سمجھ آئے گی کہ عبادت جو ہے وہ آپ کا عمل ہے اور آپ کی منفعت کے لیے تو ہے ہی سہی لیکن یہ عمل اللہ کی رضا کے لیے ہے۔ اگر تو یہ اللہ کی رضا کے لیے ہے تو پھر تو آپ کو پتہ ہی نہیں کہ اس کی منفعت کتنی ہے۔ اس لیے یہ بات سمجھنے سے پہلے بڑا دور جانا پڑے گا۔ پہلے یہ دیکھو کہ زندگی کی بعض اوقات زندگی ہونے کے باوجود حقیقت سمجھ نہیں آتی کہ یہ ہے کیا۔ زندگی تو ایسے ہی ہے' سرسری ہے' اس میں ہوا کیا اور کیا نہ ہوا۔ اب یہ جس کا عمل ہے یہ رضا اس کی ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تم نے کبھی غور کیا کہ ہم نے تمہیں کس پانی سے بنایا اور پھر ہم قادر ہیں تمہیں واپس لوٹانے میں اِنّہ لرجعہٖ لقادر۔ پہلے یہ غور سے دیکھو کہ جس نے انسان کو پانی سے تخلیق فرمایا' انسان بنایا' اس پر ادوار آرہے ہیں۔ بچہ یہ نہیں سمجھ

سکتا کہ وہ بڑا بھی ہوگا۔ بچہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ بچہ ہی رہے گا۔ اب بنانے والے نے اس کے اندر ایسا سسٹم رکھا ہے کہ بچہ جو ہے وہ بچہ نہیں رہے گا' وہ بڑا ہو جائے گا اور اُسے پتہ نہیں چلے گا کہ وہ بڑا ہو رہا ہے یا بڑا ہو گیا۔ یہ پتہ بھی نہیں چلے گا کہ یہ ہمارے پرانے زمانے کے واقعات ہیں' ابھی آپ کا پرانا زمانہ آ گیا' یادوں کا زمانہ' ابھی آپ کو ماں باپ کی یاد آ رہی ہوگی کہ وہ کیا زمانے تھے اور وہ کیا دور تھا۔ اور اس طرح چلتے چلتے آپ کہاں پر آ گئے۔ بنانے والے نے سسٹم ایسا بنایا ہے کہ انسان پہلے بچہ ہوگا' پھر بڑا ہوگا' جوان ہوگا' بوڑھا ہوگا' زوال پذیر ہو جائے گا اور رخصت ہوگا اور اگر رخصت نہیں ہوگا تو ہونا چاہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت سے بچائے جب انسان کو خدانخواستہ زندگی میں کوئی اُلجھن ہو' وہ کسی پرابلم میں ہو' صحت کا معاملہ ہوسکتا ہے' حالات کا معاملہ ہوسکتا ہے' تلخی زمانہ کا معاملہ ہوسکتا ہے' اور وہ انسان زندگی کی افادیت سے محروم ہو جائے۔ وہ کہے گا کہ اب زندگی کس کے لیے ہے' زندگی تو اُلجھ گئی ہے اور پھر وہ رخصت ہونے کی تمنا کرے۔ وہ جو زندہ رہنے کی دُعائیں کرتا تھا اس کو کہیں نہ کہیں سے رخصت ہونے کی آرزو پیدا ہو گئی۔ وہ وقت ایک ایسا وقت ہوتا ہے کہ اس وقت یہ دیکھنا چاہیے کہ بنانے والے نے ایسا سسٹم بنایا ہے کہ ان باتوں کے باوجود اُسے جانا ہی پڑے گا۔ اس میں افادیت کی بات نہیں ہے' آپ کی منفعت کی بات نہیں ہے' آپ کے فوری نتیجے کی بات نہیں ہے۔ چونکہ آپ دنیا میں رہتے ہیں اس لیے یہ بات جانتے ہیں کہ یہ لو پیسے اور سودا دے دو یعنی آپ نے یہ عمل کیا اور اُسے کہا کہ اس کا نتیجہ دے دو۔ عبادت ایک ایسی چیز ہے کہ اس کے لیے آپ کو غور کرنا

پڑے گا' پھر غور کرنا پڑے گا۔ ایک حاضر زندگی ہے' موجود زندگی ہے' تو موجود زندگی میں آپ جو عمل کرتے ہیں اس کا موجود نتیجہ پاتے ہیں۔ چاہے وہ اچھا ہو یا بُرا۔ اب ایک سسٹم اور ہے کہ اس زندگی کے بعد ایک اور زندگی ہے اور اُسے کہتے ہیں مابعد' یعنی آنے والا دن۔ جب تک آپ کو اس کا شعور نہ ملے آپ اپنے وہ اعمال جنہیں آپ نیکی کہتے ہیں ان کا نتیجہ آپ نہیں سمجھ سکتے کہ آپ کا عمل آپ کے رب کے ہاں کیا ہے۔ کامیابی یہ ہے کہ پیسہ آپ کے پاس ہو اور نیکی یہ ہے کہ کسی اور کو دے دیں۔ اب یہ نیکی آپ کو سمجھ نہیں آسکتی۔ انسان کہتا ہے کہ یہ تو نقصان ہے۔ یہ نقصان تو ہے لیکن آخرت کے لیے بہتر ہے۔ آج حرام کا مال مل جانا منفعت ہے لیکن یہ نقصان ہے' یتیم کا مال قابو آ گیا لیکن یہ تمہارے پیٹ میں آگ لگا دے گا۔ ہر گنہگار کامیاب ہوتا ہے' وہ گنہگار تب بنتا ہے جب گناہ میں کامیاب ہو جائے ورنہ نیت کا گناہ ویسے ہی معاف ہو جاتا ہے۔ گناہ کا مطلب ہے کسی برے عمل میں کامیاب ہو جانا۔ کہتا ہے کہ آج تو برے عمل میں کامیاب ہو گیا' گناہ میں کامیاب ہو گیا' تیرے گھر میں چراغ جل گیا لیکن تیری قبر میں اندھیرا ہو گیا۔ یہ سفر جب تک سمجھ نہ آئے جسے آپ بھول جاتے ہیں یعنی قبر کا سفر نہ سمجھ آئے' قبر کے بعد کے زمانے سمجھ نہ آئیں تو وہ اعمال جنہیں آپ عبادت کہہ رہے ہیں یا تسلیم و رضا کہہ رہے ہیں وہ اعمال آپ کو افادیت کے درجے میں سمجھ نہیں آسکتے۔ کہتا ہے کہ میں اللہ کی راہ میں پیسے دے آیا دوسرا اُسے کہتا ہے کہ اس سے کیا حاصل' تو بے وقوف آدمی ہے' پیسہ ضائع کر رہا ہے' یہ تو بڑی غلطی کی ہے تو نے ______ کیونکہ اس کو اس زمانے کا پتہ نہیں۔ جب تک آپ کا یقین اللہ

اور اللہ کے بنائے ہوئے دین پر نہ ہو' بھیجے ہوئے دین پر نہ ہو' جب تک آپ آخرت پر ایمان یا یقین کامل نہ رکھیں تو آپ کو عبادت کی منفعت کچھ سمجھ نہیں آئے گی۔ میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ آپ لوگ سماج کی عبادت کرتے ہیں' مثلاً ابا جان' چچا جان مسجد میں جا رہے ہیں تو چلو ہم بھی چلیں' عید کا دن ہے' کپڑے پہن لو اور سب کو مبارک دیتے ہیں۔ روزہ رکھا نہیں اور عید کی مبارک ہو رہی ہے۔ جس نے روزہ نہ رکھا ہو اس کو عید کی خوشی کیا ہو گی۔ لوگ روزے کے بغیر روزے کی افطاریاں کرتے رہتے ہیں۔ تو عبادت کی منفعت یا اس کا نتیجہ ایسی چیز ہے جو ظاہری نہیں ہے۔ جب اس کا یقین نہ ہو تو آپ کو لگے گا کہ یہ میں کیا عبادت کر رہا ہوں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ میں پچیس سال سے عبادت کر رہا ہوں اور کاروبار کا یہ عالم ہے کہ بس۔ کاروبار کی بات کیا ہوتی ہے؟ ظاہری نتیجہ۔ اب کہتا ہے کہ کاروبار خراب ہو گیا۔ کیا پیغمبروں پر فاقہ آیا؟ کیا وہ نامزد تھے؟ وہ نامزد بھی ہیں' مقرب بھی ہیں' Appointed بھی ہیں اور پھر غریبی ہے۔ یہ عجب بات ہے۔ اللہ کے ہاں وہ بہت پسندیدہ لوگ ہیں اور پھر شہادت ہو رہی ہے شہادت کا بظاہر معنی تو ہلاکت ہے لیکن یہ انعامات کے درجے ہیں۔ آپؐ اللہ کے بہت مقبول پیغمبر ہیں' ان پر درود بھی آ رہے ہیں اور زمانے کے حالات ذرا اور ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب تک آپ اپنی ظاہری زندگی کو باطنی زندگی یا عاقبت کی زندگی پر نثار نہ کر سکیں تو آپ کو بات سمجھ نہیں آئے گی۔ اس سوال کا مطلب یہ ہے کہ اس آدمی کا رجوع جو ہے وہ ظاہر پر زیادہ ہے اور یہ وہ اعمال ہیں جو ظاہر کے نہیں ہیں۔ عبادت عمل کا نام نہیں ہے۔ بلکہ عبادت آخرت پر یقین کا نام

ہے۔عمل تو آپ کرتے رہتے ہیں۔ میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا تھا کہ اگر طوطے کو "اللہ ھو" کا ذکر سکھا دیا جائے تو وہ سارا دن کرتا رہے گا۔تو یہ اللہ کا ذکر تو نہ ہوا بلکہ طوطا ہوا۔اس لیے جب تک آپ یہ محسوس نہ کریں کہ یہ وہ عمل ہے جو میرے اللہ کے حکم پر اللہ کی رضا کے لیے میں کر رہا ہوں تو نتیجہ نہیں آئے گا اور جب وہ راضی ہو جائے تو سارا عمل مکمل ہو گیا۔اس کے لیے میں وارننگ دے رہا ہوں کہ کبھی اپنے عبادت کے عمل کو' نیکی کے عمل کو نتیجے کی شکل میں مت دیکھنا۔ اس کا فوری طور پر نتیجہ نہیں نکلے گا۔عام طور پر اچھے آدمیوں کے ساتھ دنیاوی طور پر کچھ سخت نتیجہ نکلتا ہے۔کہتا ہے تو فیل کیوں ہو گیا؟ کہتا ہے میں Honest جو تھا۔ مارکیٹ میں میں نے ہی فیل ہونا تھا کیونکہ میں دیانت دار تھا۔مسلمانوں کے زوال کے اسباب اس سے پوچھو تو کہے گا کہ اسلام ہی زوال کا سبب ہے کیونکہ مسلمان خدا سے ڈرتے ہیں اور حرام کھا نہیں سکتے۔ایک آدمی کہہ رہا تھا کہ ہے کوئی بندہ جو مجھے حرام کا مال کھانے کا راستہ بتائے۔کہتا ہے کہ یہ کیا بات ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ حلال کا تو پورا نہیں ہوا اور اب حرام کا بھی پورا نہیں ہوتا۔ کیونکہ حالات زمانہ برداشت نہیں ہیں' سکونِ قلب نہیں ہے' توکل نہیں ہے' اعتماد نہیں ہے' آخرت کا بھروسہ نہیں ہے اور یہ ظاہری زندگی کے ظاہری لمحات پر اعتماد کر رہا ہے۔کہتا ہے کہ دیکھو وہ بے وقوف آدمی ہے' عبادت میں لگا ہوا ہے' یہ نہیں دیکھتا کہ حالاتِ زمانہ کیا ہیں۔ اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ حالاتِ زمانہ کا خیال رکھو۔ حالاتِ زمانہ کا ظاہری نتیجہ نکلتا ہے اور حالات عبادت کا باطنی نتیجہ نکلتا ہے۔جب تک آپ سکونِ قلب سے آشنا نہ ہوں' آخرت پر بھروسہ نہ ہو' خدا کے سامنے نہ

جھکتے ہوں تو آپ کو بات سمجھ نہیں آئے گی۔اب جو میں نے آپ کو بات بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بنانے والا ہے' اس نے بچہ بنایا اور پھر بڑا بنایا' وہ کہتا ہے کہ میں تمہیں واپس لے جاؤں گا۔ دیکھتے تو آپ ہر روز ہیں کہ اس سسٹم میں ایسی بات ہے کہ لوگ مر گئے۔ پھر آپ سمجھتے ہیں کہ شاید ہم اس چیز سے باہر ہیں' مر جانے سے باہر ہیں لیکن کبھی آپ اپنے آپ پہ غور کریں تو آپ کا بچپن مر گیا' بچپن کے کھلونے مر گئے' جوانی کے زمانے بھی گزر گئے' غائب ہو گئے' وابستگی کے دور بھی چلے گئے' دوستوں کے ایام بھی گئے' خوشیوں کے زمانے بھی گئے' نظاروں کے رنگ کم ہو گئے' گلاب کا رنگ کم ہو گیا کیونکہ آپ کی نظر خراب ہو گئی' چہروں کے چراغ مدھم ہو گئے ہیں کیونکہ آپ کی آنکھ میں کمی آ گئی۔ کہتا ہے کہ کبھی ایک وقت تھا جب ذائقے بڑے اچھے تھے۔تو آپ کی زبان ہی اچھی تھی کیونکہ ذائقہ زبان کا ہوتا ہے' کھانے میں تو ہوتا ہی نہیں ہے۔تو یہ آہستہ آہستہ زوال ہوتا جا رہا ہے اور موت آتی جا رہی ہے۔ پھر بھی اس کے باوجود آپ سمجھتے ہیں کہ میں نے جانا نہیں ہے حالانکہ آپ جا رہے ہیں بلکہ تقریباً جا چکے ہیں۔اب عبادت جو ہے وہ آنے والے وقت کو بچانے کے لیے ہے اور آپ جانے والے وقت کی فکر نہ کریں۔ جانے والا وقت تو جا ہی رہا ہے۔تو عبادت کو فوری نفع کے مطابق مت Judge کرو۔ اگر عبادت کی توفیق مل رہی ہے تو اللہ کا شکر ادا کرو' یا رب العالمین! میں عبادت کا معاوضہ نہیں مانگتا بلکہ عبادت کرنے کی توفیق ہی مانگتا ہوں' مجھے عبادت کرنے کی توفیق دیتا رہ۔اب عبادت کرنے کی جو توفیق ہے یہی نتیجہ ہے۔عبادت کا انعام عبادت ہی ہے۔اب اس میں اور انعام کیا چاہیے؟

میں نے آپ کو ایک کہانی سنائی تھی۔ ایک بادشاہ کے پاس ہیرے جواہرات کے خزانے تھے' وہ ذرا جوش میں آ گیا اور درباریوں کو کہا کہ جو مرضی ہیرے جواہر لے جاؤ' جو جس کو اُٹھائے گا اس کو دے دیا جائے گا' جس ہیرے پہ ہاتھ رکھو وہ تمہیں دے دیا جائے گا۔ تو سارے درباری لوگ لوٹ مار میں لگ گئے کہ یہ دے دو' وہ دے دو۔ ایک غلام کھڑا ہوا تھا' اس سے بادشاہ نے کہا کہ تو خاموش کھڑا ہے اور سارے لوگ لے رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ بادشاہ سلامت آپ پھر سوچ لو۔ بادشاہ نے کہا کہ سوچ لیا ہے' تمہیں کیا چاہیے؟ اس نے بادشاہ پہ ہی ہاتھ رکھ دیا ______ کہتا ہے میرے پاس تو ہی آ جا۔ تو یا تو آپ خزانے لو یا پھر بادشاہ لو ؎

کچھ اور مانگنا میرے مشرب میں کُفر ہے
لا اپنا ہاتھ دے میرے دستِ سوال میں

تو اور کیا مانگنا ہے ؎

تیرے سوا کروں پسند کیا تیری کائنات میں
دونوں جہاں کی نعمتیں قیمت بندگی نہیں

اگر آپ بندگی کو قیمت میں لینا چاہیں گے تو آپ کو کبھی بھی سکون نہیں ملے گا۔ بندگی برائے بندگی ہو اور اطاعت برائے اطاعت ہو۔ نماز سے دنیا کی تمنا اور آرزو کو نکال دو۔ کون سی آرزو رکھو؟ یا اللہ میرے ماں باپ پر فضل فرما اور میری اُولاد کو نمازی بنا۔ یہ بات اللہ تعالیٰ نے خود نماز میں بتا دی ہے۔ باقی یہ کہنا کہ یہ کاروبار ہو جائے' یہ ٹینڈر نکل آئے' تو اس سے نماز کو آزاد کر دو۔ نماز کو اگر ان

بات سے آزاد ہو جاؤ گے تو پھر آپ کو سکون مل جائے گا۔ تو مسجد کے اندر عزت
آئے۔ جب ہم یہاں پہنچتے تھے۔ پہنچ کر یہ ہوتے ہیں شوق ظاہر کیا۔ مگر کہا
اللہ کی توجہ چاہتے ہیں تو اللہ سے لو۔ اگر آپ داتا صاحب کے عرس پہ جا کر کسی
سے پوچھو کہ اس دفعہ آپ کا عرس کیسا رہا تو وہ کہیں گے کہ پتہ نہیں کیا چیز کیا چیز
تحفے والے آئے تھے اور ہم تو دین کے لیے آئے تھے۔ تو دین والوں سے کسی
نے دین مانگا نہیں ہے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ تو گنج بخش ہے تو ہزار روپے دے
دے۔ آج کل تو لوگ ہزاروں کی بجائے لاکھوں اور ملینز کی بات کرتے ہیں۔
مطلب یہ ہے کہ دین والوں سے اور دل والوں سے بھی دنیا کا سوال ہو رہا ہے
مشائخ کرام سے بھی یہی سوال ہو رہا ہے' اللہ سے بھی یہی مانگا جا رہا ہے کہ یا اللہ
کوئی خزانہ ہی دے۔ تو آج کا انسان عبادت کو ذریعہ حصول زر بنانا چاہتا ہے۔
لہٰذا وہ نہ عبادت کر سکتا ہے اور نہ مال بنا سکتا ہے۔ اگر مال بنانا ہے تو عبادت کو
چھوڑ دو اور جس طرح کافر کر رہے ہیں تم بھی کام کرو۔ کافر کو مال ملتا ہے تو تم بھی
کافر کی طرح مال لو' اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ حرام راستے پر کامیابی چاہتے ہو
اور کہتے ہو کہ حلال طریقے سے ملے۔ حرام سے حلال کیسے ملے گا' ناممکنات میں
سے ہے۔ اس لیے ان لوگوں کا جو طریقہ ہے وہ دین سے آزاد ہے' مذہب سے
آزاد ہے۔ خشیت اللہ جو ہے یعنی اللہ کا خوف' یہ تمہیں حرام نہیں کرنے دے گا۔
اور حلال سے تمہاری وہ روٹی نہیں بنتی جو تم چاہتے ہو۔ تو عام طور پر ایسے واقعات
ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ لوگ تشویش میں آ گئے' تذبذب میں آ گئے اور کہتے ہیں
کہ عبادت سے کچھ بات بنی نہیں ہے۔ عبادت سے تو بات بنانی نہیں تھی آپ

نے ۔تو آپ عبادت میں لگے رہے اور دنیا آگے نکل گئی۔کہاں نکل گئی؟ یہاں ہی غرق ہو گئی ۔تو عبادت والا آگے نکل گیا کیونکہ یہ وہ فاصلہ ہے جس کی Measurement یہاں پر نہیں ہے' اس کی پیائش یہاں نہیں ہے' اس کی یہ پیائش نہیں ہے کہ آپ نے کتنی عبادت کی ہے۔کہتا ہے کہ عبادت سے کیا ملا؟ کہتا ہے کہ اس سے بہت کچھ ملا۔کب پتہ چلے گا؟ کہتا ہے کہ جب یہ سانس بند ہوگی تب پتہ چلے گا۔لہٰذا عبادت جاری رکھو اور اللہ پہ اعتماد کرو۔اعتماد کیا ہے؟ کہ صرف یہی زندگی نہیں ہے۔یہ تو ویسے ہی ختم ہو رہی ہے بلکہ ہوئی پڑی ہے۔تو زندگی اس کے علاوہ بھی ہے۔اس ''علاوہ'' کے لیے عبادت کی جاتی ہے تاکہ آپ پر فضل ہو اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہو۔اس لیے کبھی یہ نہ کہنا کہ چار نمازیں پڑھ لی ہیں مگر کام نہیں ہوا۔کہتا ہے کہ چلو چار نمازیں اور پڑھ لیتے ہیں۔کہتا ہے کہ ایک دن میں چھتیس نمازیں پڑھ لی ہیں مگر کام نہیں ہوا۔تو چھتیس نمازوں سے تمہارا کیا کام ہونا ہے' تُو تو نماز پڑھ نہیں رہا بلکہ تُو تو وہ کام کر رہا ہے۔عبادت جو ہے وہ عبادت کے مطابق کرتا چلا جا اور جیسے اللہ کی مہربانی ہوگی وہ کرتا جائے گا۔پہلے اللہ کو مالک تسلیم کرو اور عاقبت پر بھروسہ رکھو اور کسی صاحب یقین سے ملو' اس سے تعلق بناؤ' اپنی سنگت بناؤ' اور پھر آپ چلتے جاؤ۔جس طرح کوئی کہتا ہے کہ میں لندن جا رہا ہوں' انگلینڈ جا رہا ہوں تو دوسرا کہتا ہے کہ میں بھی ادھر جا رہا ہوں۔اگر ایسی بات ہو تو آپ کا سفر بہتر ہو جائے گا۔کیونکہ آپ دونوں ادھر جا رہے ہیں ۔اور اگر عاقبت کا مسافر مل جائے تو تمہاری عاقبت کا سفر بہتر ہو جائے گا۔تم لوگوں نے دوستی یہاں کے بندوں سے رکھی ہے اور جانا ہے تم نے

وہاں۔ یہی وجہ ہے تمہاری ناکامی کی۔ تو یہاں کے دوستوں سے وہاں کا سفر کیسے ہوگا۔ اس لیے بہتر ہے کہ وہاں کے مسافروں کے ساتھ دوستی کی جائے و منکم من یرید الدنیا و منکم یرید الاخرۃ تم میں سے لوگ ہیں جو دنیا کے طلب گار ہیں اور تمہیں میں سے لوگ ہیں جو آخرت کے طلب گار ہیں۔ تو آخرت کے طلب گاروں کے ساتھ دوستی کرو اور یہاں گزارہ کرتے جاؤ۔ پھر عبادت سے کبھی بھی تمہارا اعتماد نہیں اُٹھے گا۔ یہ بہت ضروری بات ہے۔ اس بات کا خیال رکھو______

اور کوئی سوال______ بولو______ سعید صاحب بولیں______

سوال:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ معجزہ ہے تو آپ روشناس کرائیں کہ یہ کن معنوں میں معجزہ ہے۔

جواب:

نہیں، یہ ایسے نہیں ہے۔ اگر ایسی کوئی آیت ہو تو بتائیں۔

سوال:

ھُدی للعالمین

جواب:

اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ہدایت ہے عالمین کے لیے، آنے والے زمانوں کے لیے۔

سوال:

هدی للمتقین

جواب:

یہ متقی لوگوں کے لیے ہدایت ہے۔اِنا سمعنا قرآناً عجبا : ہم نے عجب قرآن سُنا۔ یہ عجب بات ہے۔ یہ اللہ کا کلام ہے۔معجزہ ہوتا ہے کسی پیغمبر کا ایسا عمل جو بظاہر فطری عوامل میں ممکن نہ ہو۔ تو اس کو معجزہ کہتے ہیں۔ کرامت اُسے کہتے ہیں کہ کسی اہل اللہ سے کوئی ایسا واقعہ سرزد ہو جائے جو عام فطرت میں نہ ہو۔ اور اگر کسی قوتِ ارادی سے یہ واقعہ سرزد ہو جائے تو اسے کہتے ہیں استدراج۔ قرآن کریم میں اللہ نے جو کہا ہے اور آپ نے جو پڑھا ہے وہ ٹھیک ہے۔قرآن کریم کا سب سے بڑا اعجاز یہ ہے کہ اتنا بڑا کلام ہے اور کئی ان پڑھ لوگ یا جو زیادہ پڑھے ہوئے نہیں' ان کو وہ لفظ بہ لفظ' زبر زیر تک محفوظ ہو جاتا ہے۔ یہ واحد کلام ہے اور آج تک کوئی کلام ایسا نہیں ہے کہ اس قدر محفوظ ہو کہ زیر کا فرق نہ لگے اور زبر کا فرق نہ لگے۔ یہ بڑا اعجاز ہے۔ اعجازِ قرآن کے اور بڑے واقعات ہیں۔ اب تو سائنس نے کمپیوٹر میں بھی نکال لیا ہے کہ اس کے اندر ''الف'' کا لفظ اتنے لاکھ مرتبہ آیا ہے''ب'' اتنی مرتبہ ہے اور''ج'' اتنی مرتبہ ہے اور ان سب کو جمع کریں تو یہ اُنتیس پر تقسیم ہو جاتے ہیں۔ تو لوگ حیران ہو گئے کہ اعجاز القرآن کیا ہے' کہ یہ 29 پہ تقسیم ہو جاتے ہیں''اللہ'' کا اسم جتنی مرتبہ آیا اور وہ بھی 29 پہ تقسیم ہو جاتا ہے۔ لوگ بڑے بڑے آرٹیکل لکھتے ہیں کہ قرآن کے اندر اتنے حیران کن واقعات ہیں۔ کمپیوٹر اب بتا رہا ہے کہ اس میں کیا

کیا ہے' مثلاً ایک جگہ پر یہ لفظ آنا چاہیے تھا مگر اس کی جگہ اللہ نے اس لفظ کی بجائے اور لفظ استعمال کیا۔ اب وہ لفظ 29 پہ تقسیم نہیں ہوتا تھا اور یہ لفظ تقسیم ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا متبادل لفظ یہاں پہ لگایا۔ تو آج سائنس حیران کر رہی ہے کہ یہ واحد کتاب ہے جسے انہوں نے Mathematically ثابت کیا کہ یہ اس کا اعجاز ہے اور یہ کوئی انسان نہیں کر سکتا۔ تو یہ انسان کے بس کی بات نہیں ہے کہ بات کو پورا کرنا' وزن کو پورا کرنا کہ وہ 29 پہ تقسیم ہو جائے۔ انسان کو سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ یہ جو مقطعات ہیں ان کے اندر کیا راز ہے۔ تو قرآن کا اعجاز ابھی جاری ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آنے والے زمانوں تک اگر کتاب کی شکل میں نہ لکھا جائے تو بھی یہ سینہ بہ سینہ محفوظ رہے گا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انّا لہ' لحفظون کہ ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ تو حفاظت ہو رہی ہے' قاری اور حافظ بنتے جا رہے ہیں۔ اگر کتابیں ختم ہو جائیں' دنیا میں سے لائبریریاں غائب ہو جائیں پھر بھی کلام پاک محفوظ رہے گا۔ دو چیزیں ہمیشہ محفوظ رہیں گی۔ کلامِ پاک محفوظ رہے گا اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہمیشہ محفوظ رہے گی۔ یہ دو چیزیں قائم رہتی ہیں۔ آج بھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کوئی واقعہ ہو جائے تو آپ سارے کے سارے زندہ ہو جائیں گے۔ یہ محبت بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہے۔ ورفعنا لک ذکرک کہ آپؐ کا ذکر ہمیشہ بلند رہے گا۔ تو یہ ذکر بھی قائم رہے گا اور قرآن پاک بھی قائم رہے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے قائم ہونے کی بات ہے کہ اس کی کتاب بھی قائم رہی' اس کے پیغمبرؐ بھی قائم رہے۔ اور وہ آپ بھی قائم ہے۔ کل من

علیھا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلل والاکرام تو ہر چیز فنا ہو جائے مگر تیرے رب کا چہرہ باقی رہے گا جو جلال اور اکرام والا ہے۔ تو وہ قائم رہے گا' قرآن اس کی کتاب ہے اور یہ اعجاز ہے۔ اگر آپ اس کو غور سے پڑھیں تو عربی دان نہ ہونے کے باوجود کچھ عرصہ بعد یہ آپ کو سمجھ آنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ اس کا اعجاز ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ کہ اس کا مصنف موجود ہے اور وہ جب چاہے بات کو ظاہر کر دے۔ تو یہ عربی زبان کی بات نہیں ہے بلکہ اس کے فضل کی بات ہے کہ وہ جب چاہے آپ کو اس کی تعلیم دے دے۔ قرآن اگر شوق سے پڑھا جائے تو ایسے لگے گا کہ جیسے حال ہی میں بات نازل ہو رہی ہے۔ آپ اس کو اس طرح پڑھا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات فرمائی ہے اور یہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلی ہے۔ تو یہ کتاب پڑھنے سے دو واقعات ہوئے کہ میں جو یہ کتاب پڑھ رہا ہوں یہ اللہ کے الفاظ ہیں اور اللہ کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلے ہوئے ہیں۔ تو برکت ہی برکت ہے' سلامتی ہی سلامتی ہے۔ تو یہ اعجاز ہے کہ اس میں سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی ملتی ہے اللہ کی محبت بھی ملتی ہے اور زندگی کا راستہ بھی ملتا ہے۔ قرآن پاک کی باتیں سادہ سادہ ہیں لیکن آپ کو زندگی کے اندھیروں میں روشنیاں ملتی جائیں گی۔ تو یہ بڑی بات ہے۔ کمال کی بات تو یہ ہے کہ اللہ کریم نے بندوں سے بندوں کی زبان میں بات کی ہے۔ قرآن میں زمین کی بات ہے' آسمان کی بات ہے' انسانوں کی بات ہے' انسان کیسے پیدا ہوا' وہ کیسے رہتا ہے' پرانی قوموں کے ساتھ کیا ہوا' ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے ______ تو یہ سادہ سادہ بات

ہے۔مگر جب آپ پڑھنے لگ جائیں تو قرآن کے اندر آپ کو ایک اور قرآن کا پتہ چل جائے گا کہ اس کا ایک باطن ہے اور اس باطن کا ایک اور باطن ہے۔اس کے اندر پھر بے شمار عوامل ہیں۔ایسی چیز ہو گی کہ اُسے سات مرتبہ پڑھیں تو ایک نتیجہ نکل آئے گا' دس مرتبہ پڑھو تو اور نتیجہ نکل آئے گا۔پھر اس آیت کو پڑھتے جاؤ تو کچھ اور سمجھ آ جاتی ہے۔تو اس کے اندر یہ سارے انکشافات ہیں اور پوری کائنات کی زندگی اس کے اندر موجود ہے' زندگی کی حرکت موجود ہے اور زندگی کا نتیجہ موجود ہے۔ یہ پڑھنے والے پر منحصر ہے۔اس کو وہ آدمی نہیں چھو سکتا جو پاکیزہ نہ ہو۔اسے مطہر لوگ چھوئیں گے اور وہی پڑھیں گے۔آپ اس کو یوں سمجھو کہ اللہ کریم نے یہ جو کہا ہے کہ میں نے روحوں سے پوچھا کہ کیا میں تمہارا رب ہوں کہ نہیں ہوں تو انہوں نے کہا کہ ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔تو اب بتانے والی کیا بات ہے؟ یہ ہمیں کیوں بتا رہے ہیں؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ بتانے کی کوئی وجہ ہے اور آپ کو یہ بات سمجھ آ سکتی ہے کہ ایسا واقعہ ہوا۔انسان کو اس لیے بتایا جا رہا ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے' جنت کی اور دوزخ کی خبر یہاں مل رہی ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ یہیں سے یہ بات شروع ہو جاتی ہے۔آپ اگر قرآن پاک کو غور سے پڑھتے جائیں تو آپ کو یہیں سے بات سمجھ آ جائے گی۔ ایک بزرگ نے اللہ کے حکم سے بہشتی دروازہ کھول دیا اور فرمایا کہ یہ بہشتی گیٹ ہے اور جو یہاں سے گزرا وہ بہشتی ہو گیا۔لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے بہشتی دروازہ کیسے کھول دیا' بہشت تو وہاں آ گے ہے۔آپ نے فرمایا کہ جس کو یہاں پہ بہشت نہیں ملی ہے اس کو آگے کیا ملے گی۔اس کی سند کیا دی؟ من کان اعمیٰ

فی ھذہٖ فھو اعمیٰ فی الاخرۃ جو یہاں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔ مطلب یہ کہ آپ نے حقیقت کو یہاں سے دیکھ کے جانا ہے ورنہ آگے کیا سمجھ آئے گی۔ بس قرآن پاک کو ایسا سمجھ کے پڑھو کہ آپ کو یقین آ جائے کہ اللہ کا ہی کلام ہوسکتا ہے۔ پھر آپ کو بات سمجھ آ جائے گی۔ قرآن پاک تو اللہ سے گفتگو کا موقع ہے' ٹیلیفون ہے' اس میں اللہ تعالیٰ بول رہے ہیں اور آپ پڑھتے جاؤ۔ تو یہ اللہ فرما رہے ہیں اور اللہ کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کچھ فرما رہے ہیں۔ یہ دونوں کی متفقہ بات ہے' آپؐ کی زبان ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور آپ لوگوں تک پیغام آ گیا۔ اس سے بڑا اور کیا پیغام چاہیے آپ لوگوں کو۔ بزرگوں سے ہوتے ہوئے آپ تک بات آ گئی۔ اب آپ کو اور کیا چاہیے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہِ راست پیغام آ گیا اور اتنا مستند ہے کہ یہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلا ہوا ہے اور جبریل امینؑ کے ذریعے آیا ہے۔ اب یہ آپ تک آ گیا ہے' اس کو پڑھ کے دیکھو' یہ اعجاز ہی اعجاز ہے' اس میں واقعات ہی واقعات ہیں' نورٌ علیٰ نور ہے۔ اصل میں یہ قرآن اس قرآن کا عکس ہے اور قرآن وہی تھا جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلا تھا اور یہ اس کی Echo ہے' جو آپ تک چلی آ رہی ہے' گونج چلی آ رہی ہے۔ مطلب یہ کہ جو اللہ کا ارشاد تھا اور اللہ کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اس وقت نکل رہا تھا وہ قرآن تھا اور اب یہ اُس کا ریکارڈ ہے۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ پھر اگر آپ غور اور شوق سے پڑھیں تو ایسا ممکن ہے کہ آپ اسی زمانے میں جا پہنچیں جس زمانے میں قرآن پڑھا جا رہا تھا۔ لو انزلنا ھذا القرآن علیٰ جبل لرایتہ خاشعا

متصدعاً من خشیت اللہ یعنی اگر یہ قرآن ہم پہاڑ پر نازل کرتے تو وہ اس کی خشیت سے کانپ جاتا' لرز جاتا۔ خشیت اللہ یعنی اللہ کے خوف سے اور اللہ کے ڈر سے۔ تو یہ اتنا بڑا کلام ہے۔ آپ کو سمجھ اس لیے نہیں آ رہی کہ ابھی آپ کے باطن میں صداقت نہیں آئی ہے۔ لوگ عدالتوں میں اور محفلوں میں جھوٹا قرآن اُٹھا لیتے ہیں اور قرآن کی قسم کھا لیتے ہیں۔ یہ لوگوں کی عادت سی بن گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا اثر نہیں رہا ورنہ تو یہ بڑا اثر والا ہے' آج سے پہلے یہ بات تھی۔ پرانے زمانے میں اگر مسجد میں کوئی جھوٹی قسم کھاتا تو زندہ واپس نہیں آتا تھا۔ آج کل کے واقعات اور ہو گئے ہیں۔ بہر حال یہ اللہ کا کلام ہے اور اعجاز ہی اعجاز ہے' معجزہ ہی معجزہ ہے۔ اور سلامتی ہے۔ اس کو پڑھنے کی توفیق مانگا کرو ______ اور کوئی بات پوچھو ______ چغتائی صاحب پوچھیں ______ حافظ صاحب آپ بولیں ______ حافظ خوشی محمد بولے!

سوال:

ابھی اللہ کے ڈر کا ذکر ہوا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے؟

جواب:

ڈرنے کی بات نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ جس جگہ رکھے اس جگہ رہنا چاہیے۔ وہ مہربانی فرما دے تو وہ منزل مل جاتی ہے کہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون تو نہ خوف ہو اور نہ ملال ہو۔ ورنہ تو خوف کا ایک Element رہے گا اور خوف کا مطلب یہ ہے کہ اس کی شان ہے بے نیازی اور وہ اگر چاہے تو کیا ہو جائے۔ کبھی کبھی وہ بخشش بھی فرما دیتا ہے' معافی بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن سُنا یہ گیا

ہے کہ سجدے کے انکار سے پہلے شیطان مقرب تھا' وہ فرشتہ تھا یا جن تھا' بہرحال بہت قریب تھا اور جب اُس نے سجدے سے انکار کیا تو کہا کہ ابیٰ واستکبرا وکان من الکافرین تو وہ نکال دیا گیا۔ اور آج کا انسان کئی دفعہ انکار کرتا رہتا ہے' سجدہ نہیں کرتا اور عبادت سے معذوری ظاہر کرتا رہتا ہے لیکن اس کو نکالا نہیں جاتا کیونکہ اب رحمت کا مضمون آ گیا۔ اس لیے یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ چاہے جس کو پکڑ لے' یہ اس کے کام ہیں۔ ڈرنا اس بات سے چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ شانِ بے نیازی دکھا دے۔ آپ اُسے شانِ رحیمی سے پکارا کرو۔ ڈرنا اس لیے ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو زیادہ مقرب ہوتے ہیں وہ زیادہ ڈرتے ہیں۔ جو سب سے زیادہ قریب تھے وہ بڑی شب بیداری فرماتے تھے۔ تو اللہ نے کہا کہ یاایھا المزمّل قُم الیل کہ اے جاگنے والے اور عبادت کرنے والے' کچھ حصہ سو بھی جایا کرو۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ تو پیغمبرِ اسلام ہیں' آپؐ تو ایسی ذات ہیں کہ اللہ آپؐ پر درود شریف پڑھتا تو آپؐ اتنی عبادت کیوں کرتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ اس کا شکر ادا کرنے کے لیے ضروری ہے۔ تو شکر میں بھی تھوڑا سا خوف ہے۔ آپؐ استغفار بھی پڑھتے تھے حالانکہ آپؐ معصوم عن الخطاء ہیں۔ اس استغفار کا مطلب ہے کہ یہ نئی منزل کے لیے الحمد کا راستہ ہے' شکر ہے۔ اللہ نے کہا ہے کہ ڈرتے رہو تو ڈرتے رہو' استغفار کرتے رہو تو استغفار کرتے رہو' اگر گناہ نہیں ہیں تب بھی معافی مانگتے جاؤ۔ ڈرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم نفس سے آزاد نہیں ہوئے من شرور انفسنا کل کو نفس جو ہے وہ عبادت کا غرور بھی پیدا کر سکتا ہے۔ بس سمجھو کہ یہ ڈر

کی بات ہے۔ عابد کے لیے عبادت بعض اوقات غرور بن جاتی ہے۔ کہ ہم بہت عابد ہیں۔ تو یہیں سے تو گمراہی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لیے اپنی غلطیوں سے ڈرنا چاہیے کہ یا اللہ تعالیٰ کسی ناگہانی میں پکڑ نہ ہو جائے اور وہ مہربانی فرماتا رہے۔ نقلی ڈر نہ ہو کہ نماز پڑھتے وقت ایسے منہ بنا لو کہ جیسے ابھی رو رہے ہیں۔ جو Genuine کیفیت ہے وہی کرو، جو آپ کی حالت ہے وہی بیان کرو۔ تو نہ نقلی ڈرنا ہے اور نہ نقلی بے دھڑک ہونا ہے۔ بلکہ آپ کی جو حالت ہے اسی انداز سے چلو۔ تو ڈر کا راستہ بھی بعض اوقات قرب کا راستہ ہے۔ اگر اللہ محبوب ہو جائے تو محبت سے ڈر کس بات کا۔ لیکن بعض اوقات محبوب کے خفا ہونے کا بھی ڈر ہوتا ہے۔ بعض اوقات اگر اللہ آزمائے اور قرب میں فرق آ جائے تو یہ بھی ڈرنے کی بات ہے۔ آپ کہو کہ یا اللہ ہم آزمائش کے قابل نہیں ہیں۔ اس میں اپنی طرف سے ڈرنا نہیں چاہیے بلکہ جیسے اس نے عطا فرمائی ہے ویسی زندگی گزار دے

اور کوئی سوال ______

سوال:

قرآن مجید کو ایسے ہی پڑھنا چاہیے یا معانی کے ساتھ پڑھنا چاہیے؟

جواب:

یعنی کہ سوال یہ ہے کہ قرآنِ کریم کو عربی جاننے سے پہلے پڑھنا چاہیے یا بعد میں پڑھنا چاہیے۔

سوال:

دونوں میں کیا بہتر ہے؟

جواب:

آپ یہ دیکھیں کہ عربی زبان کی گرامر اور اس کا مفہوم سمجھنے کے لیے ایک عجمی کو کتنا عرصہ چاہیے؟ اگر یہ بات سمجھ آجائے کہ جو عرب میں پیدا نہیں ہوا وہ اسے کیسے سمجھے گا کیونکہ اسے عرب والے بھی نہیں سمجھ سکتے اور جو اس کی لغت سے پوری طرح آشنا نہیں ہے اس کو عربی زبان جاننے کے لیے کتنا ہی عرصہ چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ زبان ہی جانتے رہیں اور قرآن کو سمجھ نہ سکیں۔ قرآن کا جو افہام ہے، قرآن کی جو تفہیم ہے، قرآن کا جو علم ہے یہ عربی کے علم سے نہیں آئے گا بلکہ اللہ کے فضل سے آئے گا۔ عربی زبان کے اندر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم بول رہے ہیں اور عربی جاننے والے کچھ لوگ کفر بھی کر رہے ہیں اور مقابلے میں کھڑے ہیں۔ تو یہ اس کے فضل کی بات ہے۔ آپ جس زمانے میں یا علاقے میں پیدا ہوئے ہیں آپ کو اس علاقے کی زبان میں عرفان مل سکتا ہے۔ اور جس کو عرفان مل گیا اس پر قرآن آسان ہو گیا۔ یہ اللہ کے تقرب کی راہ ہے۔ تو یہاں کے رہنے والے، آپ بغیر عربی کے عالم فاضل ہونے کے، آپ قرآن فہمی میں آگئے۔ تو قرآن جو ہے یہ اللہ کی زبان ہے اور عربی زبان نہیں ہے۔ یہ تیرے مالک کی زبان ہے، وہ جب چاہے تجھے آشنا کرا دے۔ تو یہ وہ زبان ہے۔ ہے یہ عربی زبان ہی، لیکن عربی زبان نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کی زبان ہے۔ قرآن بظاہر عربی زبان میں نازل ہوا لیکن ہے اللہ کی زبان۔ اور اللہ جو ہے وہ ہر زبان کو

بولتا ہے' ہر زبان سے آشنا ہے' یہ سب اس نے خود ہی پیدا کی ہیں' تمہارے دل کی زبان پتہ نہیں کون سی ہے اور یہ اللہ کی زبان ہو سکتی ہے۔ اس لیے اللہ اپنی زبان میں آپ کے دل پر پوری کی پوری بات نازل فرما دے۔ تو پھر قرآن آشنائی ہوتی جائے گی۔ لیکن لوگوں کو کیا بتایا جاتا ہے؟ کہ قرآن پڑھو' زبر زیر کے ساتھ پڑھو' غور و فکر کے ساتھ پڑھو تا کہ ایسا نہ ہو کہ لوگ پڑھنا چھوڑ دیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ مسجدیں قائم کرو' مدرسے قائم کرو' عربی کی یونیورسٹیاں قائم کرو' وہاں پر پورے کے پورے جلسے کرو' چندے بھی اکٹھے کرو' مال بھی اکٹھے کرو' رونق لگاؤ اور میلہ لگتا چلا جائے' مذہبی امور کی عدالتیں بن جائیں اور اس طرح کے سارے واقعات ہوں۔ لیکن قرآن فہمی کیا ہے؟ قرآن فہمی اللہ کا فضل ہے۔ آپ اس کی طرف رجوع کرو تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضل سے نوازے۔ تو یہ پکی خبر ہے کہ قرآن جو ہے عربی زبان نہ جاننے والے کو اس کی سمجھ آ سکتی ہے کیونکہ یہ اللہ کی زبان ہے اور اس کی سمجھ آ سکتی ہے' اللہ کے بندوں کو اس کی سمجھ آ سکتی ہے۔ آپ اللہ کے بندے بن جائیں تو آپ کو بات سمجھ آ جائے گی۔ یہی تو اس کا اعجاز ہے کہ ایک آدمی جو بظاہر عربی نہیں جانتا وہ قرآن کو سمجھتا ہے۔ ہمیں ایسے لوگ ملے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اب فلاں آیت میں یہ لکھا ہوگا' تو وہ لکھا ہوتا ہے۔ وہ پھر کہتے ہیں کہ تیرے سوال کا جواب اس میں یہاں ہوگا تو وہ جواب وہاں ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ عربی نہیں جانتا۔ تو وہ جب چاہے تمہارے ساتھ اپنی کائنات کا تعارف کرا دے۔ جب تم اس کے ہو گئے تو اس کی ساری کائنات سے تمہارا تعارف ہو گیا۔ اسی طرح پھر اللہ کے فضل سے فارمولے کے بغیر تعارف ہوتا جاتا ہے۔

اب سوال کا جواب کیا ہے؟ کہ فارمولا اس کے لیے ہوگا جو اللہ کے ساتھ فارمولے کے ذریعے بات کرے گا۔ اگر وہ کہے گا کہ یا اللہ تو نے سو روپیہ دیا اور ہم نے ڈھائی واپس کر دیئے' ہم نے فارمولا پورا کر دیا تو اللہ کہے گا کہ تو بھی فارمولا پورا کر اور اتنی نمازیں پڑھ کے آ' اگر تلفظ غلط کیا تو پھر دوبارہ پڑھ۔ تو یہ ہے فارمولے کی بات۔ اور اگر تم نے اس کے ساتھ حساب نہ کیا تو وہ کہتا ہے کہ وترزق من تشاء بغیر حساب جسے ہم چاہتے ہیں بے حساب دیتے ہیں۔ اب کیا فارمولا لگانا ہے۔ ایک کو وہ کہتا ہے کہ جو تم کماؤ گے اس میں تمہیں رائی کارائی اور پائی کا پائی ملے گا۔ لیس للانسان الا ماسعٰی جو کوشش تم کرو گے وہی تمہیں ملے گا۔ اور دوسرے کو کہتا ہے کہ جس کو ہم چاہتے ہیں بے حساب دیتے ہیں' تو گھبرایا نہ کر' فکر نہ کر ______ تو اسے اور سرفراز کر دیتا ہے اور حلال کے ساتھ کرتا ہے۔ اس کے کام نرالے ہیں۔ اس نے کسی سے پوچھ کے تو نہیں دینا۔ للّٰہ خزائن السمٰوٰت والارض خزانے اس کے اپنے ہیں۔ وہ جب چاہے دے دے۔ اسی طرح وہ عزت عطا فرما دیتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں تاثیر آ جاتی ہے۔ کیونکہ فلاں شخص کی عزت کا دور شروع ہو گیا اور پھر لوگوں میں اس کا احترام پیدا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ وہ جانتے نہیں ہیں مگر کہتے ہیں کہ بابا جی آئیں بیٹھیں۔ اور جب خدانخواستہ کوئی معزول ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ چلو بابا ہم نہیں جانتے کہ تو کون ہے ______ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے کام۔ ورنہ تو کسی کی مجال نہیں ہے کہ کسی جھوٹے پیغمبر کو معزول کرے کیونکہ وہ لوگوں کے ساتھ تو بات پوری کر رہا ہے' دین کی بات کر رہا ہے۔ جھوٹا وہ اس لیے ہے کہ اسے اللہ نے

نامزد نہیں کیا حالانکہ اس کے پاس سارا علم ہے' ساری عبادتیں اس کے پاس ہیں' ساری اچھائیاں اس کے پاس ہیں لیکن صرف ایک چیز نہیں ہے کہ اللہ نے اس کو پیغمبر نہیں بنایا اور وہ کہتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں۔ اب یہ بات بڑے غور والی ہے کہ اس کا علم صحیح ہے' واقعات صحیح ہے' بندہ بھی صحیح ہے' اُسے پیغمبر تو ہونا چاہیے کیونکہ وہ لوگوں کے ساتھ نیکی بھی کرتا ہے' آنے جانے والوں کو کھانا بھی کھلاتا ہے' پھر وہ کیسے معزول ہو سکتا ہے؟ سچا پیغمبر بھیجنے والا جھوٹے کو اس طرح سے معزول کرتا ہے کہ لوگوں میں اس کے خلاف خود بخود نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر وہ کہتا ہے کہ میری غلطی بتاؤ کہ کیا ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں غلطی کا تو پتہ نہیں ہے لیکن دل نہیں مانتا۔ یہ دل والی جو بات ہے یہ اللہ کے کام ہیں' اس میں فتویٰ نہیں چاہیے' کسی کو کافر کہنے کا فتویٰ نہیں چاہیے بلکہ یہ دل کی بات ہے۔ اللہ جب چاہے دلوں پر سکون نازل فرما دے' جب چاہے علم سے سرفراز فرما دے' جب چاہے آپ کو عبادت کا راز بتا دے' جب چاہے آپ کو اپنے راستے پر چلا دے' جب چاہے اندھیرے سے روشنی میں داخل کر دے' جب چاہے گناہ معاف کر دے اور جب چاہے تو گناہوں کو نیکیوں میں بدل دے۔ اُسے کون روک سکتا ہے۔ تو یہ ہیں اس کے اپنے کام۔ اس لیے تم اللہ کی عبادت کرو' اللہ سے محبت کرو۔ ایک تو لوگ سماج کی عبادت کرتے ہیں' پھر شریعت کی عبادت کرتے ہیں' کچھ لوگ دوستوں کے ساتھ مل کے عبادت کرتے ہیں' کچھ لوگ بزرگوں سے ڈر کے کرتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں عبادت کرتے ہیں۔ اب یہ جو ہے دین کی عبادت ہے' شریعت کی عبادت ہے لیکن یہ اللہ کی محبت میں ہے۔ اب جو

محبت میں بات ہو رہی ہے اس کا اور ہی مقام ہے اور جو دین کے حوالے سے ہو رہی ہے' شریعت کے حوالے سے ہو رہی ہے' وہ اور ہے' وہ فارمولے کی عبادت ہے۔ دین کی بات تو بڑی آسان ہے کہ اللہ کی راہ میں نثار ہو جانا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ کی راہ کے شوق والے دو بندے چاہییں جنھیں ذبح کرنا ہے تو لوگ کہیں گے کہ یہ تو جاہلوں والی بات کرتے ہیں' اللہ کی راہ میں کیا بکرے ختم ہو گئے ہیں۔ لیکن شوق والے کو پتہ چلے گا تو وہ کہے گا کہ ہم حاضر ہیں۔ اب یہ جو شوق والے آدمی ہیں ان کا راستہ جدا ہے اور جو تول کے چلنے والے ہیں' وزن کے ساتھ چلنے والے ہیں' ان کا راستہ جدا ہے۔ تو وہ وزن کے ساتھ ہیں اور فارمولے کے ساتھ ہیں۔ اور شوق والے وزن سے باہر ہیں اور فارمولے سے باہر ہیں۔ تو یہ شوق والے ہیں۔ اقبالؒ نے کہا تھا کہ

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لب بام ابھی

تو عقل والے سوچتے ہی رہ گئے۔ ایک آدمی نے کہا کہ جب خیرات کا وقت آتا ہے تو میرا ایک دوست ایسا ہے جو سب سے پہلے جیب میں ہاتھ ڈالتا ہے۔ تو وہ لوگ اللہ کی راہ میں دینے کا موقع تلاش کرتے ہیں۔ اور دوسرے کہتے ہیں کہ بابا تم جمعرات کو آنا' تمہیں چار آنے مل جائیں گے۔ اور پھر وہ سائل کے ساتھ تلخی بھی کرتے ہیں' سائل کو جھڑکی بھی دیتے ہیں۔ ایسی خیرات مت کیا کرو جو جمعراتوں کے حساب سے ہو' یہ تو بندے کے حساب سے ہونی چاہیے' آپ کے اپنے اعمال کے مطابق ہونی چاہیے' آپ کے خیال کے مطابق ہونی چاہیے مگر

آپ نے تو اس کا بھی فارمولا بنا دیا کہ جمعرات کو چار بجے آ جانا' ساڑھے چار بجے سے پہلے آنا۔ توبہ توبہ اگر کسی بڑے آدمی کا کوئی فوت ہو جائے تو صبح خبریں آ جاتی ہیں کہ اس کے جنازے میں فلاں فلاں آدمی شریک تھا۔ کیا اس وقت اس کو ہوش ہوتا ہے کہ دیکھے کہ کون کون شریک ہے کیونکہ اس کا تو باپ فوت ہوا ہوتا ہے۔ اب وہاں رجسٹر رکھا ہوتا ہے' ایک بندہ بیٹھا ہوتا ہے جو لکھتا جاتا ہے کہ کون کون آیا۔ تو لوگ بھی نام لکھواتے ہیں۔ جس کا باپ مر جائے اُسے کہاں ہوش ہوتا ہے۔ مگر لوگ اپنا نام لکھوا آتے ہیں کہ میں آیا تھا۔ تو ایسے جنازے میں مت جایا کرو' بہتر ہے کہ ایسی تعزیت نہ کیا کرو۔ کبھی آپ دیکھو کہ ایسا کوئی واقعہ ہو اور ٹیلی ویژن کا کیمرہ نظر آ جائے تو مکھیوں کی طرح سب اس کی طرف شوٹ کر جاتے ہیں اور وہ واقعہ وہیں ختم ہو جاتا ہے' وہاں جھگڑا ہو جاتا ہے کہ آگے کون آئے گا اور اپنی شکل دکھائے گا۔ تو یہ فوری نتیجے لینے کے لیے ساری کوششیں ہیں۔ انسان ذرا بھی انتظار نہیں کرتا کہ نتیجہ اللہ کے فضل سے ہوگا۔ وہ فوری نتیجہ چاہتا ہے' عبادت کا فوری رزلٹ چاہتا ہے۔ آج کا انسان بے تاب اور بے صبر ہے۔ کہتا ہے کہ مجھے یہاں کیا ملا؟ تو ظاہر یہ ہو رہا ہے کہ وہ یہاں سے کچھ ملنے کے لیے بے تاب ہے۔ تجھے ایسا کچھ نہ ملے تو وہ بہتر ہے اور تیرا نمبر سب کے بعد میں آئے تو وہ بہتر ہے۔ کیونکہ جن کو ملا ان کو ساتھ ہی رخصت مل گئی۔ سائل دروازے پہ آ گیا اور اس نے سوال کیا' اُس نے دے کے کہا کہ اب جا' تو وہ چلا گیا۔ جس کو نہیں بھیجنا اس کو ٹھہرا دیا جاتا ہے کہ ٹھہر جا' تمہیں دیتے ہیں۔ تو وہ ساتھ ہی مل گیا۔ تو فوری رزلٹ مت مانگا کرو۔ اللہ کریم نے قرآن پاک میں یہ

فرمایا ہے کہ اگر تمہیں نیکی کے فوری معاوضے کی تمنا ہو تو یہ بھی دیکھ لو کہ تمہاری بدی کا بھی فوری رزلٹ آ جائے گا۔ جب تم چاہتے ہو کہ بدی کا رزلٹ آ گے جا کے ملے تو نیکی کو بھی آگے جانے دو۔ یعنی کہ نیکی کا فوری نتیجہ مانگنے والا بدی کا فوری نتیجہ کیوں نہیں مانگتا۔ بس اتنی بات یاد رکھنا۔ جب کبھی اپنی نیکی کا فوری نتیجہ مانگو تو یہ خیال کرو کہ بدی کا بھی فوری نتیجہ آ جائے گا۔ اس لیے یہ کہو کہ یا اللہ تو مہربانی کر اور نتیجہ اپنے پاس رکھ۔ پھر آسانی ہو جائے گی۔ اللہ کے کام اللہ پر چھوڑ و۔ قرآن پاک کو کس زبان میں پڑھا جائے؟ اسے دل کی زبان سے پڑھا جائے' محبت سے پڑھا جائے' ادب سے پڑھا جائے' جس کا یہ کلام ہے وہ مصنف موجود ہے۔ اپنے دل میں کہو کہ یا اللہ بات سمجھ نہیں آ رہی' تو وہ سمجھا دے گا۔ تو وہ محبت کرنے والوں کو سمجھا دیتا ہے۔ Common Man کے لیے یہ ہے کہ پہلے عربی پڑھو' فاضل بنو' اور زبان پر عبور کرو۔ ایک غیر عربی کو عربی زبان کا علم کتنی دیر میں آتا ہے؟ اور وہ بھی قرآن فہمی کے لیے۔ تو قرآن کی زبان کو سمجھنے کے لیے' زبان کے طور پر Language کے طور پر' میرا خیال ہے کہ اس کے لیے ایک زندگی کافی نہیں ہے۔ اگر زندگی میں پانچ نمازوں کو باقاعدہ با جماعت ادا کیا جائے تو آج کل کے دور میں لوگ کہیں گے کہ کاروبار کا خدا حافظ کیونکہ یہ دور کاروبار کے حساب سے فٹافٹ کا دور ہے' نظامِ عالم اِدھر کا اُدھر چلا جا رہا ہے' ہر چیز کے اوپر ایمرجینسی لگی پڑی ہے' نظام آپ کے ہاتھ سے نکل سکتا ہے۔ تو قرآن پاک کے علم کو حاصل کرنے کے لیے' صرف Language حاصل کرنے کے لیے' پوری زندگی چاہیے قرآن کی تشریح پڑھنے کے لیے دس زندگیاں چاہییں۔ حضور پاک

صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو پڑھنے اور سمجھنے کے لیے سولہ زندگیاں چاہییں۔ کمائی کے لیے کیا چاہیے؟ یہ آپ کو خود پتہ ہے کہ حالات کیا ہیں' کیا واقعات ہیں' بچوں کی شادیاں کرنی ہیں۔ اور زندگی کتنی چاہیے؟ کتنے ہی سال' مگر زندگی بڑی مختصر ہے۔ خوراک کی بجائے انسان کو دوائیاں کھانی پڑ جاتی ہیں' جتنے بھی پیسے آ جائیں وہ ختم ہو جاتے ہیں اور پتہ بھی نہیں چلتا' مہنگائی بھی بہت ہے۔ پھر بھی زندگی گزرتی چلی جا رہی ہے۔ آپ دُعا کرو کہ اللہ اپنے فضل سے ہر شے چلا دے' یہ تمہارے اختیار سے کبھی نہیں چل سکتی۔ کوئی آدمی دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اگر کسی کا بچہ تکلیف میں آ جائے تو نمازیں بھول جاتی ہیں۔ بچہ بیمار ہو تو ماں بھی بیمار ہو جاتی ہے۔ اس لیے ان سارے واقعات کو بڑے غور سے دیکھتے جاؤ۔ تو اللہ کی کتاب کون بتائے گا؟ یہ عربی زبان نہیں بتائے گی بلکہ اللہ آپ ہی بتائے گا۔ بس اس کو غور سے پڑھتے جاؤ تو سمجھ آ جائے گی۔ لوگوں کو کرنے دو جو وہ کرتے ہیں' مدرسے بنانے دو' اتنی آبادی ہے' یہ رونق ہے' وہ علوم حاصل کرتے جائیں۔ یہ پیشہ بن گیا ہے' اسی طرح مشائخ کرام کا ایک پیشہ بن گیا۔ یہ اچھا پیشہ ہے' اس کو بھی چلنے دو۔ آپ کیا کر سکتے ہو' بس چلنے دو۔ کسی ایک زندگی کو صحت مند روش پر چلانے کے لیے اللہ کا فضل چاہیے ______

اور کوئی سوال ______ بولو ______

سوال:

آپ نے فرمایا ہے کہ ایک یہاں کی زندگی ہے جس میں حاصل کرنا ہے اور دوسری آگے کی زندگی ہے جس کے لیے دوسروں کو دینا ہے۔ اگر دوسروں کو

دیتے جائیں تو انسان کا گذر بسر کیسے ہوگا؟

جواب:

پہلے تو آپ یہ دیکھیں کہ چھوٹے سفر کے لیے بڑا سفر قربان نہیں کر سکتے۔ تو تھوڑی منفعت پر بڑی منفعت قربان نہ کرو۔ یہاں کا سفر کٹ رہا ہے' یہ واجبی واجبی چلتا جائے' تکلیف سے بچتا ہوا چلتا جائے کیونکہ آپ نے جو مال کمانا ہے وہ یہاں استعمال کرنا ہے' یہ مال ساتھ نہیں جائے گا۔ آخرت کا مطلب یہ ہے کہ اس زندگی کو عارضی سمجھنا اور آخرت کے نام پر اسی مال میں سے قربانی کر دینا ۔ آخرت کے لیے آپ نے اور کوئی کام نہیں کرنا بلکہ اسی زندگی کو گزارنے کا نام آخرت ہے۔ مطلب یہ کہ یہ زندگی آخرت کا سفر ہے۔ اگر کسی بندے کے ساتھ نیکی کر دو تو آخرت اچھی ہوگی' دوست کے ساتھ وفا کر دو تو آخرت اچھی ہوگی' اپنے پیسوں میں سے کسی انسان کو پیسے عطا کر دیے تو آخرت اچھی ہوگی' کسی کے ساتھ دو میٹھے لفظ بول دیے تو آخرت اچھی ہوگی۔ تو آپ کے ساتھ یہ نظام چل رہا ہے' آپ کچھ نہ کچھ کرتے جاؤ' اسی کا نام ہے آخرت۔ یہ دنیا ہی آخرت ہے۔ اس لیے اسے آخرت کی کھیتی کہتے ہیں۔ کھیتی کا مطلب یہ ہے کہ آپ جو کام کر رہے ہیں اس نے آخرت بن جانا ہے۔ اگر آپ نے تلخ اور سخت لفظ بولے تو آخرت خراب ہو جائے گی۔ اگر کسی کی ماں عالم نہیں ہے تو بھی اس کی دُعا سے اس کو علم مل جائے گا۔ تو ماں عالم نہیں بلکہ عالم ساز ہے۔ ماں کی دُعا سے جنت نصیب ہو جائے گی۔ اب وہاں کیا ہے؟ وہاں کوئی اور ہی راز ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے بڑے راز رکھے ہوئے ہیں۔ آپ انہیں ڈھونڈو اور آگے نکل جاؤ۔ جانا تو

ہے' چار دن بعد چلے جانا ہے' تو راز اُٹھاؤ' چابی اُٹھاؤ اور راستہ پار کر جاؤ۔ چابی کیا ہے؟ کسی کی دُعا لے لو۔ اب دُعا والے لوگ کون کون ہیں؟ جو آپ سے درجے میں بلند ہیں ان سے دُعا لے لو۔ کسی کے ساتھ نیکی کر جاؤ' کسی اَٹکے ہوئے مسافر کی زندگی آسان بنا جاؤ' اپنے پیسوں میں سے اُسے کچھ دے دو' اس کی زندگی اَٹکی ہوئی ہے' وہ آگے چلا جائے گا۔ تو کسی کے ساتھ نیکی کر جاؤ' آپ کا مسئلہ آسان ہو جائے گا۔ تو یہ شب و روز کی زندگی گزارو' ہم یہ نہیں کہتے کہ نہ گزارو لیکن اگر تمہاری شب و روز کی زندگی سونے کے زیورات کی بجائے ان کے بغیر گزر جائے اور لوگوں کی زندگی کھانے پینے کے معاملے میں آسان ہو جائے تو آپ نے سونا کیا کرنا ہے۔ اگر نمائش کے بلب بند کر دو اور کسی غریب کے گھر میں ایک چھوٹا سا بلب جلا دو تو وہ نمائش سے بہتر ہے۔ اگر تیرے گھر کی نمائش اس کے گھر کا چراغ بجھا رہی ہے تو میرا خیال ہے کہ اپنے گھر کی نمائش بند کر دو۔ تم اور کچھ نہ کرو' صرف ایک کام کرو کہ دولت کا اظہار نہ کرو۔ پھر غریب آدمی پریشان ہونا چھوڑ دے گا۔ تم نے دولت کا اظہار کر کے غریب کو پاگل کر دیا۔ غریب اتنا غریب بھی نہیں ہے لیکن تمہاری کاروں کی چمک دیکھ کے پریشان ہو گیا۔ اپنی طاقتوں کو مدھم رکھو' چھپا کے رکھو۔ آپ جتنے لوگ یہاں بیٹھے ہیں اگر یہ وعدہ کریں کہ ان شادیوں میں جانا بند کر دو گے جن کے ولیمے ہوٹلوں میں ہوتے ہیں اور اپنے بچوں کی شادیاں بھی ہوٹلوں میں نہ کرو تو آپ کا آدھے سے زیادہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ میں آپ کو اچھے کھانوں سے محروم نہیں کر رہا لیکن اس کی وجہ سے بے شمار لوگ برباد ہو رہے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں کہ ولیمہ کیسے ہوگا۔ ولیمہ ایسا ہو کہ چار آدمی مل کے کھانا

کھالیں۔مگر یہ کہتے ہیں کہ ہوٹل میں ولیمہ ہونا چاہیے۔تو آپ کے ساتھ ستر ہزار روپے یا لاکھوں روپے ولیمے پہ خرچ ہو جاتے ہیں۔ وہی خرچ گھر میں چند آدمیوں پر کر دو۔ پتہ نہیں ہوتا کہ کون کون کھا گیا ہے اور کچھ لوگ مقروض ہو گئے۔پچھلے دنوں ایک دانش ور نے ہوٹل میں ولیمہ کھلایا' اس پر قرضے کا انبار پہلے ہی بہت تھا۔اب ایک اور قرضہ ہو گیا اور وہ نمائش لگانے والا مقروض ہو کے مر گیا۔یعنی کہ اپنے آپ کو اپنی ہستی سے کم ظاہر کرو' پھر مسئلہ حل ہو جائے گا۔آپ اپنی ہستی سے زیادہ ظاہر کرتے ہیں اور اس طرح پریشان ہو جاتے ہیں۔اتنا سا خیال کرو کہ عاقبت ٹھیک ہو۔عاقبت کیا ہے؟ ساتھ والے کی غریبی کی توہین نہ کرو' کسی کی غریبی کی توہین نہ کرو' اپنی دولت کو اپنے دائرے میں رکھو۔پھر مسئلہ حل ہو جائے گا۔تم دولت کی نمائش کرتے ہو اور وہ آدمی اپنی غریبی میں اور پریشان ہو جاتا ہے۔پھر اس سے بددعا نکلتی ہے' سماج میں پریشانیاں ہو جاتی ہیں۔سیاسی طور پر یہ دیکھو کہ یہ جو دو گروہ آپس میں لڑ رہے ہیں ان کا وہ پرابلم ہی نہیں ہے جو تیسرے فریق کا پرابلم ہے اور وہ تیسرا فریق آپ ہیں۔ان دونوں گروہوں کے گھر میں کھانا پورا ہوتا ہے اور آپ لوگ دِقت میں ہیں۔پہلے آپ کو ایک بل زیادہ آ جائے گا' پھر دوسرا بل زیادہ آ جائے گا' پھر سوئی گیس کا ریٹ بڑھ جائے گا' پھر کسی اور چیز کا بڑھ جائے گا۔نتیجہ یہ ہو گا کہ آپ لیتے چلے جاؤ گے۔وہ لوگ شطرنج کھیلتے جائیں گے اور آپ مہروں کی طرح چلتے جا رہے ہیں۔مقصد یہ کہ اصل واقعہ تو آپ لوگ ہیں۔اس لیے ان دونوں گروہوں کی عاقبت صحیح نہیں ہو گی جو عوام کے لیے کچھ بھی نہیں کر رہے اور آپس میں لڑائیاں کرتے جا رہے ہیں۔

عوام کے لیے بھی کام ہونا چاہیے۔اس سے عاقبت بہتر ہو سکتی ہے۔عاقبت کیا ہے؟کسی کی زندگی آسان بنانا۔اپنی زندگی کے لیے تو ہر کوئی کچھ نہ کچھ کرتا رہتا ہے' دوسروں کی زندگی آسان بنانا۔عاقبت کو اچھا کرنا۔عاقبت دراصل اسی زندگی کے اندر رہنے کے مزاج کا نام ہے۔اس لیے اچھی زندگی گزارو' عاقبت اچھی ہو گی______

اور بولو______ حافظ صاحب بولو______

سوال:

حدیث شریف میں ہے کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے تو کیا باپ کے بارے میں بھی کوئی حدیث ہے۔

جواب:

ماں باپ ایک ہی شعبہ ہے۔باپ کو عام طور پر محبت کی بجائے ڈسپلن کے لیے رکھا گیا ہے۔قوامون علی النساء:تو یہ ڈسپلن کرتے رہتے ہیں' ٹریننگ کرتے رہتے ہیں۔دُعا دینے والی ماں ہی ہے۔باپ جو ہے یہ اصلاح کرنے والا ہے اور ماں دُعا کرنے والی ہے۔اگر بچہ غلطی کر کے آئے تو باپ ڈانٹے گا اور ماں کہے گی چلو چھوڑو' یہ بچہ ہی تو ہے۔اس لیے جنت اس کے قدموں کے نیچے ہے۔تو وہ دعا کرنے والی ہے' محبت کرنے والی ہے۔ایک دفعہ ایسا ہوا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبرستان میں تشریف لے گئے اور ایک قبر کے پاس جا کے کھڑے ہو گئے۔پوچھا کہ یہ کس کی قبر ہے۔صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ یارسول اللہؐ یہ فلاں انسان کی قبر ہے۔آپؐ نے پوچھا کہ کیا اس کے

بعد کا کوئی زندہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس کی ماں ہے۔ آپؒ نے فرمایا چلو اس کے پاس۔ تو اس کی ماں کے پاس گئے اور فرمایا کہ تیرا بیٹا کس حالت میں مرا ہے؟ اس نے کہا کہ میں اب کیا عرض کروں' مجھے اس نے بڑی تکلیف پہنچائی' میری زندگی میں بڑا نقصان کر گیا' میرا کہنا نہیں مانا۔ تو وہ گلہ کرتی گئی۔ آپؒ نے فرمایا کہ اس کو معاف کر دو۔ اس نے کہا کہ مجھ میں معاف کرنے کی ہمت نہیں ہے' اس نے مجھے بہت تکلیف پہنچائی ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ میرے ساتھ چلو۔ آپ اس کو قبرستان لے گئے اور توجہ سے اُس کو دکھایا کہ اس کے بچے پر کیا عذاب ہے۔ تو ماں کی چیخیں نکل گئیں۔ ماں نے کہا کہ میں نے معاف کر دیا' ہزار بار معاف کر دیا۔ مطلب یہ کہ یہ ماں کا حوصلہ ہوتا ہے معاف کر دینے کا۔ وہ جانتی ہے کہ بچے کے لیے محبت کیا ہوتی ہے ______ ایک جنگ کے دوران کسی ماں کا بچہ گم ہو گیا' وہ بھاگی دوڑی' دیوانہ وار پھرتی رہی' سخت چیخ و پکار کی' آخر بچے کے پاس پہنچی اور خوش ہو گئی' شکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ جس طرح یہ بچے کے لیے بڑی پریشان ہو کے پھر رہی تھی' اللہ کی محبت ستر ماؤں کے برابر ہے۔ اللہ کی رحمت بندے کی تلاش میں رہتی ہے کہ کوئی موقع مل جائے' کوئی بہانہ مل جائے کہ اس کو معافی دی جائے۔ ویسے بھی مسلمان کے لیے تو رحمت ہی ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی مسلمان دوزخ میں چلا گیا تو کافر کیا کہے گا؟ تم تو ہمیں دعوت دے رہے تھے اور اگر تم نے بھی یہاں پہنچنا تھا تو ہمیں کیا دعوت دے رہا تھا۔ اس لیے عام طور پر مسلمانوں کی بخشش ہی ہے۔ ویسے بھی جس آدمی کے دل میں اور زبان پر محبت سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آیا اُس کے لیے دوزخ کی

آگ نہیں ہے۔تو جس دل میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اس کے لیے دوزخ کہاں۔ وہاں دوزخ کی بات نہیں ہے۔آپ بس شور نہ مچایا کرو' دوسروں کو تکلیف نہ دیا کرو' غرور نہ کیا کرو' آپ کے پاس جو مال ہے اس سے غریبوں کے ساتھ تعاون کیا کرو تو مسئلہ حل ہو جائے گا______

اور کون بولے گا؟ حافظ صاحب بولیں گے؟علی عابدی؟

سوال:

آپ نے لکھا ہے کہ "جب آنکھ دل بن جاتی ہے تو دل آنکھ بن جاتا ہے" اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب:

اگر کوئی شخص کسی چیز کو دیکھے تو دیکھنا اُس نے آنکھ سے ہے' اور جب اس کو دل سے دیکھے یعنی کہ آنکھوں میں دل آنسو کی شکل میں چھلک جائے تو اس آدمی پر عرفان کی منزل کا آسان ہونا ممکن ہوسکتا ہے۔ جو اس کائنات کی اشیاء کو خالق کے جلوے کے روپ میں دیکھے اس پر دل کی دنیا آسان ہوسکتی ہے۔ مطلب یہ کہ وہ دیکھے کہ نور بنانے والے اللہ نے کیا چاند بنایا' کیا سورج بنایا۔اور اس طرح دیکھے کہ اس کا پورا دل اپنی آنکھوں میں آجائے۔ جب آنکھ کے اندر دل آجائے تو دل میں آنکھ پیدا ہو جاتی ہے' تو وہ اس منظر میں کچھ اور منظر دیکھنے لگ جاتا ہے۔جس نے منظر کو محبت سے دیکھا اس نے منظر کے اندر ایک اور منظر کو دیکھ لیا۔ یہ ہے اس کا مطلب۔تو اُس نے اِس روپ میں کچھ اور روپ دیکھا' تو وہ پھر اپنی ذات سے نکل کر کسی اور ذات میں چلا جاتا ہے۔جس طرح مجنوں

سے کہا گیا کہ تیری لیلیٰ کالی ہے۔ تو اس نے کہا کہ تیری آنکھ نہیں ہے دیکھنے والی۔ تو اس نے کچھ اور ہی دیکھ لیا۔ جب تک تم کچھ اور نہ دیکھو' یہ حجاب ہے۔ پھر یہ آپ کی دنیاداری کی محبت ہے۔ اگر کچھ اور دیکھ لیں گے تو پھر آپ کا دوسرا سفر شروع ہو جائے گا' پھر اللہ کا نام لے لیں گے۔

ہر چہرے میں آتی ہے نظر یار کی صورت
احباب کی صورت ہو کہ اغیار کی صورت
پہچان لیا تجھ کو تیری جلوہ گری سے
آتی ہے نظر فن سے ہی فن کار کی صورت

تو آپ فن میں نہ کھو جاؤ بلکہ فن کار کے پاس چلے جاؤ' بنانے والے کے پاس چلے جاؤ۔ یہ ہے اشیاء سے ذات کا سفر۔ جب تم اشیاء سے ذات کا سفر کرو یا صفات سے ذات کا سفر کرو تو پھر تمہیں پتہ چلتا ہے کہ آنکھ دل کب بنتی ہے اور دل آنکھ کب بنتا ہے۔

اور کوئی سوال؟ بولیں ______

شریف صاحب بولیں ______ اظہر؟ اقبال صاحب بولیں

______

اگر آپ لوگ نہیں بولتے تو پھر چند باتوں کو یاد رکھو کہ زندگی جو ہے اس کو اپنی منفعت کے علاوہ دوسروں کے لیے منفعت بناؤ۔ اپنی منفعت دنیا تک ہے اور اگر آپ دوسروں کی منفعت کریں گے تو وہاں تک چلے جائیں گے۔ یہ چھوٹی سی بات ہے' اس کو یاد رکھنا کہ آپ کی زندگی اس دنیا میں کس کے کام آئے

لی؟ دوسری بات یہ کہ کیا آپ کی زندگی کسی ایسے آدمی کے ایسے وقت میں کام
آئی جب وہ دُعا مانگ رہا تھا کہ یا اللہ کوئی انتظام کر۔ کیا یہ مشکل بات ہے؟ نہیں
بجھ آئی؟ جو شخص یہ دُعا کر رہا ہو کہ یا اللہ کوئی سبب بنا' بھوکا ہوں' کھانے کا سبب
بنا' اگر اس وقت تمہیں کھانا دے دیا جائے کہ اس کو پہنچا دو تو تم یہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ
نے اس آدمی کی دُعا کی تاثیر کے لیے تمہیں چن لیا۔ ایسا وقت ضرور تلاش کرو کہ
کسی انسان کی دُعا کی تاثیر کے طور پر تمہیں اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہو کہ یہ کام تم کر کے
آؤ۔ اس آدمی کا کام دُعا تھا اور وہ دُعا مانگ رہا تھا۔ جب ایسے واقعات تمہاری
زندگی میں آئے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل کیا ہوتا ہے۔ یہ ضروری
بات ہے۔ اور اپنی زندگی میں استغفار ضرور کرتے رہا کرو' وظیفے کے طور پر کرتے
رہا کرو' کہ یا اللہ ہم سے جو غلطی ہوگئی وہ معاف فرما دے ______ استغفر اللہ!
اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی میں جو کیا اس پر الحمد للہ کہو کہ یا اللہ تیرا شکر ہے جو
تو نے کیا۔ اس طرح آپ چلتے جاؤ۔ اس زندگی میں آخرت کا سفر اختیار کرو اور
آخرت کے ساتھی چن لو۔ آسمان میں بڑے لمبے فاصلے ہیں' آسمان میں تنہائیاں
ہیں' وہاں کسی سیارے پر ٹیلیفون بھی نہیں ہے اور آپ نے کہیں سے کہیں شوٹ کر
جانا ہے۔ تو وہاں اتنا لمبا سفر ہے' اتنی تنہائیوں کا سفر ہے' تو اس کے لیے کوئی ساتھی
چن لو تا کہ وہاں پر مانوس واقعات ہوں۔ تو آخرت کے ساتھی آپ نے اسی دنیا
میں بنانے ہیں۔ اس زندگی میں آخرت کی سنگت چن لو۔ آپ اتنا سا کام کر لو تو
میرا مسئلہ بھی حل ہے اور آپ کا مسئلہ بھی حل ہے۔ تو اس زندگی میں آخرت کے
سنگی چن لو ______

سوال:

یہ کتنے آدمی ہونے چاہییں؟

جواب:

جتنے تم زندگی میں چاہتے ہو اتنے آدمی ضرور ہونے چاہییں۔ تو آخرت کی سنگت ضرور مرتب کرو۔ پھر آپ کو بات سمجھ آ جائے گی۔ آخرت کی سنگت ہونی چاہیے۔ رفیقانِ طریق یعنی راستے کے ساتھی بنالو۔ وہ لمبا راستہ ہے' تنہائیوں کا راستہ ہے' مشکل راستہ ہے۔ تو سنگت بھی ہو اور منزل بھی ہو۔ تو منزل جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کا اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا فضل ہے۔ تو ساتھی ضرور بنالو ـــــــ اور جن لوگوں کو آپ کے مرنے کا غم ہو سکتا ہے ان کو زندگی میں خوشی ضرور دینا یعنی جن لوگوں کو آپ کے جانے کا غم ہوگا ان لوگوں کو ضرور خوشی دے جاؤ۔ تو اپنے دل میں یہ ڈھونڈ لو کہ جب آپ مر گئے تو کون کون دل سے روئے گا؟ تو ان لوگوں کو زندگی میں ہنسایا کرو' خوش رکھا کرو۔ بس اتنی ساری بات ہے ـــــــ

حافظ صاحب آپ درود شریف سنائیں ـــــــ

اب سارے دُعا کریں ـــــــ

صلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیرِ خلقہ و نور عرشہ افضل الا نبیاء والمرسلین سیدنا وسندنا ومولٰنا حبیبنا وشفیعنا محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین ـــــــ آمین برحمتک یا ارحم الرّٰحمین ۔

1 عملی زندگی میں ایسا ہوتا ہے کہ انسان کو اپنا فیصلہ نہیں بدلنا چاہیے لیکن وہ روز بدل دیتا ہے۔

2 تو کیا Behaviour بدلتا رہتا ہے؟

3 یہ جو بدلنے والی کیفیت ہے کیا یہ انسان کے اپنے بس میں بھی ہے۔

4 آپ نے فرمایا ہے کہ شعبے ختم ہو چکے ہیں' مثلاً طاقت میں بڑے لوگ گزر گئے' غزل میں غالب گزر گیا' تو ہمارے کرنے کا کام کیا رہ گیا؟

5 آپ کا ''صبر'' کا جو آرٹیکل ہے اس میں آپ نے فرمایا ہے کہ تمہارے ارادوں میں کسی اور کا ارادہ بھی شامل ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

6 ایک بات سمجھ آجاتی ہے لیکن پھر خیال آجاتا ہے کہ شاید یہ غلطی ہو۔ یہ اضطراب کیوں ہے؟

7 اگر انصاف کرنے والے ظلم کرنا شروع کر دیں تو پھر ________

8 ''اللہ کی ہر روز نئی شان ہے'' اس کا ترجمہ یہ بتایا جاتا ہے کہ اللہ کو ہر روز کوئی نیا کام ہوتا ہے ________

9 لوگ کہتے ہیں کہ اگر روٹی کے ٹکڑے راستے میں گرے ہوں تو انہیں

اٹھا کے ایک طرف رکھ دیں تو اس سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔

سوال:

عملی زندگی میں ایسا ہوتا ہے کہ انسان کو اپنا فیصلہ نہیں بدلنا چاہیے لیکن وہ روز بدل دیتا ہے۔

جواب:

ہوتا یہ ہے کہ جس شخص نے دنیا کی تمنا رکھی ہوئی ہے اگر اس کو دین کی فکر دلا دو تو بھی وہ فیصلہ بدل کے دنیا میں چلا جاتا ہے اور اس کی تمنا وہی رہتی ہے۔ اسے اگر کہیں کہ تو تھوڑا عرصہ فاقہ کر تو پھر جب اسے دنیا کی ضرورت پڑے گی تو ادھر چلا جائے گا۔ اصل میں وہ فیصلہ نہیں بدلتا جو کہ اس کی فطرت ہے یا مدعا ہے۔ لالچی آدمی جو ہے یہ لالچ نہیں چھوڑے گا' بظاہر وہ فیصلہ بدل دے گا لیکن وہ مزاج نہیں بدلے گا۔ تو جس کا مدعا آخرت ہو وہ دنیا کے سارے فیصلے بدل دے گا لیکن آخرت کے فیصلے نہیں بدلے گا۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ مسلمان جو ہے وہ اپنی منفعت چھوڑ دے گا لیکن اسلام کو نہیں چھوڑے گا۔ کافر جو ہے وہ اپنے انداز کا کام کرتا جائے گا۔ جس کو آپ کہہ رہے ہیں کہ فیصلہ بدلا تو اصل میں وہ نہیں بدلا۔

سوال:

تو پہلا فیصلہ نہیں بدلا؟۔

جواب:

نہیں بدلا۔ دوسرا فیصلہ تو اس لیے بدلا کیونکہ وہ پہلے فیصلے کی راہ میں رکاوٹ بنا۔ تو اس نے پہلا فیصلہ پورا کر لیا۔ جس شخص کا کہتے ہیں کہ وہ دھوکا دے گیا دراصل وہ کسی اور شے کے ساتھ وفا کر رہا ہے۔ زندگی کی کہانی بڑی آسان ہے' آپ ایسے ہی پریشان ہو رہے ہیں۔ اس میں کوئی دقت والی بات نہیں ہے۔ کوئی شے کچھ نہیں ہو سکتی۔ صرف یہ عقل کا پھیر ہے' باقی کچھ نہیں ہونا۔ بظاہر آپ جس کو سمجھ رہے ہیں کہ یہ وہ چیز ہے تو وہ ویسی نہیں ہے' کچھ اور ہی ہے۔ بابا بلھے شاہؒ کہتے ہیں کہ اندر داخل ہو کے دیکھ کہ یہ کون ہے' یہ کون شور مچا رہا ہے۔ تو اندر سے کہانی کچھ اور ہی ہے۔ ایک آدمی ہوتا ہے جو لنگر پکانا شروع کرتا ہے' گھر میں جو چیز ہوتی تھی وہ پکا کے تقسیم کرتا تھا' تھوڑا سا کھانا بھی تقسیم کر دیتا تھا۔ سارا خاندان اسے پاگل کہتا تھا۔ وہ پکاتا تھا اور تقسیم کرتا تھا' پکاتا گیا اور تقسیم کرتا ہی گیا۔ لوگ کہنے لگے کہ یہ تو بے وقوف آدمی ہے۔ پھر پتہ چلا کہ وہی کام کا آدمی نکلا کہ اُس ''بیوقوف'' کے پاس بڑے بڑے دانا آ کے ''پاگل'' ہو گئے۔ اب اس کا کام اور طرف نکل گیا۔ تو اس کو اللہ تعالیٰ نے ویسا بنایا۔ یہاں سے غور کے قابل ایک پوائنٹ آتا ہے کہ ایک خاص Environment کے ساتھ ایک خاص Behaviour وابستہ ہو جاتا ہے۔ بات سمجھ آئی؟ آپ لوگوں کو سمجھ آ رہی ہے؟ تو خاص حالات' ماحول اور سماج کی وجہ سے اس شخص میں ایک خاص اندازِ

ہستی آ جاتا ہے' Behaviour آ جاتا ہے۔اب سوال یہ ہے کہ بعض اوقات ہم
ایک اور ماحول میں' ایک اور ہستی کے ساتھ' ایک اور Environment میں
چاہتے ہیں کہ اس کا Behaviour ایسا ہو' تو یہاں پہ آ کے دِقت پیدا ہوتی ہے۔
دین جو ہے ایک خاص Environment میں یہ لوگوں کی زندگی میں پورا
Adjust رہا۔اب Environmnets اور ہیں' ماحول اور ہے' اب بہت ساری
چیزیں جو ہیں وہ موجودہ حالات اور واقعات کی وجہ سے آپ کو ضروری کرنا پڑ
جاتی ہیں۔ پہلے زندگی ایسے نہیں تھی' اب زندگی اور ہے' زندگی کے اپنے تقاضے
ہیں۔مثلاً سیروا فی الارض اور یہ کہ فانظروا کیف کان عاقبة المکذبین
یعنی دنیا کی سیر کرو اور دیکھو کہ جھوٹوں کی کیا عاقبت ہوئی۔آپ کہتے ہیں کہ میں
چلا ہوں دنیا کی سیر کرنے کے لیے' تو وہ کہتا ہے کہ پاسپورٹ؟ اب یہ کیا ہے؟ یہ
ایک مجبوری لگ گئی۔اب پاسپورٹ کے دفتر جاتے جاتے پولیس کے دفتر بھی
گئے۔ جانا کہاں ہے؟ قرآن کی آیت کے مطابق۔اور پھر یہاں کے واقعات
شروع ہو گئے' فوٹو بھی لگانے ہیں۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ ایسے ہم نے تمہیں بارڈر
کراس نہیں کرنے دینا۔ پیدل جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔تو آپ کوئی
Conveyance لے لو۔تو اللہ کی طرف جانے کا واقعہ بھی کچھ مہنگا ہو گیا' بات
مشکل ہو گئی۔تو Environments جو ہیں وہ یوں بدل گئے تو وہ Behaviour
ہونا مشکل ہے جو پہلے تھا۔اس لیے پھر لوگ پریشان ہو جاتے ہیں۔اب اپنے
ماحول کے مطابق اس جیسا Behaviour آپ بنا سکتے ہیں لیکن Exactly ویسا
نہیں بنا سکتے۔اس لیے آپ کے اندر تلوّن پیدا ہو جاتا ہے۔اور آپ کی

Activity جو ہے وہ Change ہو جاتی ہے۔ پھر آپ Trial and error کرتے رہتے ہیں کہ اب کیا کیا جائے' اب کیا نہ کیا جائے' یہ میرے لیے صحیح ہے یا یہ میرے لیے صحیح نہیں ہے۔ تو انسان گھبرا جاتا ہے' بھاگتا ہے پھر۔ یہ بھاگنا جو ہے دراصل یہ آپ کی تلاش ہے کہ کہیں پر وہ قرار کا مقام آ جائے مگر وہ آتا نہیں ہے۔ آپ پھر Constantly ایک اصلی مقصد کی طرف لگے ہوئے ہیں۔ تو Change ہونے والا فیصلہ بھی Change نہیں ہوتا۔ مقصد یہ کہ اگر سکون چاہیے تو آپ لوگ سکون کا نسخہ بدلتے جا رہے ہیں حالانکہ مدعا سکون ہی ہے۔ نسخہ بدلتا ہے تو آپ کہتے ہیں کہ ہم متلوّن مزاج ہیں' یہ تلوّن والا مزاج نہیں ہے بلکہ مستقل مزاج ہے۔ مثلاً ایک آدمی نے بے شمار تجربے کیے' اس نے ایک دوکان بنائی تو وہ خراب ہو گئی' دفتر کھولا تو وہ خراب ہو گیا' دوسری دوکان بھی خراب ہو گئی ______ یہ متلوّن مزاج نہیں بلکہ مستقل مزاج ہے۔ مستقل مزاج کیوں ہے؟ کہ وہ کر رہا ہے' نہ ہونے کے باوجود کرتا جا رہا ہے۔ گویا کہ وہ اپنے مزاج میں مستقل ہے۔ ہر شخص اپنے بظاہر تلوّن کے باوجود متلوّن نہیں بلکہ وہ استقامت میں ہے۔ تو مستقل تلوّن جو ہے یہ استقامت کہلاتا ہے۔ تو Ever changing life is constant اس کو پھر لوگوں نے قانون بنایا کہ زندگی میں ایک ہی چیز Constant ہے اور وہ ہے Mutability ______ تو Mutability کا کیا معنی ہے؟ Ever Changing۔ جیسے سورج ہے' صبح' دوپہر' شام اور رات ہے۔ تو یہ Ever Changing ہے اور Constant ہے۔ بندے کا پیدا ہونا' بڑا ہونا' بوڑھا ہونا اور انتقالِ پُر ملال ہو جانا ______ یہ Constant ہے۔ یعنی

کہ وہی چیز Constant چلی آ رہی ہے۔ جس کو آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ Changing ہے وہ Constant چلا آ رہا ہے۔ اور پھر موسموں کا تغیر اور تبدل Constant ہے۔ واقعات کا مزاج Constant ہے۔

ثبات اک تغیر کو ہے زمانے میں

تو تغیر ہی دنیا میں ایک ایسی چیز ہے جو Constant ہے۔ بدلنے والا دراصل نہیں بدل رہا۔ اپنے فیصلوں کو بدلنے والا دراصل فیصلوں کو نہیں بدل رہا' اس کا فیصلہ قائم ہے۔ اس کا فیصلہ کچھ اور ہے۔ اس فیصلے تک پہنچنے کے لیے اس نے چھوٹے موٹے فیصلے کر رکھے ہیں' وہ انہیں توڑتا ہے' بدلتا ہے اور پریشان ہوتا ہے۔ لیکن اس کا مدعا جو ہے وہ قائم ہے۔ اس ساری بات کا فیصلہ کیا ہوا؟ آپ ایک مقصد کے حصول کے لیے جو Behaviour بناتے ہیں کچھ عرصے کے بعد وہ Behaviour بدل دیتے ہیں لیکن مقصد پھر بھی نہیں بدلتے۔ اگر Behaviour بدل جائے تو آپ دیکھیں گے کہ اس کا مقصد پھر بھی وہی کا وہی ہے جو پہلے تھا۔ کہتے ہیں کہ پہلے اس نے کیا کام کیا تھا؟ کہتا ہے آج یہ کسی اور رنگ میں آیا ہوا ہے۔ کسی زمانے میں عشق جو ہے یہ ہیر اور رانجھے کے قصے میں آیا کرتا تھا۔ یہ عشق کے کردار تھے جو ہیر کی شکل میں آتے تھے' رانجھے کی شکل میں آتے تھے اور وارث شاہؒ کی شکل میں آتے تھے اور اب کیا ہے؟ یہ بینک بیلنس کی شکل میں آتے ہیں۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ پہلے یہ ہوتا تھا کہ ایک آدمی بے چین ہے' بے تاب ہے' کہتا تھا کہ میں جاؤں گا اور ضرور جاؤں گا کیونکہ اسے محبت ہو گئی تھی۔ اب کیا ہے؟ اب کہتے ہیں کہ اس کو پیسے کی ضرورت پڑ گئی ہے۔

تو پیسے کی ضرورت والا بھی اتنا ہی بے چین نظر آ رہا ہے جتنا عشق کی ضرورت والا۔ تو یہ ٹریجڈی ہے اس دور کی کہ لوگوں کو مال سے اتنی محبت ہو گئی ہے جتنی کہ ذات سے ہونی چاہیے تھی۔ یہاں سے خرابی آ گئی کہ ذات کی محبت نکل گئی اور چیزوں کی محبت آ گئی۔ بعض اوقات لوگ اللہ سے محبت کرنے کی بجائے دین سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ آپ نے کبھی ایسے لوگوں کو دیکھا کہ صرف دین سے محبت ہے اور اللہ سے محبت وہ بھول گئے۔ اللہ اگر بلا لے تو وہ کہے گا کہ میں تیری نماز پڑھ رہا ہوں، تو ابھی ٹھہر جا۔ تو وہ دین میں اتنا منہمک ہے کہ جس کا دین ہے اس کی آواز کو بھی نہیں جانتا۔ تو یہ Change ہونے کے واقعات ہیں، جس کو آپ کہتے ہیں کہ فیصلہ بدلتا رہتا ہے۔ تو اصل میں فیصلہ نہیں بدلتا۔

سوال:

تو کیا Behaviour بدلتا رہتا ہے؟

جواب:

ہاں۔ راز وہی رہتا ہے۔ بظاہر انسان کہتا ہے کہ بڑا غم مل گیا ہے اس لیے میں نے کھانا چھوڑ دیا، اب ہم نہیں کھائیں گے کیوں کہ موت ہو گئی ہے۔ وہ بڑا آزردہ ہوتا ہے اور پریشان ہوتا ہے۔ کہتا ہے کہ جانے والے کے ساتھ خوشیاں چلی گئیں، کھانے چلے گئے، اب کوئی ہو گا تو کھائے گا ______ کچھ دیر بعد وہ چاول پکائے گا اور کھائے گا بھی۔ تو مدعا یہ ہے کہ وہ کھانا نہیں چھوڑتا۔ کہتا ہے کہ جب سے وہ گئے

نہ لگی آنکھ جب سے آنکھ لگی

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سویا ہوتا ہے۔ تو وہ نہ کھانا چھوڑتا ہے' نہ سونا چھوڑتا ہے' گپیں بھی مارتا رہتا ہے۔ تو کسی جگہ بھی وہ اصلی شے کو Change نہیں کرتا۔ تو اصلی چیز کیا ہے؟ اس کی فطرت۔ کیا کبھی ایسا وقت آ سکتا ہے کہ شیر نے گوشت کھانے سے توبہ کر لی ہو؟ کہتا ہے تم جھوٹ بول رہے ہو' شیر توبہ نہیں کر سکتا۔ کہتا ہے کہ گھوڑے نے گھاس سے دوستی کر لی ہے۔ کہتا ہے کہ یہ ناممکن ہے کیونکہ وہ بھوکا مر جائے گا۔ یہ ایک محاورہ ہے کہ گھوڑا گھاس سے دوستی کرے گا تو وہ بھوکا مرے گا۔ تو گھوڑے نے ایسی کیا دوستی کرنی ہے؟ Falcon نے اگر Dove سے محبت کر لی یعنی باز اگر فاختہ سے محبت کر لے تو وہ کہے گا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ وہ تو اس کی خوراک ہے' اس سے محبت کیسے کرے گا؟ کسی نے کسی سے پوچھا کہ تمہیں کیا پسند ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے مرغی پسند ہے۔ کہتا ہے کہ تمہیں اس کی کیا بات پسند ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے اس کی شکل پسند ہے' معصوم شکل ہے' اس کے پر بہت اچھے لگتے ہیں اور مُرغے کی اذان بہت اچھی لگتی ہے' عین صبح ہوتے ہی اذان دیتا ہے' بہت ہی خوبصورت اذان ہے' وہ پرندہ ہے' اس کے خوبصورت پر ہیں' اس کی معصوم نگاہی قدرت کا کرشمہ ہے' زمین پر رہتا ہے اور اُڑنے والا ہے۔ دوسرے سے پوچھا کہ تجھے مرغی میں کیا اچھا لگتا ہے؟ تو اس نے کہا کہ مجھے اس کا گوشت اچھا لگتا ہے۔ تو وہ کھانے والا تھا۔ اب ایک ہی چیز اِس کو اور لگتی ہے اور اُس کو اور لگتی ہے۔ یہ فطرت ہے۔ تیتر کو دیکھ لو۔ سننے والے کے لیے تیتر ایک شاندار آواز ہے' سبحان تیری قدرت کی آواز ہے اور کھانے والے کے لیے تیتر ایک گوشت ہے۔ تو یہ ہر کسی کا اپنا مزاج ہے۔ انسان کی Basic فطرت

نہیں بدلتی اور نہ یہ Change ہونی چاہیے۔ آج کا انسان ذاتی ضرورت کو وقتی ضرورت کو اور ناجائز ضرورت کو بھی Basic فطرت کے ساتھ ملا دیتا ہے۔ یہاں پہ دھوکا ہو گیا۔ Basic فطرت نہ تو تبدیل ہونے کا حکم ہے اور نہ یہ ہو گی۔ کیونکہ اللہ نے مزاج بنایا ہے۔ اب اللہ نے جو مزاج بنایا آج کے انسان نے اس کے ساتھ ذاتی، وقتی اور غیر ضروری چیز کو ملا دیا اور کہا کہ یہ میری فطرت ہے حالانکہ یہ اس کی فطرت نہیں ہے۔ مثلاً یہ انسان کی فطرت ہے کہ وہ دنیا میں آسودہ رہنا چاہے گا، آرام سے رہنا چاہے گا۔ اب اس نے اس کا ایک ایسا سسٹم بنا لیا کہ اپنی خود ساختہ خواہشات کو بھی فطری آرزوؤں کے ساتھ ملا لیا۔ یہاں سے انسان نے اصل چیز میں گڑ بڑ کر دی اور یہاں سے سارا فساد مچا۔ فساد کہاں سے مچا ہے؟ جب ذاتی ضرورت کو بھی فطرت کے ساتھ Attach کر دیا۔ حالانکہ اصل فطرت جو ہے وہ Unchangeable ہے، وہ تبدیل نہیں ہوتی ہے۔ ذاتی اور خود ساختہ ضرورت تو Change ہو سکتی ہے۔ اس کے ذمہ دار تم ہو، اس کے خالق بھی تم ہو، اس کی سزا جزا بھی تم ہو اور وہ فطرت خالق کی بنائی ہوئی ہے اور اس میں کوئی گڑ بڑ نہیں ہے۔ وہ جو فطرت ہے وہ جائز ہے اور اصلی ہے، اللہ نے مزاج ہی ایسا بنایا ہے، اس سے کوئی باز پرس نہیں ہے۔ تو یہ تمہاری فطرت ہے اور تمہیں اس حالت میں تخلیق کیا گیا، انسان بنایا گیا مگر آگے سے جو چیز تم اس میں ملا رہے ہو وہ یہاں سے اُٹھا کے مِلا رہے ہو، یہ مصنوعی ہے۔ تو آج کے انسان نے مصنوعی خواہش کو اصلی ضرورت کے ساتھ لٹکا دیا۔ کہتا ہے کہ یہ میری قدرتی ضرورت ہے، میں کیا کروں۔ حالانکہ وہ قدرتی نہیں تھی۔ مثلاً قدرتی ضرورت یہ ہے کہ جب

آپ اللہ کے ساتھ چلو تو اللہ کہتا ہے کہ کافروں کے ساتھ جہاد کرو۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کے اندر طاقت کی بھی کچھ بات ہو' یہ ہونا چاہیے' جہاد ہو' جاھدو افی سبیل رب عُلٰی تو آپ میں جذبہ جہاد ہونا چاہیے۔ اب یہ اصلی ہے اور اللہ نے بنائی ہوئی ہے۔ انسان کیا کرتا ہے؟ بھائی کے ساتھ لڑ پڑتا ہے' کہتا ہے کہ اس نے میرا کہنا نہیں مانا' خدا کا کہنا نہیں مانا' اس کے ساتھ لڑنا چاہیے۔ تو ذاتی بات کو کہاں جا کے ملایا؟ خدا کی بات کے ساتھ۔ کہتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ کافروں کے ساتھ جہاد کیا کرو' جو اللہ کا کہنا نہ مانے اس کے ساتھ جہاد کرو اور یہ شخص اللہ کا کہنا نہیں مانتا۔ تو کہاں کی بات کہاں جا کے ملائی۔ تو یہ بات آج کے انسان میں آ گئی کہ وہ اصلی ضرورت کو نقلی ضرورتوں کے ساتھ ملا کے بیٹھ گیا اور کنفیوژن پیدا کر دی۔ لوگوں کی آدھی زندگی اس بات سے پریشان ہو جاتی ہے۔ اس لیے ان باتوں کا خیال رکھا جائے تو کوئی انسان Change نہیں ہوتا' Change کے اندر بھی Change نہیں ہوتا۔ کہتا ہے کہ تو جس لباس میں آ' ہم تجھے پہچان جائیں گے کہ تو اس لباس میں ہے۔ بات سمجھ آئی؟

تو ہر دم می سرائی نغمہ و ہر بار می رقصم

تو تُو جس لباس میں آ ہم تجھے پہچان جائیں گے کہ تو وہی ہے۔ تو وہ اپنے دوست کو قد سے پہچان جاتے ہیں کہ وہ کون ہے۔ تو انسان پہچان لیتا ہے۔ اب اصل بات کیا ہوئی؟ فطرت اٹل ہے۔ فطرت کا مزاج اٹل ہے۔ باقی ہر چیز Change ہو سکتی ہے اور ہو جانی چاہیے۔ اس میں مائنڈ کرنے والی کوئی بات نہیں ہے۔ یعنی کہ جو Change ہو سکتی ہے اُسے Change کر دو تو اس میں

مائنڈ کرنے والی کوئی بات نہیں اور جو Change نہیں ہوسکتی وہ تم کر نہیں سکتے۔ پھر سوال کیا رہ گیا؟ کہ کچھ دقت نہیں ہے۔ سوال کیا تھا آپ کا؟ کہ ہمارے فیصلے تبدیل ہو جاتے ہیں حالانکہ ہم فیصلے تبدیل نہیں کرنا چاہتے۔ جواب کیا ہے؟ اس میں فکر کی کوئی بات نہیں ہے، جو تبدیل نہیں ہونا وہ تم کر نہیں سکتے اور جو تبدیل ہو سکتے ہیں وہ تو ہوتے رہتے ہیں، ابھی پھر واپس آ جائیں گے، یہ پینڈولم ہے، کبھی اِدھر چلا جائے گا اور کبھی اُدھر چلا جائے گا۔ کہتا ہے کہ آج کل مکان کہاں ہے تو کہتا ہے کہ اُدھر مکان ہے۔ کل کدھر ہوگا؟ وہاں ہوگا۔ اور اب؟ ہم پھر اِدھر آ گئے۔ تو جدھر مرضی جا، مکان کے اندر تو تُو آپ ہی رہے گا اور تُو نہیں بدلے گا۔ اس لیے ''تُو'' جو ہے یہ قائم رہتا ہے اور اس کا لباس بدلتا جاتا ہے۔ اصل میں لباس کے بغیر تُو تُو ہی ہے۔ ''تُو'' کسے کہتے ہیں؟ وہ جو ظاہری خواہشات کے علاوہ ہے۔ اگر وہ نکال دو تو بندہ نہیں بدلتا۔ اور اوپر کی جو تبدیلیاں ہیں یہ کوئی تبدیلیاں نہیں ہیں، جیسے بھی تبدیلی ہو جائے بندے کو فرق ہی نہیں پڑتا۔ آپ جو مرضی کر لو۔ کہتا ہے کہ وہ آج بڑا متمکن تھا، بڑا مغرور بیٹھا تھا، اس کا رزلٹ نکل آیا تھا۔ کہتا ہے اس نے آج میٹرک کر لیا، آج بی۔ اے پاس کر لیا، آج اس کا ایم اے ہو گیا، آج وہ پی ایچ ڈی ہو گیا ______ کہتا ہے کہ اگر پی ایچ ڈی ہو گیا تو غرور کہاں سے آ گیا؟ کہتا ہے کہ ایسا لگتا ہے کہ وہ Elevate ہو گیا، جج بن گیا۔ تو سارے کے سارے واقعات ختم۔ ان میں کچھ بھی نہیں ہے، اصل کیا ہے؟ انسان۔ اور انسان بدلتا نہیں ہے۔ جو اللہ نے بنایا اس میں تبدیلی نہیں ہوگی۔ جس کو مومن بنایا، جس کو وہ ہدایت دیتا ہے اُسے کوئی گمراہ کر نہیں سکتا

اور جو اللہ کی طرف سے ہدایت سے محروم ہے اُسے کون ہدایت دے گا۔ تو یہ اس کا فیصلہ ہے۔ ختم اللہ علی قلوبھم تو ان کے دل پر مہر لگی ہے۔ اور جس کو ہدایت ہے عباد المخلصین ہیں انہیں شیطان بھی گمراہ نہیں کر سکتا۔ تو انسان Unchangeable ہے وہ Change نہیں ہوگا۔ Change کیا ہو گا؟ تمہارے مکان کا ایڈریس' آج یہ Change ہو گیا' کل ایک اور آ جائے گا۔ کیا فرق پڑتا ہے۔ یہ ہوتا رہتا ہے۔ اصل میں Basically دریا Change نہیں ہوتا بلکہ لہریں بدلتی رہتی ہیں۔ دریا تو دریا رہتا ہے' صرف لہروں کے نام بدلتے رہتے ہیں۔ یہ جو دریا ہے کہیں پہ کچھ ہے' کہیں پہ کچھ اور ہے۔ پہاڑوں کے اندر چھوٹی سی لکیر ہوتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ دریا ہے۔ کہتے ہیں کہ اتنا چھوٹا دریائے جہلم ہے' یہ کیا ہے' اس کا نام SilverThread ہے یعنی چاندی کی تار ہے۔ تو دریا ہلکی ہلکی لکیر ہے اور پھر دریا چوڑا ہوتا جا رہا ہے اور پھر لہرا کے چلتا جاتا ہے۔ دراصل یہ ساری چیز ایک ہی ہے۔ اصل میں ہم دریا کسے کہہ رہے ہیں؟ ان سب چیزوں کا نام۔ تو تبدیلیوں کے باوجود' فیصلوں کی تبدیلیوں کے باوجود' غلطی کی معافی اور معافی کی غلطی کے باوجود' انسان وہی ہے جو وہ ہے۔ اس لیے انسان نہیں بدلتا۔ آپ اس لیے اس کو بچا لو جو بدلتا نہیں ہے۔ اب آپ کو یہ بات سمجھ آئے گی کہ کل یوم ھو فی شان کہ ہر روز اس کی نئی شان ہے' وہ ہر روز تبدیل ہوتا رہتا ہے' کیونکہ وہ تبدیل نہیں ہوتا۔ جو نہ تبدیل ہونے والا ہے اس کی ہر شان بدلتی رہتی ہے' وہ ہر شام بدلتا رہتا ہے' ہر روز بدلتا رہتا ہے' اس کی شانیں بدلتی رہتی ہیں کیونکہ وہ بدلتا نہیں ہے' وہ تبدیل ہونے والا ہے ہی نہیں۔ کائنات

روز رنگ بدلتی رہتی ہے' کل بادل تھے اور آج موسم اور ہے۔ تو یہ کائنات کبھی بدلی ہی نہیں ہے کیونکہ یہ جو ہلکے پھلکے موسم ہیں یہ اور ہیں' کائنات کا اصلی موسم نہیں بدلتا۔ بندہ روز بدلتا ہے' کہتا ہے کہ اب شادی کرنے والا ہے' کل ایک اور واقعہ ہو جائے گا۔ بندہ بالکل ایسے ہو گا جیسے اس کا باپ۔ ہر بندے نے رونا ضرور ہے' ہنسنا ضرور ہے' رونے سے کوئی بچ نہیں سکتا اور ہنسی سے بھی کوئی بچ نہیں سکتا' ہر آدمی کے ساتھ دکھ سکھ رونا دھونا تھوڑا تھوڑا چلتا رہتا ہے۔ کچھ اس کی دعائیں ہوتی ہیں اور کچھ آرزوئیں لیکن بندہ نہیں بدلتا۔ اور بندہ جو ہے وہ بدلتا بھی رہتا ہے۔ تو کیا نتیجہ نکلا؟ تبدیلیوں کے باوجود آپ لوگ اپنی اس فطرت میں مستقل ہیں جس میں اللہ کریم نے آپ کو پیدا فرمایا' جس میں آپ رہن رکھ دیئے گئے۔ قل کلّ یعمل علی شاکلته ہر آدمی اپنی شکل میں رہن رکھ دیا گیا۔ تو اللہ نے فرمایا کہ آپؐ کہہ دیجئے کہ ہر انسان اپنی شکل کے مطابق عمل کرے گا۔ تو وہ اس عمل کو کرنے پہ مجبور ہے جیسا اللہ نے اس کو بنایا He will do it اُسے کرنا پڑے گا۔ اس کو یوں سمجھ لیں کہ آپ سارے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک آدمی پہچان والا ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ جہاں ہم بیٹھے ہیں وہاں تھوڑی دیر میں آگ لگ جائے گی۔ اُنہوں نے کہا کہ تمہیں کیسے پتہ ہے کہ آگ لگ جائے گی۔ تو وہ کہتا ہے کہ دیکھو تماشہ' ابھی آگ لگ جائے گی۔ تو آگ لگ گئی۔ اس سے پوچھا گیا کہ تجھے کیسے پتہ چلا تھا؟ کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ میرے پاس دیپک بیٹھا ہوا تھا اور دیپک راگ جہاں بیٹھے وہاں آگ لگ جائے گی۔ تو یہ پہچان کی بات ہے کہ کسی کی فطرت ہے آگ لگانا' کسی کی فطرت ہے سکون دینا' کسی کی فطرت

ہے پارے کی طرح متلوّن رہنا ______ تو اصلی فطرت نہیں بدلتی ۔تو پارہ جو ہے وہ پارہ ہی رہے گا ______ آپ دو چیزیں ہیں۔ایک وہ جو اللہ نے آپ کو بنایا۔اس کو پہچانو' یہ ضرور پہچانو کہ اللہ نے آپ کی فطرت کیا بنائی ہے' وہ نہیں بدلے گی۔بچپن سے لے کر اب تک آپ کے اندر Constantly ایک شخصیت چلی آرہی ہے۔اور باقی بدلتا چلا آرہا ہے۔بدلنے والا ابھی اور بدلے گا اور نہ بدلنے والا کبھی نہیں بدلے گا۔آپ کے اندر یہ دونوں شخصیتیں چلی آرہی ہیں۔یہ بات یادرکھ لینا۔بچپن سے لے کے آج تک آپ کے اندر ایک شخصیت کیا ہے؟ جو آپ کے اندر چلی آرہی ہے۔اور یہ کبھی نہیں بدلے گی۔اگر بچہ ہے تو نہیں بدلے گا اور باپ بن گیا تب بھی نہیں بدلے گا' مرجائے گا تب بھی نہیں بدلے گا۔اور دوسری شخصیت وہ ہے جو بدلتی چلی جائے گی' جھوٹ بولے گی تو پھر بدل جائے گی ______ بدلنے والا بدلتا ہی رہے گا اور نہ بدلنے والا کبھی نہیں بدلے گا۔یہ دونوں آپ کے اندر ہیں۔بس یہ یادرکھ لینا۔بدل جائے تو گھبرانا ناں۔ کوئی دوست دھوکا دے جائے تو اس نے دھوکا نہیں دیا بلکہ اس نے بدلنے والی فطرت ظاہر کی ہے۔تم نے مستقل مزاجی سے محبت کر لی ہے' فطرت سے کر لی ہے اور اس نے باہر والی صفت سے کر لی ہے۔یہاں سے فرق پڑتا ہے۔کہتا ہے کہ میں نے اصلی ذات سے محبت کی تھی اور اس نے باہر سے بدلنے والی صفت سے محبت کر لی تھی۔وہ بے چارہ بدلے گا' کیوں نہیں بدلے گا۔اس لیے جب کسی سے محبت کرو تو اس سے پوچھ لو کہ یہ اصلی درجے والی محبت ہے کہ یہ باہر والی محبت ہے۔باہر والا بدلے گا۔اس لیے ایمان والو! دل سے ایمان لاؤ ورنہ زبان تو بدل

جائے گی، روز بدل جائے گی ________

اور کوئی سوال ________ بولو ________ ہاں بولو ________

سوال:

یہ جو بدلنے والی کیفیت ہے کیا یہ انسان کے اپنے بس میں بھی ہے۔

جواب:

یہ ایجوکیشن سے قائم ہو جاتی ہے۔ تو ایجوکیشن، ٹریننگ اور ڈسپلن سے قائم ہو جاتی ہے۔ بدلنے والے انسان کی آپ ٹریننگ کر سکتے ہیں۔ مثلاً وہ دولت میں گزارہ کرنا چاہتا ہے تو وہ غریبی میں بھی گزارہ کر لے گا۔ یہ Train ہو سکتا ہے۔ یہ کسی جماعت میں بھی شامل ہو سکتا ہے، سیاسی جماعت میں بھی۔ سیاسی جماعت کہے گی کہ شام کو اتنے بجے جلسے میں پہنچ جانا۔ اب یہ پہنچے کہ نہ پہنچے۔ سیاسی جماعت کیا چاہتی ہے؟ ایک جلسے کے اندر حاضری چاہتی ہے۔ ورنہ وہ آپ کی زندگی کے لیے تو کچھ نہیں چاہتے۔ آپ کی زندگی کے اندر جو زندگی ہے، جو آپ کی ذات ہے وہ قائم رہنے والی ہے اور وہ اللہ کے لیے ہے۔ باقی تو باہر کی مصروفیات ہیں۔ مثلاً ایک ڈاکٹر ہے تو وہ تو اپنے ہسپتال جائے گا، فنکشن پہ بھی جائے گا۔ لیکن ذات جو ہے وہ آج بھی آزردہ ہے اور اندر سے مطمئن نہیں ہے۔ تو ڈاکٹر کو ڈاکٹر ہونے سے تو فرق نہیں پڑا کیونکہ اندر کی آزردگی جو ہے وہ اندر سے قائم ہے۔ اگر ذات اندر سے اداس ہے تو پھر آپ کے شعبے سے تو اُسے کوئی فرق نہیں پڑا You are a good doctor آپ ایک اچھے ڈاکٹر ہیں، آپ اپنی ڈاکٹری دکھاتے جا رہے ہیں مگر اندر سے ذات جو ہے وہ کسی

ہو وہ معروف ہے۔ وہ ذات والا واقعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے چل رہا ہے۔
ہو یہ شعبہ بدل جائے گا' وہ کہے گا کہ میں تنگ ہوں' میں پریشان ہوں میرا
خیال ہے کہ میں کاروبار تبدیل کروں۔ وہ یہ Discover کرتا جائے گا کہ
نوکری کرلوں یہ کاروبار کروں' کیا کروں؟ تو اصل میں ذات کے اندر کی
پریشانی ہے۔ اور وہ رہے گی' اس کو بے چین بنائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے جسے جیسا
بنایا وہ ویسا ہی ہے' وہ اندر والا Change نہیں ہوگا۔ بات سمجھ رہے ہیں آپ؟
وہ ہمیشہ اللہ کی محبت میں رہے گا۔ وہ اس سے بچ نہیں سکتا۔ جب بھی کہیں سے
آواز آئے گی اور وہ اس کے مطلب کی ہوگی تو وہ فوراً اس سُر پہ اٹک جائے گا' اور
کہے گا کہ یہ آواز تو خدا کی طرف سے ہے۔

از کجا می آید ایں آوازِ دوست

تو وہ خراب نہیں ہوگا' یہ الگ بات ہے کہ وہ Undiscovered رہے' مخفی رہے
تو یہ الگ بات ہے' مگر تم اس کو خراب نہیں کر سکتے۔ یہ بات یاد رکھنے والی ہے۔ کیا
یاد رکھنے والی ہے؟ کہ وہ غیر دریافت شدہ رہ سکتا ہے' Undiscovered رہ
سکتا ہے' مخفی رہ سکتا ہے' خاموش رہ سکتا ہے لیکن اندر کی ذات خراب نہیں ہو سکتی۔
تم بے شک اس کو نظر انداز کر کے چلے جاؤ مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں نے اندر سے
فطرت بدل لی ہے۔ اندر سے تم نہیں بدل سکتے۔ کبوتر' کبوتر ہی رہے گا' چاہے وہ
اچھا کبوتر بن جائے' کچھ ہو جائے' کبوتر ہی رہے گا' چاہے وہ کہے کہ ہم شاہین پر
حملہ کرنے جا رہے ہیں۔ اب اندر سے اس کی فطرت کیا ہے؟ کبوتر! شاہین اپنی
جگہ پر کمزور ہو گیا ہے اور بیٹھا ہوا دُعا کر رہا ہے کہ یا اللہ میں شکار نہیں کر سکتا' تو

آپ ہی بھیج دے۔ تو کبوتر نے اس کے اُوپر حملہ کرنا شروع کر دیا۔ جب کبوتر حملہ کرنے چلا شاہین پر تو اُس شاہین کی خوراک خود بخود چل کے آ رہی ہے۔ کبوتر کو غصہ تھا کہ اُس پر حملہ کریں گے اور شاہین نے دُعا کی تھی کہ آج کل طبیعت ناساز ہے' شکار کرنے جا نہیں سکتا ہوں' تو آپ ہی انتظام کر۔ تو فطرت نہیں بدلے گی۔ یہ ہے اصلی فطرت۔ اصلی فطرت کیا ہے؟ کبوتر' کبوتر رہے گا اور باز' باز رہے گا'' شیر' شیر رہے گا۔ ہر چیز اپنے مزاج میں مکمل ہے۔ اس کو دنیا کی کوئی طاقت تبدیل نہیں کر سکتی۔ تم شیر کو جتنا مرضی Tame کر دو' پالتو بنا دو لیکن وہ وہی رہے گا۔ اور کچھ نہیں کرے گا تو گرج لگائے گا ایسی کہ آپ کے چھکے چھوٹ جائیں گے۔ تو یہ مزاج ہے! تو آپ لوگوں نے اپنی فطرت کو دریافت کرنا ہے۔

آپ نے اپنی ضرورت کو جو ظاہری اور نقلی فطرت بنایا ہوا ہے' اُسے بھی دریافت کرنا ہے۔ یعنی یہ جو نقلی چہرہ اوپر چڑھایا ہوا ہے۔ دونوں میں اگر فرق زیادہ ہو گیا تو پھر Clash ہو جائے گا' پریشانی ہو جائے گی۔ اپنے آپ پہ مہربانی کر دو' دونوں میں فرق تھوڑا کر دو' دونوں سے مراد اصلی انسان اور سماجی انسان۔ یہ سماجی انسان کیا ہوتا ہے؟ سوشل' ظاہری' لوگوں میں نظر آنے والا اور یہ کہنے والا کہ ''واللہ باللہ آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی'' تو اوپر سے یہ باتیں کرنے والا نقلی بندہ ہے۔ اور اصلی کیا ہے؟ وہ جو اصلی ہے' اس کا نام کوئی نہیں ہے' اصلی کا نام کوئی نہیں ہے۔ آپ کا نام اگر نور دین ہے تو اس کا نام ہی کوئی نہیں۔ اس کا نام وہ ذات ہے۔ جب انسان اس اصلی کے اوپر پہنچتا ہے تو پھر کہتا ہے کہ ایک ہی ذات ہے۔ یعنی کہ نام والی ذات سے نکل کر اپنی اصلی بے نام ذات تک پہنچ جائیں تو پھر آپ

یک رنگ ہو جائیں گے یعنی بے رنگ' پھر آپ سب جگہ ایک ہیں۔ وہ جو آپ کے اندر ہے وہی شاید سب کے اندر ہو۔ یہاں پر لوگوں نے کہا کہ شاید وہی ہے مگر کچھ لوگوں نے کہا کہ نہیں' ہمیں بات کھولنے کی ضرورت نہیں ہے' اس لیے ہم بیان نہیں کر سکتے۔ تو اصلی کیا ہے؟ اصلی' اصلی ہے۔ شاید ایک ہی ہو' ہوسکتا ہے کہ وہی ایک ہو' ہمہ اوست ہو' ہوسکتا ہے کہ نہ ہو۔ یہ اس کے کام ہیں۔ وہاں پہنچ کے پتہ چلے گا______

ہاں جی اور کوئی سوال______بولو______

سوال:

آپ نے فرمایا ہے کہ شعبے ختم ہو چکے ہیں' مثلاً طاقت میں بڑے لوگ گزر گئے' غزل میں غالب گزر گیا' تو ہمارے کرنے کا کام کیا رہ گیا؟

جواب:

آپ کے کرنے کے کام بتاتا ہوں۔ میں نے جو بتایا تھا کہ شعبے ختم ہو گئے ہیں تو اس سے مراد یہ ہے کہ The Best کارنامے TheBest لوگ کر گئے۔ مثلاً یہ کہ بہادری کا پیغام بھی چلا گیا یعنی بھولو پہلوان چلا گیا' اب اس سے بڑا پہلوان ہونا مشکل ہی ہے۔ جھارا' پہلوان بننا تھا مگر وہ بھی نہیں بنا۔ پھر غزل آ گئی' غالب آ گیا۔ ناصر کاظمی بھی بڑا اچھا شاعر تھا لیکن غالب سے اس کا کیا مقابلہ کریں گے حالانکہ وہ بھی اپنا مقام رکھتا ہے۔ اسی طرح ہر چیز مکمل ہے۔ اولیائے کرام بھی اپنی جگہ پر مستند اور جید۔ اب کوئی نیا ولی آ جائے تو آپ کیا کہیں گے؟ کہ یہ داتا صاحبؒ کا غلام ہوسکتا ہے ورنہ اس کا وہ مقام تو نہیں بنتا۔ اسی

طرح حکمت کا شعبہ اور فلسفہ ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو Norm کو Set کرنے والے لوگ ہیں' معیار Set کرنے والے لوگ ہیں۔ پھر آج کا انسان جو اپنے آپ کو نمایاں بنانا چاہتا ہے وہ کیا کرے؟ اس میں نمایاں ہونے کی خواہش مخفی ہے۔ مطلب یہ کہ نمایاں ہونے کی خواہش مقلدؔ کے لیے نہیں بلکہ مقلدؔ مخفی رہے گا اور موجد نمایاں ہوگا۔ دین میں موجد ہونا بدعت ہوتی ہے۔ لہٰذا دین کے اندر نمایاں ہونے والی بات کوئی نہیں ہے بلکہ دین کا جو کام موجود ہے اس کو Organize کرنا ہوتا ہے' اس میں نیا شعبہ کوئی نہیں ہوتا۔ یہ جو دنیاوی شعبے ہیں ان کے اندر اللہ کریم نے اتنی وسیع کائنات بنائی ہے کہ جاتے جاتے کوئی ایک نئی چیز پیدا ہو جائے گی۔ جہاں نئی بیماری پیدا ہوتی ہے وہاں نیا علاج بھی پیدا ہو جائے گا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جہاں علاج بڑھ جاتے ہیں وہاں میدان میں ایک نئی بیماری کھڑی ہو جاتی ہے۔ پھر نئی بیماری ایک نئے علاج کو جنم دیتی ہے اور وہ نیا علاج نمایاں ہو جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ اس نے یہ علاج دریافت کر لیا ہے۔ جس علاقے میں زیادہ پریشانیاں ہوں یہ سمجھ لو کہ وہاں پرسکون ساز اداروں کو نمایاں کرنے کے لیے یہ پریشانیاں آئی ہیں۔ سکون ساز ادارے کیا ہوتے ہیں؟ یہ نیا شعبہ ہے۔ مثلاً ہر طرف پریشانیاں ہی پریشانیاں ہیں' تو اب پریشانیوں کو دور کرنے کے لیے کوئی سکون ساز شے آ گئی۔ گویا کہ یہ پریشانیاں اس چیز کو نمایاں کرنے کے لیے آئی تھیں۔ تو نمایاں کرنے کے لیے سوائے فطرت کی طرف سے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ جن لوگوں کو میں نے کہا کہ یہ The Best ہیں تو وہ سارے کے سارے فطرت کی طرف سے ہیں۔ غالب جو ہے وہ کسی علم کی

وجہ سے غالبؔ نہیں اور شیکسپیئر کسی تعلیم کی وجہ سے شیکسپیئر نہیں ہے۔ سُنا ہے کہ شیکسپیئر تیسری جماعت سے بھاگ گیا تھا۔ وہ چوتھی جماعت میں پہنچا ہی نہیں ہے۔ وقت نے اُسے رستے میں سے ہی اُچک لیا۔ آپ نے تو پڑھا ہوگا اس کے بارے میں۔ وہ سکول سے بھاگا اور راستے میں ایک ہرن کا بچہ مل گیا تو اُسے بھی ساتھ لے لیا۔ سب نے کہا کہ اس نے ہرن چوری کر لیا۔ تھوڑی بہت سزا بھی ہو گئی۔ وہاں سے بھاگا تو کسی تھیٹر میں جا کے پردہ اُٹھانے والا بن گیا۔ اور پھر پردہ اُٹھانا اور پردہ گرانا۔ اُس نے تھیٹر میں لوگوں کی آوازیں سُنیں، سٹیج سُنا، باتیں سُنیں، ڈائیلاگ سُنے تو اس کے اندر قدرت نے ایسا ذہن کھول دیا کہ آج کہتے ہیں کہ اس کے ڈراموں سے آگے کوئی ڈرامہ لکھا جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تو یہ فطرت ہے۔ اسی طرح ملٹن تھا، وہ اندھا شاعر تھا اور وہاں کے لوگ کہتے ہیں یہ ہماری آنکھیں ہے۔ کون؟ ملٹن۔ تھا وہ اندھا لیکن اُن کی آنکھیں بن گیا۔ تو یہ کمال کی بات ہے۔ تو یہ قدرت کی طرف سے آ گیا۔ تو ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ ایسا بناتا ہے، اللہ تعالیٰ کے یہ کام ہیں۔ اللہ کا کام جب تک بند نہیں ہوتا کسی نہ کسی نئے شعبے کا انتظار کرو۔ کیا کرو؟ پرانے شعبوں سے آشنائی، The Best لوگوں سے آشنائی، Idealism کا تصور رکھو، یعنی Have image of ideal people تو آئیڈیل لوگ، Real لوگ، گریٹ لوگ جو ہیں ان کو جانو، ان کو پہچانو کہ یہ گریٹ کیسے گریٹ ہو گئے۔ کسی تعلیم کی وجہ سے تھے یا انہوں نے خفیہ طور پر گریٹ ہونے کی کوشش کی۔ ساٹھ سال تک قائداعظمؒ ایک وکیل ہی تھے۔ لیکن پاکستان بنانے کے لیے اگلے سال کی ضرورت تھی اور جانے سے پہلے

اللہ تعالیٰ نے ان سے ایسا کام کروالیا کہ پریکٹس میں تو ہر آدمی کے ساتھ یہ بات نہیں ہوتی۔ اقبالؒ کی پریکٹس فیل ہوگئی، ورنہ تو وہ پریکٹس کرتے یا جج وغیرہ ہوتے مگر پریکٹس فیل ہوگئی اور بندہ کامیاب ہوگیا۔ یہ اللہ کے کام ہیں کہ پریکٹس فیل اور بندہ کامیاب، اور بندہ ایسا کامیاب ہوا کہ ساری قوم کامیاب ہوگئی، ملتِ اسلامیہ کامیاب ہوگئی۔ تو یہ واقعات ہیں قدرت کے۔ تو جب تک آپ کا قدرت کے ساتھ Compromise نہ ہو، قدرت راستہ نہ دے تو کوشش کرنے والا، نقل مارنے والا، یعنی گریٹ آدمی کی نقل کرنے والا پانچواں سوار کہلاتا ہے۔ کون سا سوار؟ پانچواں سوار، اور وہ ٹٹو پہ ہوتا ہے۔ اور باقی چار سوار گھوڑے پہ ہوتے ہیں۔ تو وہ گدھے پہ سوار ہوتا ہے۔ اُس سے پوچھو کہ تو کون ہے تو کہے گا کہ میں پانچواں سوار ہوں۔ تو پانچواں سوار بننے کی کوشش نہ کرو۔ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو اُس کے پاس اتنے وسائل، اتنے مرتبے، اتنے فیلڈز، اتنی کائنات ہے کہ لِلّٰہ جنود السمٰوٰت والارض تم یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کی جگہ ختم ہوگئی ہے اور تمہیں حصہ نہیں ملے گا۔ اس کے لنگر خانے اور خزانے بھرے پڑے ہیں۔ صرف یہ ہے کہ تو اپنے دامن کو پکا کر، اپنی استقامت کو پکا کر، اپنے آپ کو قائم کر۔ دینے والے کے ہاں کوئی کمی نہیں ہے۔

جھولی اپنی ہی تنگ ہے
تیرے یہاں کمی نہیں

اس کے ہاں نئے شعبے کی کوئی کمی نہیں ہے۔ وہ آپ کو کوئی نیا شعبہ دے دے گا۔ اگر آپ تقلید میں جائیں گے تو پھر آپ مقلد ہی رہیں گے اور مقلد سر نکال کے

چلے گا تو اس کے سر پر تھپڑ لگے گا۔ تو جو مقلد ہے وہ تقلید کرنے والا ہے اور اس کا یہ کام ہے کہ وہ تقلید کرتا جائے اور وہ یہ کہے کہ یہ اللہ کا حکم ہے اس لیے ہم یہ کرتے جا رہے ہیں۔ تو مقلد جو ہے وہ شعبے کو Organize کر سکتا ہے' اُس کے پاس نمایاں ہونے والی کوئی بات نہیں جب تک اللہ تعالیٰ اس کو نیا راستہ نہ بتائے۔ اسی طرح ہسٹری پڑھ کے آپ اتنے Historian بن سکتے ہیں جتنے آپ اب ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیلڈ کا انتظار کرو کہ وہ کون سا فیلڈ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پاس بہت کچھ ہے' کسی انسان کو نمایاں کرنے کے لیے بہت کچھ ہے۔ ایک وارننگ میں بتاتا ہوں کہ گریٹ آدمی ہونے کے لیے Small خواہش نہ کرنا اور یہ سمال خواہش پیسہ ہے۔ جس نے یہ سمال خواہش ظاہر کر دی کہ یا اللہ پیسہ دے تو وہ گریٹ نہیں ہوگا' وہ پھر سمال ہی رہے گا۔ ہو سکتا ہے کہ اس کو پیسہ بھی نہ ملے۔ پیسہ تو اللہ تعالیٰ خود دیتا رہتا ہے' اس کو مانگنے سے کیا ملنا ہے' اللہ تعالیٰ تو بغیر مانگے دیتا ہے۔ یہ تو اس کے رازق ہونے کی بات ہے اور وہ پوری کائنات کا رازق ہے' خالق ہے' تخلیق فرماتا ہے' کافروں کو بھی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگا کرو۔ تو باقی ساری چھوٹی موٹی چیزیں خود بخود ملتی جاتی ہیں۔ آپ کے سوال کے جواب میں یہ بات کہ اب آپ نے کیا کرنا ہے تو جب بہت ساری چیزیں ہو چکی ہوں تو بھی اللہ دے سکتا ہے۔ فردوسی آیا اور اس نے "شاہ نامہ" لکھا' "شاہ نامہ" ہزار بار لکھا جائے' لیکن حفیظ نے اپنا "شاہ نامہ" لکھ لیا۔ وہ اپنا مقام رکھتا ہے۔ یہ کوشش سے نہیں ہوگا بلکہ خود بخود قدرت کی طرف سے آئے گا۔ اگر خود بخود قدرت کی طرف سے آئے تو ایک رباعی بھی کافی ہے۔

بلغ العلٰی بکمالہٖ

کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیع خصالہٖ

صلّوا علیہ والہٖ

یہ ایک رباعی سارے ''شاہ نامہ'' پر حاوی ہے۔قدرت جب انسان کو نمایاں کرتی ہے تو وہ پھر ایسا نمایاں ہوتا ہے کہ پھر وہی ہوتا ہے۔نمایاں ہونے کی خواہش ہو تو قدرت سے راستہ لو' سماج راستہ نہیں دے گا۔قدرت پھر آپ کو بنا دے گی' کوئی نہ کوئی راستہ دے دے گی۔Greatness میں یا عظیم انسان ہونے میں ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ انسان اللہ کے برابر کھڑا ہو جاتا ہے اور مار کھاتا ہے اور جب کوئی عظیم انسان اللہ کا ایجنٹ ہو کے آتا ہے تو وہ نمایاں ہو جاتا ہے۔بس یہ روٹ ہے اس کا کہ جو سامنے سے آ گئے وہ کچلے گئے اور جو اللہ کی طرف سے آ گئے وہ بنتے گئے۔اس لیے کبھی یہ نہ کرنا کہ اللہ کے سامنے ہی آ جاؤ۔بس پھر' ہر چیز ضائع کر بیٹھو گے۔تو اللہ کی طرف سے آؤ۔شاہباز جو ہے ایسا باز ہے جو بادشاہ کے ہاتھ پہ بیٹھتا ہے۔تبھی تو وہ شاہباز ہے۔یعنی شاہ کا باز ہے۔تو وہ ایسا باز ہو کہ کوئی اس کو اُٹھانے والا ہو' بٹھانے والا ہو اور اُڑانے والا ہو۔تو آپ اللہ کی طرف سے چلو تو پھر واقعہ ٹھیک ہو جائے گا۔بات سمجھ آ گئی آپ کو؟ کیا سمجھ آئی؟

سوال:

انتظار اور کسی کی طرف سے ہونا ______

جواب:

ہاں' انتظار اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو' کسی اور کی طرف رجوع نہ ہو۔ جب وہ آپ کو بڑا کرے گا تو وہاں سیٹیں بہت ہیں' بے شمار خالی پڑی ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں کہ اس کے پاس کوئی کمی ہے' اس کے پاس بہت خزانے ہیں خزائن السمٰوٰت والارض۔ اس کے پاس بے شمار چیزیں ہیں ______

اورکوئی سوال ______ مسٹر عابدی بولے ______

سوال:

آپ کا ''صبر'' کا جو آرٹیکل ہے اس میں آپ نے فرمایا ہے کہ تمہارے ارادوں میں کسی اور کا ارادہ بھی شامل ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب:

ایک بندہ بہت دور دراز کا سفر کر کے ایک بزرگ کے پاس گیا۔ بزرگ کو جا کے ملا اور سلام کے بعد کہا کہ میں بڑی دور سے آیا ہوں' ایک سال میں نے سفر کیا ہے' اتنے سو میل میں پیدل چل کے آپ کے پاس آیا ہوں۔ بزرگ نے کہا کہ تو ایک سال کی بات کر رہا ہے اور میں بیس سال سے تیرا انتظار کر رہا ہوں۔ تو اُس کے دور سے چل کے آنے میں اس کی جستجو بھی شریک تھی۔ تو کسی ایک کے آنے میں دوسرے کا ارادہ بھی شامل ہے۔ جس کو تم اپنا ارادہ کہتے ہو بعض اوقات یہ مشیت ہوتی ہے جو تمہارا ارادہ بن گیا مگر ہے وہ مشیت۔ کہتا ہے کہ اس کے دل میں خواہش پیدا ہوگئی کہ یہاں سے نکل جاؤں تو دراصل اب مشیت کارگر ہوگئی۔ بُدھا نے کہا کہ یہ کیا زندگی ہے' اس کو چھوڑا جائے۔ اب یہ

اس کی ذات کی خواہش ہے کہ اس کو چھوڑا جائے۔ اور مشیت کیا کام کر رہی ہے؟ اُس نے بُدھا سے کوئی کام لینا ہے' وہ آگے جا کے یہ کام کرے گا۔ تو قدرت جب آپ سے کام لینا چاہے تو وہ ایسا انتظام کرتی ہے کہ آپ سمجھتے ہیں کہ یہ میری خواہش ہے۔ مثلاً انسان کہتا ہے کہ اب میں لاہور چلا جاؤں اور وہاں جا کے رہ لوں۔ اب مشیت کا یہ کام تھا کہ تمہیں لاہور بلایا جائے' فلاں جگہ چلے جاؤ اور فلاں جگہ یہ واقعات ہو جائیں۔ دراصل ہمارے ارادوں میں اس کا ارادہ شامل ہے۔ اسی کو مشیت کہتے ہیں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا ارادہ ہے مگر دراصل وہ تقدیر ہوتی ہے' مقدر ہوتا ہے اور اس کی خوش بختی ہوتی ہے۔ تو محبت کی تمنا جو ہے وہ محبوب کی تمنا بھی ہے' اس کا ارادہ بھی شامل ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ کا ارادہ ہے حج کرنا۔ دراصل بلانے والے کا بھی ارادہ تھا۔ تو جانے والے کی بجائے بلانے والے کا یہ ارادہ ہوتا ہے۔ تو وہ دونوں ارادے جو ہیں وہ آپس میں مل جاتے ہیں۔ اسی کا نام ہوتا ہے واقعہ۔ واقعہ یہ ہے کہ دو ارادے ہوتے ہیں' یہ کہتا ہے کہ میں وہاں جاؤں اور وہاں والے کہتے ہیں کہ ہم تو تیرا انتظار کر رہے تھے۔ آپ کو بات سمجھ آ گئی؟ اگر ایک کے ارادے میں دوسرے کا ارادہ شامل نہ ہو تو پریشانی رہتی ہے۔ تو ارادہ ہمیشہ شامل ہوتا ہے۔

سوال:

کیا یہ قبل از وقت پہچانا بھی جا سکتا ہے؟

جواب:

ہاں' یہ پہچانا جاتا ہے اور پہچاننے والے یہ پہچانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ

اب مجھے آواز آ گئی ہے' اب مجھے کوئی اور بلا رہا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ بندہ اپنے گھر سے تنگ آ گیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تنگ تو ہوں مگر مجھے کوئی اور بلا رہا ہے' مجھے کوئی دور کے دوست بلا رہے ہیں' کوئی اور مقام آ گیا ہے۔ تو انسان پہچان لیتا ہے۔ جب آپ کو اپنے ماحول میں تنگی ہو تو سمجھو کہ کوئی اور ماحول بلا رہا ہے ورنہ تنگی کیوں آئے۔ اور جس کو یہاں رہنا ہے اس کو تنگی نہیں آئے گی۔ تنگی کا مطلب ہی یہ ہے کہ کوئی نیا ماحول آپ کو پکار رہا ہے' کہیں اور سے آواز آ رہی ہے' جنگل' بیابان' بیلے تھل ______ اور بستی بلا رہی ہے۔ تو یہ دوسرا ماحول بلا رہا ہے۔ انسانوں کو قبل از وقت پتہ چل جاتا ہے۔ پتہ چل جانا چاہیے کہ میں کیا کر رہا ہوں' مجھے کیا ہو رہا ہے۔

سوال:

اگر وہ صاحبِ شعور ہوگا تو سمجھ آئے گی۔

جواب:

وہ صاحبِ شعور ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات جلدی سمجھ آ جاتی ہے اور بعض اوقات کوئی سمجھا جاتا ہے کہ یہ تم کیا کام کر رہے ہو' یہ تمہارا کام نہیں ہے۔ کئی دفعہ کسی مصروف آدمی کو کسی نے کان میں کہہ دیا کہ یہ کیا کر رہے ہو۔ آج کے انسان کی ٹریجڈی یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ وہ بڑا دانا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اگر اس کے ساتھ کوئی نیکی کرے تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ مجھ سے کوئی منفعت چاہتا ہے۔ مطلب یہ کہ اگر اس کے ساتھ فی سبیل اللہ نیکی کریں تو بھی وہ یہ توقع کرتا ہے کہ یہ میرا کوئی نقصان کرے گا۔ تو وہ کسی نیک نصیحت کو بھی نقصان کے انداز سے

سوچے گا کہ یہ جو میرے ساتھ نیکی کر رہا ہے یہ ضرور مجھے کوئی نقصان پہنچائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو کسی کی تحویل میں نہیں دیتا اور پھر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ پریشان رہتا ہے۔ اگر انسان اپنے آپ کو ماحول کی تحویل میں دے دے یا اللہ کی تحویل میں دے دے استادوں کی تحویل میں' گرو کی تحویل میں' بزرگوں کی تحویل میں دے دے تو وہ بچ جائے گا۔ تو اُسے پتہ چل جاتا ہے۔ وہ اُسے کہیں گے کہ یہ کام یوں ہے تو وہ کہے گا کہ ایسے ہی کر لو۔ بظاہر تو تم خوش نظر آ رہے ہو مگر اندر سے تم بالکل ٹوٹے پھوٹے ہو۔ خوشی جو ہے یہ سماج کا نقلی چہرہ ہے' کہتے ہیں کہ کیا حال ہے؟ کہتا ہے کہ بہت خوش ہیں۔ کیسے رہتے ہو؟ بہت اچھا جا رہا ہوں' اللہ کے فضل سے بچے بھی بہت اچھے ہیں۔ اور اندر سے سارا غم چھپا کے بیٹھا ہوا ہے۔ اب کوئی سننے والا ہو تو وہ بولے۔ اگر وہ کسی پہ اعتبار کرے تو وہ اس پہ راز کھولے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کا انسان اندر ہی اندر کینسر بنا جاتا ہے لیکن بات نہیں کھولتا۔ اگر کسی پہ اعتماد ہو تو بات کھلے۔ اس لیے کسی پہ اعتبار کرو اور اپنے آپ پہ بھروسہ کرو' اللہ پہ بھروسہ کرو۔ یہ ماحول ٹل جائے گا۔

سوال:

ایک بات سمجھ آ جاتی ہے لیکن پھر خیال آ جاتا ہے کہ شاید یہ غلطی ہو۔ یہ اضطراب کیوں ہے؟

جواب:

یہ جو وسوسہ آ جاتا ہے کہ شاید ایسا ہو یا کہ شاید ایسا نہ ہو تو اس کے لیے کہتے ہیں کہ پہلے ایک فیصلہ کر لو اور پھر چل پڑو۔ چلنا تو ضرور ہے آپ نے' دن تو

گزر جائے گا۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ تمہارے فیصلے Pending رہ جائیں۔ اگر کچھ نہیں بھی کرو گے تو ایک اور فیصلہ آنے والا ہے اور وہ میں نے پہلے بتایا تھا کہ Thy time is up and shut up ۔ مثلاً انسان چلا جا رہا ہے' سارے واقعات دیکھتا جا رہا ہے کہ یہ پھول ہیں' یہ باغ ہے' یہ اس کی سیر ہے ______ تو کر لو جو کرنا ہے کیونکہ اتنے میں آواز آنے والی ہے کہ تیرا وقت ختم ہو گیا۔ اس کے بعد خبردار! کوئی بھی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ فیصلے زندگی کے اندر ہی ہونے تھے۔ اب زندگی کا جو ٹائم ہے وہ اس کے اعلان آنے کی حد تک ہے اور جب اعلان ہو جائے گا کہ تمہارا وقت جو ہے وہ پورا ہو گیا اور فلاں بن فلاں روبرو حاضر ہو ______ تو تم روبرو حاضر ہو جاؤ گے۔ یہ نہ کہنا کہ مجھے تھوڑا سا کام کرنا تھا' کچھ کاغذات اور چابیاں ہیں' بچوں کو اکاؤنٹ بتانے تھے۔ تو وہ کہے گا کہ یہ تو بچے خود ہی کر لیں گے' وہ تم سے زیادہ دانا ہیں' فکر نہ کرو' تمہارا سارا مال اُڑا دیں گے جو تم نے سنبھال کے رکھا تھا' وہ سب ضائع کر دیں گے۔ اس لیے یہ کہو کہ اللہ کا فضل ہونا چاہیے ______

اور بولو ______ حسن صاحب آپ بولیں ______

سوال:

میں سُن رہا ہوں۔

جواب:

سُن تو رہے ہیں لیکن سوال بھی پوچھو ______ کوئی بات ______

سوال:

کوئی بات ہے ہی نہیں۔

جواب:

کیا ناراض ہو؟ یہ نصیحت یاد رکھو کہ اللہ اتنا غریب بھی نہیں جیسے تم سمجھ رہے ہو کہ اس سے تم خزانے مانگ لو اور وہ مائنڈ کر جائے۔ وہ دے گا۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے تمہارے گمراہ ہونے کا یقین نہ ہو تو میں شاید تمہارا مکان سونے کا بنا دوں۔ مگر اسے تمہارے گمراہ ہونے کا یقین ہے اور پھر ایک وقت آئے گا جب تم اللہ کے آگے جا کے چیخو گے کہ تم نے مجھے اتنا مال کیوں دیا کہ میں دوزخ میں آ پہنچا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ خود ہی فرماتے ہیں کہ مجھے تمہارے گمراہ ہونے کا یقین ہے' لہٰذا میں تمہارے مکان سونے کے نہیں بناتا۔ ورنہ وہ بنا دے تو اس کو کیا فرق پڑتا ہے۔ زمین کے خزانے بھرے پڑے ہیں' وہ اللہ تعالیٰ کے کام تو نہیں آنے۔ وہ خزانے استعمال ہونے ہیں۔ سونا زمین کے اندر رہے گا اور جو زمین میں دفن ہے وہ پھر چار سو سال کے بعد زمین سے نکل آئے گا۔ کہتے ہیں کہ زمین سے سولہ کلو گرام کا ایک ہار نکل آیا۔ اگر اب نہ نکلا تو مٹی کے اندر سے سونا پھر نکل آئے گا۔ تو زمین کی ہر چیز زمین کے اندر رہتی ہے۔ یہ بڑا امانت خانہ ہے۔ کہتے ہیں کہ امانت خانے سے تم کوئی چیز لے کے باہر نہیں جا سکتے۔ جا سکتے ہی نہیں کیونکہ پھر آپ کی ہڈیاں زمین میں جا کے مل جائیں گی۔ تو ہڈیوں کی فاسفورس' پھر نائٹروجن' پھر آکسیجن اور پھر وہی مٹی کی مٹی۔ تو واقعہ اُتنے کا اتنا ہی رہے گا۔ یعنی زمین کا ٹوٹل وزن وہی رہا جو پہلے تھا۔ تو تم یہاں سے لے کے کچھ نہیں گئے۔ تم

نے صرف Use کرنا ہے' کیا کرنا ہے؟ صرف استعمال کرنا ہے۔ تو جو اللہ تعالیٰ استعمال کرا رہا ہے اُسے استعمال کرو اور خوش ہو جاؤ' شکریہ ادا کرو۔ لے جانے کی تمنا جو ہے یہ گمراہی ہے۔ تم کہاں لے کے جاؤ گے؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اس کائنات کے اس اللہ سے تم کچھ چیز لے کے کسی اور اللہ کے پاس چلے جاؤ گے۔ یہ تو بے وقوفی ہے کیونکہ اللہ تو ایک ہی ہے' دوسرا اللہ کدھر سے آئے گا۔ دو اللہ تو ہو نہیں سکتے۔ یہ نہ کرنا کہ پہلا ایک تو سمجھ آیا نہیں اور دوسرے کا سوچنا شروع کر دو۔ ہمارے لیے ایک اللہ ہی کافی ہے۔ یہ نہ ہو کہ دو اللہ بنا لو' تین اللہ بنا لو' Trinity بنا لو یعنی وہ جو Holy Trinity ہے۔ ناں! ہمارے لیے ایک اللہ کافی ہے۔ کنفیوژن سے بچو اور یہ دیکھو کہ کون سا اللہ ہے' اللہ ہمارے لیے وہ اللہ ہے جو اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ ہے۔ ہمیں اور پتہ نہیں ہے۔ جیسا اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہمارے لیے وہ اللہ ہے۔ تو ہم خدائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں۔ بس یہ کافی بات ہے۔ یہاں سے کیا کوئی چیز لے جانی ہے؟ نہیں لے جانی' نام بھی نہیں لے جانا' واقعہ کوئی بھی نہیں لے جانا' پیسہ بھی نہیں لے جانا' ہر چیز یہاں پڑی رہ جائے گی۔ خزانہ دیتے ہوئے اللہ کو کوئی کمی نہیں ہے' وہ دے سکتا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ پہلے اس سے اصلاح مانگو اور نیکی مانگو بلکہ خود آپ نیکی کرو اور وہ دین کے حساب سے ہو۔ اگر وہ خزانے دے دے تو اللہ کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ جس کو چاہے عطا کر دے۔ بس اللہ تعالیٰ کو تسلیم کرو کہ وہ پالنے والا ہے۔ اس کو تم پالنے والا مانتے نہیں ہو اور مانگتے اس سے ہو۔ تو وہ کیسے دے۔ تم سمجھتے ہو کہ ہمارا بازو پالنے والا ہے' ہم اپنے آپ کو

پالنے والے ہیں' ہم بنانے والے ہیں اپنے آپ کو' ہم رزق بنائیں گے۔ اگر اس کو پالنے والا مان لو تو پھر اسی سے مانگو' پھر سارے دعوے ختم ہو جائیں گے اور صرف عاجزی کا دعویٰ رہ جائے گا۔ تم تو کاری گر آدمی ہو' آج یہ سکیم بناتے ہو' کل وہ سکیم بناتے ہو' پرسوں کوئی اور سکیم بناتے ہو۔ سکیمیں بنانے والا اللہ کے رازق ہونے میں شک کر رہا ہے۔ وہ رازق ہے اور جان کا رازق ہے' آپ ایک جگہ بیٹھ جاؤ تو وہ دے گا اور ضرور دے گا' اچھی طرح سے دے گا۔ اپنے آپ کا خیال رکھو ______

اور کوئی سوال ______ ضمیر سے کہو کہ وہ سوال پوچھے ______

سوال:

اگر انصاف کرنے والے ظلم کرنا شروع کر دیں تو پھر ______

جواب:

پھر ان کی باز پرس تم سے نہیں ہو گی۔

سوال:

پھر انصاف کہاں سے ملے گا؟

جواب:

یہ جو انصاف کی بات کر رہے ہو تو ان کی باز پرس تم سے نہیں ہو گی لیکن اب تم مظلوم ہو گئے اور مظلوم کی دادرسی اللہ کے سوا اور کسی کے پاس نہیں۔ مظلوم ہونا شہادت کے درجات میں ہے۔ تو مظلوم ہونا شہیدوں کا فیض ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی شہید کی تم پر نگاہ ہے کہ تمہیں مظلوم بنا دیا گیا۔ یہ فیض ختم نہ کرنا

اور نہ اسے بیچتا۔انسان اسے کب بیچتا ہے؟ جب وہ مظلوم ہونے کی داستان سناتا ہے کہ مجھ پر اتنا بڑا ظلم ہوا' مجھ پر شہر تنگ کر دیا گیا' پھر ایک اور واقعہ ہو گیا۔تو یہ تنگی کی داستان اور مظلوم ہونے کی داستان بیان کرنے والا اللہ کے پاس سے شہادت کی سند نہیں لے گا۔شہادت یہ ہوتی ہے کہ ایسا مظلوم جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق یا اس کے کسی شعبے کے لیے قربانی دے جائے۔تو وہ مظلوم جو ہے شہید ہوتا ہے۔وہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتا ہے۔تو مظلوم جو ہے وہ اپنے مظلوم ہونے کی داد نہ پائے۔پھر یہ بڑی برکت کی بات ہے۔اللہ جاننے والا ہے اور جانتا ہے اور وہ انصاف کرنے والا ہے۔انصاف کرنے والے یہ شعبے نہیں ہیں جن کو تم عدالتیں کہتے ہو۔بس خاموشی سے چلتے جاؤ۔اللہ پر تیرا سب حال آشکار ہے۔اور جو تجھ پر کوئی ظلم کرتا ہے وہ اس پر سب آشکار ہے۔تجھ پہ اپنا حال آشکار نہیں ہے۔تم کہتے ہو کہ میں بڑا مظلوم ہوں کہ اُس نے میرے کان پھاڑ دیئے۔ جب کل اللہ تمہارے کانوں میں بالے لٹکائے گا تو پھر تو کہے گا کہ یہ تو بہت اچھا ہوا تھا کہ کان پھاڑے گئے اور اب ان میں سونا لگایا گیا۔تو پہلے پتہ نہیں چلتا کہ کیا واقعہ ہے اور جب سند آتی ہے تو پھر پتہ چلتا ہے کہ مظلوم ہونا کتنا اچھا تھا_____

اور کوئی بات ہو تو بولو_____حسن صاحب بولیں_____کوئی بھی بات_____

سوال:

''اللہ کی ہر روز نئی شان ہے''اس کا ترجمہ یہ بتایا جاتا ہے کہ اللہ کو ہر روز

کوئی نیا کام ہوتا ہے ______

جواب:

اس کو فقراء جلوہ غنی کہتے ہیں کہ وہ ہر روز اپنے نئے جلوے سے ہے جلوہ آرہا ہے۔ اگر آپ ہر وقت مصروف رہتے ہو' مصروف رہو تب بھی جلوہ ہے۔ ہر روز نیا جلوہ اور نئے نئے رنگ اس کے ہیں۔ تو فقراء کو وہ رنگ نظر آتے ہیں اور ہم اللہ کے کام کو رنگ کہتے ہیں کہ اس کا نیا رنگ ہے' نیا واقعہ ہے۔ اب یہ جو دن ہے اللہ کے ہاں پتہ نہیں کیسا دن ہے' وہ دن کتنے دنوں کا ہے جو اللہ کا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ اللہ اپنے بارے میں کہہ رہا ہے۔ اللہ کے کلام کی یہ خوبی ہے کہ اپنے آپ کو وہ "هُوَ" کہتا ہے یعنی وہ ______ کہ "ہر روز وہ ایک نئی شان میں ہے"۔ تو وہ اپنے آپ کو "وہ" کہتا ہے کہ ہر روز وہ ایک نئی شان میں ہے۔ اب وہ اپنے آپ کو "وہ" کب کہتا ہے' یہ بھی ایک راز ہے۔ "هو الله" کہتا ہے یعنی وہ اللہ۔ هو الله الخالق البارى وہ اللہ جو خالق اور باری ہے۔ کہہ کون رہا ہے؟ اللہ آپ کہہ رہا ہے اللہ خود ہی فرما رہا ہے۔ وہاں پر "میں اللہ" نہیں کہتا۔ کبھی کبھی کہتا ہے کہ "ہم" وانا له لحفظون اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ نحن اولياء كم فى الحيوة الدنيا ہم تمہاری دنیا میں تمہارے ولی ہیں' تم سے محبت کریں گے۔ تو کبھی وہ "ہم" کہتا ہے' کبھی "هو" کہتا ہے' کبھی اپنے آپ کو "انا" کہتا ہے۔ بس یہ کہانی ہے راز کی۔ اس کو سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں کتنی ضمیریں استعمال کی ہیں۔ "میں" "ہم" اور "ہم دونوں" کیونکہ "نحن" کے دونوں معانی ہیں "ہم دونوں" بھی اور "ہم

سب" بھی ______

اب دُعا کریں یا کسی کے ذہن میں کوئی اور بات ہے؟

سوال:

لوگ کہتے ہیں کہ اگر روٹی کے ٹکڑے راستے میں گرے ہوں تو انہیں اُٹھا کے ایک طرف رکھ دیں تو اس سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔

جواب:

یہ ٹھیک بات ہے کہ اگر وہ ٹکڑے راستے میں گرے ہوئے ہوں تو انہیں ایک طرف رکھ دو۔ یہ ٹھیک بات ہے۔ دیوار کے ساتھ رکھ دو' کسی قبرستان میں پھینک دو' کسی اور جگہ پھینک دو۔ اس سے رزق میں یوں اضافہ ہوگا کہ اُسے پرندہ کھا جائے گا یا چیونٹی کھا جائے گی۔ پرندہ اور چیونٹی جب رزق کھا جائے تو وہ دُعا کرتے ہیں کہ یا اللہ جس نے ہمیں کھلایا اُس کے رزق میں اضافہ کر۔ بات سمجھ آئی آپ کو؟ اس لیے جب رزق میں کمی آ جائے تو دانہ چیونٹیوں کے بلوں میں لے جاؤ۔ صبح صبح کبھی باغ میں جاؤ تو دیکھو گے کہ کچھ لوگ دانہ لے کے آتے ہیں اور گلہریوں کو ڈالتے ہیں' چڑیوں کو ڈالتے ہیں۔ پھر چڑیاں' چیونٹیاں اور گلہریاں وہ کھا جائیں گے۔ تو وہ دُعا کرتے ہیں۔ جب چڑیاں چہچہاتی ہیں تو اصل میں یہ دُعا کرتی ہیں۔ چہچہانا جو ہے یہ گانا ہے۔ اگر چڑیاں چہچہاتی رہیں تو برکت ہی برکت ہے' مبارک ہی مبارک ہے۔ پالنے والے کا رزق ختم نہیں ہوتا۔ کیسے ختم ہو سکتا ہے کیوں کہ وہ تو پالنے والا ہے' اس نے تو لنگر چلا دیا ہے۔ تو رزق کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ جب تک ماں پالنے والی ہے بچے کے لیے اس کا رزق

کبھی ختم نہیں ہوگا' دودھ ہی دودھ ہوگا۔ تو راز یہ ہے کہ رازق کا رزق کیسے ختم ہو؟

اور کوئی بات پوچھو ______ ذہن میں کوئی بات ہو تو ______ نہیں ہے؟

پھر دُعا کرو ______ اللہ تعالیٰ سب کی زندگی آسان بنائے اور خیریت ہو۔

صلی اللّٰہ تعالیٰ علٰی خیر خلقہٖ و نور عرشہٖ سیدنا ومولٰنا حبیبنا و شفعینا محمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین ______

آمین! برحمتک یا ارحم الرّٰحمین

1 نماز کوئی ہاتھ چھوڑ کے پڑھتا ہے اور کوئی ہاتھ باندھ کے ____ اس میں اتنا تضاد کیوں ہے؟

2 سر! معجزے اور کرامت میں کیا فرق ہے؟

3 آپ کی اجازت سے میں اپنے بیٹے کا سوال کرتا ہوں کہ یہاں پر جو لوگ بدعملی کرتے ہیں ان کو یہاں پر سو فی صد سزا نہیں ہوتی اور وہ یہ بھی اُمید رکھتے ہیں کہ قیامت کے دن رحمتِ الٰہی کے سہارے بخشے جائیں گے ____

4 کیا دعا تقدیر کو بدل سکتی ہے؟

5 صوفیاء کرام کے جو سلسلے ہیں ان میں ذکر کرایا جاتا ہے لیکن کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ ہندوؤں سے لیا گیا ہے

____

6 وہ کہتے ہیں کہ انگریزوں نے مسلمانوں کو "اللہ ہو" پہ لگا دیا ہے تاکہ وہ اس میں لگے رہیں اور ہم لوگ لڑتے رہیں اور فتح کرتے رہیں۔

7 یہ جو قرآن مجید کی موجودہ ترتیب ہے کیا نزولی بھی یہی ہے۔

8 اسلام میں طرزِ حکومت کا کیا تصوّر رہے؟

9 کہتے ہیں کہ مجذوب بااختیار رہوتا ہے، وہ جو کہتا ہے بات بن جاتی ہے۔

10 جب دین مکمل ہوا تھا تو بڑا اچھا تھا مگر بعد میں تباہ ہوتا گیا۔

سوال:

نماز کوئی ہاتھ چھوڑ کے پڑھتا ہے اور کوئی ہاتھ باندھ کے ____ اس میں اتنا تضاد کیوں ہے؟

جواب:

اس میں تضاد نہیں ہے بلکہ یہ ٹھیک ہے۔ نماز کے اندر انسان کی تمام حالتیں حالتِ نماز ہی کہلاتی ہیں۔ اس بات پہ آپ غور کریں کہ جو انسان نماز پڑھ رہا ہے اس کی ہر حالت' حالتِ نماز ہے' سجدہ ہے تو سجدہ بھی نماز ہے' رکوع بھی نماز ہے' قیام بھی نماز ہے' ہاتھ باندھ کے بھی کھڑا ہوا ہے' ہاتھ چھوڑ کے بھی پڑھتا ہے اور زمین پر بیٹھا ہوا بھی ہے ____ تو یہ سب نماز ہی ہے۔ اب آپ یہ دیکھو کہ جس شخص نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حالتِ نماز دیکھی تو اس نے کہا کہ میں نے انہیں ہاتھ باندھ کے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے' راوی بھی مستند ہے' تو ایسے ہی ہو گا' مستند ہو گا۔ اب اس پہ کوئی بحث نہیں کیونکہ یہ Past ہے اور روایت سے آ رہا ہے اور دونوں راوی معتبر ہیں کہ ہاتھ باندھے دیکھا ہے یا ہاتھ چھوڑ کے دیکھا ہے۔ تو ہاتھ باندھو تو صحیح ہے اور ہاتھ چھوڑ و تو صحیح ہے۔ مطلب یہ

کہ دونوں حالتیں دیکھی گئی ہیں' مدعا تو بندے کا عبادت میں جانا ہے۔ یہ جو فرق آپ کہہ رہے ہیں یہ تضاد نہیں ہے۔ اگر آپ کے اندر وحدتِ کردار یا وحدتِ عمل آ جائے تو پھر ایک گروہ کے ساتھ چل پڑیں۔ بات اللہ کے دربار میں پہنچنے کی ہے۔ دیکھنے والوں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں حالتوں میں دیکھا ہے۔ تو ایسے ہوگا۔ یہ حکم نہیں ہے کہ ہاتھ باندھو یا ہاتھ چھوڑو بلکہ نماز کو ادا کرنے کا حکم ہے۔ چونکہ آپ Past میں جا رہے ہیں تو لازمی بات ہے کہ کسی روایت کے ذریعے جائیں گے یا کسی سند کے ذریعے جائیں گے کیونکہ Past تو مشاہدہ نہیں ہے۔ آپ کو کسی معتبر نے کہا کہ روایت یہ ہے کہ ہاتھ باندھو تو آپ ہاتھ باندھ لیں۔ جس نے ہاتھ کھولے ہوئے ہیں اُسے چھوڑ دو۔ اگر کوئی آمین باآوازِ بلند کہہ رہا ہے تو اُسے کہنے دو اور جو باآوازِ بلند نہیں کہتا وہ نہ کہے۔ جب آپ کے ہاں ایک قوم بن جائے' ایک خلیفۃ المسلمین بن جائے' اور وہ جو امر کرے اس کو مان لو۔ بہر حال یہ چیز ملتِ اسلامیہ میں چلی آ رہی ہے' تراویح میں تعداد کے حساب سے فرق چلا آ رہا ہے' اس میں روایتوں کے مطابق آٹھ بھی ہیں' دس بھی ہیں' بیس بھی ہیں۔ انہیں چلنے دو۔ اس بات کا فرق نہیں ہے بلکہ فرق یہ ہے کہ آپ مانتے ہیں کہ نہیں مانتے۔ جو اللہ کا باآوازِ بلند ذکر کر رہا ہے یا خفی ذکر کر رہا ہے' یہ دونوں حالتیں صحیح ہیں اور لڑائی کرنے کے لیے دونوں حالتیں کافی ہیں۔ ایک آدمی جلی ذکر کر رہا تھا' بلند آواز سے اللہ ہو کر رہا تھا تو دوسرے نے کہا کہ کیا تیرا اللہ کہیں گم ہو گیا ہے جسے اتنی زور سے پکار رہا ہے' وہ تو تیرے پاس ہی ہے' آہستہ بول ____ تو دونوں حالتیں صحیح ہیں' صرف Sincerity کی بات ہے۔ جو

صرف دیکھنے والا ہے اُسے جھگڑا نظر آئے گا اور جو عمل کرنے والا ہے اس کو دونوں حالتیں صحیح نظر آئیں گی۔ آپ عمل کرنے والے نہیں۔ اگر صرف دیکھو گے تو تضاد نظر آئے گا اور عمل کرو گے تو تضاد نظر نہیں آئے گا۔ تو صرف دیکھنے والے کو مسلمانوں میں بڑا تضاد نظر آئے گا مگر عمل کرنے والے کے لیے کوئی تضاد نہیں ہے۔ کیا شیعہ کافر ہوتا ہے؟ کیا سُنی کافر ہوتا ہے؟ کوئی کافر نہیں ہوتا بلکہ یا تو Sincere ہوتا ہے یا Insincere ہوتا ہے جو Insincere ہوتا ہے وہ بڑا ہی جھوٹا ہے اور Sincere آدمی مخلص آدمی بڑا ہی صحیح ہے۔ تلفظ کی بھی کوئی خاص بات نہیں ہے' آپ کا جیسا بھی تلفظ ہے وہ Sincerely ادا کرو۔ آپ پتہ نہیں کہ حلق سے تلفظ نکال سکتے ہیں کہ نہیں' عربی بھی صحیح نہیں بول سکیں گے۔ لفظ ''عربی'' نہیں بلکہ ''عَـرَبِـی'' ہے۔ یہ بھی نہیں بول سکیں گے۔ اس لیے آپ اپنے ساتھ تھوڑی رعایت کریں اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں۔ پہلے آپ کو اس شخص میں تضاد نظر آئے گا' پھر آپ کہیں گے کہ یہ شخص جھوٹا ہے جو نماز ادا کر رہا ہے۔ پھر کہیں گے کہ میں نماز ادا کرنے گیا تو وہاں جوتا چوری ہو گیا' وہاں اچھے لوگ نہیں ہوتے۔ اس طرح وہ نماز چھوڑ دے گا۔ یہ سارے فارمولے نماز چھوڑنے سے پہلے کے ہیں' کہ پہلے تضاد دیکھو' پھر فرق دیکھو' پھر اپنی طبیعت کی ناسازی دیکھو اور پھر نمازیوں کا غلط Behaviour دیکھو۔ پھر وہ گمراہ ہو جائے گا۔ سب ٹھیک ہے' لگے رہو' ہاتھ باندھ کے نماز پڑھو یا کہ کھول کے پڑھو لیکن نماز ضرور پڑھو۔ جیسے بھی ہو سکتا ہے نماز قائم کرو' ایک خاص وقت پر ایک خاص جگہ اکٹھے ہو جاؤ! That's all ____ آمین بآوازِ بلند کہنی ہے تو کہو'

آہستہ کہنی ہے تو کہو' نماز تو پڑھو۔ تو یہ سوالات جو ہیں وہ گمراہی سے پہلے پیدا ہوتے ہیں۔ ان سوالات کو پیدا نہ ہونے دیا کرو۔ پہلے وہ پوچھے گا کہ جنگِ جمل کیا تھی؟ اب وہ شروع ہو گیا' وہاں سے چلتے چلتے وہ کہے گا کہ تم یزیدی لوگ ہو' ہم حسینی لوگ ہیں۔ نہ تم نے یزید کو دیکھا اور تم نے حسینؓ کو دیکھا۔ آج دیکھو کہ کیا تم اللہ کو مانتے ہو؟ قرآن پاک کو مانتے ہو؟ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہو؟ کیا مسلمانوں کی کوئی عبادت ہونی چاہیے؟ کیا تین نمازیں کر دیں؟ لوگ یہ غلط بات کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ پنجابی میں نماز ادا کر لیں۔ لیکن یہ ٹھیک نہیں ہے۔ تو جیسے ہے ویسے چلنے دو۔ کیا ہاتھ باندھنے والے کو خدا نزدیک نظر آیا اور کیا ہاتھ کھولنے والے کا اللہ دور ہو گیا۔ یہ ساری خلوص کی باتیں ہیں۔ کچھ لوگ نفلی طور پر اللہ کو رو رو کے یاد کر رہے ہوتے ہیں' اور کچھ لوگ اور طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے آگے سے دوسرا آدمی گزر گیا۔ اس نے کہا کہ بھائی دیکھو تم آگے سے گزر گئے ہو' کیا بات ہے۔ اس آدمی نے کہا کہ مجھے تو پتہ نہیں ہے' تم نماز پڑھ رہے تھے کہ کیا کر رہے تھے' تم نماز پڑھ رہے تھے کہ مجھے دیکھ رہے تھے۔ مدعا یہ ہے کہ اگر مجنوں اپنی لیلیٰ کو دیکھ رہا ہو تو وہ ذبح ہو جائے تو اُسے پتہ نہیں چلے گا کہ کیا ہوا ہے۔ آپ اللہ کی طرف محویت سے چلو۔ وہ ہاتھ بندھوائے گا یا پھر کھلوائے گا۔ وہ جو چاہے گا کرے گا۔ آپ بتائیں کہ آپ ہاتھ باندھتے ہیں کہ کھولتے ہیں؟ آپ کیا کرتے ہیں؟

سوال:

میں تو باندھتا ہوں۔

جواب:

تو ہاتھ باندھے رکھو۔ ہاتھ باندھنے والا زیادہ تابعدار ہوتا ہے یا کہ ہاتھ کھولنے والا؟

سوال:

ہاتھ باندھنے والا۔

جواب:

تو ہاتھ باندھے رکھو۔ ایک آدمی اگر کسی کے پاس گھٹنے کے بل بیٹھتا ہے' ادب سے کہتا ہے کہ آپ حکم فرمائیں مگر وہ اندر سے گستاخ ہوسکتا ہے۔ آپ سیاسی جماعتوں کو دیکھیں' وہاں نمبر ٹو ہمیشہ باغی ہوتا ہے' ہمیشہ نہ کہیں تو عام طور پر وہ باغی ہوتا ہے۔ سیاسی جماعتوں میں نمبر ایک تو لیڈر رہوتا ہے یعنی سپہ سالار۔ اس کے علاوہ جو دوسرے ہوتے ہیں نمبر ٹو لوگ' وہ عام طور پر باغی ہوتے ہیں۔ تسلیم کرنے کے بعد تردید کرنے والا نہ ادھر کا رہا اور نہ ادھر کا رہا۔ مولانا مودودی صاحب کے ہاں ڈاکٹر اسرار' امین احسن اصلاحی اور کوثر نیازی نکل آئے۔ ان میں ایک اپنے لیڈر کو ابا جان کہتے تھے۔ ایوب صاحب آپ کے ملک میں پریذیڈنٹ ہوتے تھے' ان کے زمانے میں ایک فارن منسٹر ہوتے تھے جو ان کو ڈیڈی کہتے تھے۔ پھر جب وہ فارن منسٹر خود بادشاہ بنا تو اس نے ایوب صاحب کو ٹھوکر ماری' بوٹ کی ٹو ماری۔ پھر دیکھ لو کہ اس کو کیا سزا ہوئی۔ محسن کے ساتھ بے وفائی کرنے والا برباد ہو جاتا ہے۔ پھر ایک اور لیڈر ہوتے تھے جو کہتے تھے کہ میں نے سیاست بھٹو صاحب سے سیکھی ہے' ان مردِ مجاہد سے سیکھی ہے' بس یہی

اِک انسان ہے ــــــ پھر بعد میں ان سے لڑائی۔ وہ بھی جیل میں اور یہ بھی جیل میں۔ تو محسن سے بے وفائی کرتے ہوئے اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ یعنی کہ اکثر نمبر ٹوتھری یا فور باغی کے باغی نکلے۔ وہ کیا کرتے تھے؟ وہ یہ دیکھتے رہتے تھے کہ کب اس کی آنکھ بند ہو گی۔ جو لوگ Ambition کے لیے' اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے اور ذاتی غرض کے لیے کسی کی اطاعت میں داخل ہوتے ہیں وہ ہمیشہ نامراد ہوتے ہیں۔ دین میں جو لوگ اللہ کی رضا کے لیے داخل ہوئے وہ پھر ہمیشہ رہے اور کبھی باغی نہیں ہوئے۔ ''اللہ'' ایک ایسا اسم ہے جو ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اگر کوئی پیغمبر پردہ فرمالیں تو اللہ پھر بھی قائم ہو گا۔ تو اللہ تو ایسا ہے۔ اس لیے ایسی Sincerity کے لیے کوئی بغاوت نہیں ہے۔ اس میں کوئی طوائف الملوکی نہیں ہے۔ ورنہ عام طور پر آپ جس آدمی کو دیکھیں گے اس کا نمبر ٹو باغی ہو گا۔ وجہ کیا ہے؟ کیونکہ خلوص نہیں ہے اخلاص نہیں ہے۔ اخلاص اس لیے نہیں ہوتا کیونکہ لوگ اپنے مقصد کے لیے کسی کے ساتھ جا کے شامل ہوتے ہیں۔ اگر ان کا مقصد پورا ہو جائے گا تب بھی اسے چھوڑ دیں گے اور اگر مقصد پورا نہیں ہو گا تب بھی اُسے چھوڑ دیں گے۔ تو جس کا مقصد پورا ہو جائے وہ کہے گا کہ کام ہو گیا ہے' اب کیا ضرورت ہے اور جس کا مقصد پورا نہ ہوا وہ کہے گا کہ اس کا کیا فائدہ' مقصد تو پورا نہیں ہوتا۔ تو وہ بھی باغی کا باغی ہو گا۔ لہٰذا وہ لوگ جو اللہ کو کسی کام کے لیے مانتے ہیں اگر ان کا کام ہو جائے تب بھی اللہ کو چھوڑ دیں گے اور کام نہ ہوا تب بھی اللہ کو چھوڑ دیں گے۔ اللہ کو صرف کام کے لیے نہ مانا کرو بلکہ کہو کہ وہ کرتا ہے تو کرے اور نہیں کرتا تو نہ کرے' ہم اس کو مانتے چلے جائیں گے۔ اللہ کا ہمیں یہ

پتہ چلا ہے کہ جس پہ خوش ہوتا ہے اس کو بھی مار دیتا ہے اور جس پر خوش نہیں ہوتا اس کو بھی مار دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ یہ کام ضرور کرتا ہے کہ جس پہ راضی ہے اُسے کہتا ہے کہ تو آ جا اور جس پہ راضی نہیں ہے اُسے بھی کہتا ہے کہ تو بھی آ جا۔ تو اس کے کام ایسے ہیں۔ موسیٰ نے اللہ سے عرض کی کہ حکم فرمائیں کہ کیا کیا جائے۔ اللہ نے کہا کہ فرعون سے بات کرو، اس کو ہماری طرف Dispatch کرو، روانہ کرو۔ موسیٰ نے پوچھا کہ پھر اس کے بعد کیا کیا جائے؟ اللہ نے کہا کہ پھر آپ بھی آ جاؤ۔ بس کھیل ختم ہو گیا۔ تو پہلے اس کو میرے پاس بھیجو اور پھر خود بھی آ جانا کیونکہ تُو تو اپنا ہے، ماننے والا ہے۔ تو قاتل اور مقتول دونوں ہی روانہ ہو جائیں گے۔ یہ کھیل ہی ایسا ہے

ستم ہے جور ہے یعنی غضب ہے
میرے قاتل کا رب میرا بھی رب ہے

تو آپ اللہ کو ذرا دھیان سے مانو۔ اللہ کے کام اللہ کرے اور اپنے کام آپ خود کرو۔ تم جب اللہ کی طرف سے کام کرنے لگ جاتے ہو تو غلطی کر جاتے ہو۔ کرتے یہ ہو کہ اپنے کام اللہ کے حوالے کر دیتے ہو اور اللہ کے کام خود شروع کر دیتے ہو۔ اللہ سے کہتے ہو کہ یا اللہ اس کو مار، اس کو فی النار کر، اس کو تباہ کر دے، اور فلاں کو خوش حال کر دے، اس کو امیر کر دے، اُس کو غریب کر دے۔ کیا اللہ صرف تمہارے کام کرنے کے لیے بیٹھا ہوا ہے۔ یہ نہیں کہتے کہ اے اللہ مجھے حکم فرما کہ میں کیا کروں۔ بس یہ اپنی طرف سے اللہ کو ٹیلی کمیونی کیشن کرتا رہتا ہے، خود اللہ سے Dictation نہیں لیتا بلکہ اُسے دیتا ہے۔ ایسی دعا نہ کرو جس میں

آپ اللہ کو Dictation دیتے ہیں۔ دعا یہ ہے کہ اگر تو اللہ جانتا ہے، پھر کہنے کی ضرورت نہیں اور اگر نہیں جانتا تو پھر کس کو کہنا ہے۔ اس لیے

غالب نہ کر حضور میں تو بار بار عرض
ظاہر ہے تیرا حال سب ان پر کہے بغیر

جب تیرا حال ظاہر ہے تو پھر اب کیا کہتے جا رہے ہو۔ کوئی مولوی صاحب یہ کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے بیماری کی دعا کے لیے کہا ہے ان کی بیماری ٹھیک ہو جائے۔ اب یہ اُس آدمی سے کہہ رہا ہے، اللہ سے نہیں کہہ رہا۔ پھر کہے گا کہ اس کے حالات درست ہو جائیں۔ اس طرح وہ اعلان کرتا جاتا ہے۔ تو دعاؤں کو اس طرح مانگنا کہ لوگوں کی تسلی ہو جائے یہ جھوٹ ہے۔ وہ صرف تسلی کرانے کے لیے دعا مانگتے ہیں یعنی گمراہی کا سہارا ڈھونڈتے ہیں کہ کام بھی نہ کرے، پھر بھی مہینے کے بعد تنخواہ مل جائے، چاہے دفتر نہ جائے، نہ دوکان Attend کرے، نہ کاروبار کا خیال کرے ____ مگر اللہ تعالیٰ اس کا کام درست کرتا جائے۔ یہ مسلمانوں سے زیادتی کی بات ہے۔ اس کا نظام تو کافر کے پاس بھی ہے، نہ ماننے والے کے پاس بھی ہے، وہ اپنے کارخانے کو چلاتے جا رہے ہیں اور آپ صرف دعائیں کرتے جائیں، اپنا کاروبار تعویزوں پہ چلاتے جائیں۔ کہتا ہے کہ اگر کارخانہ بند ہو گیا ہے تو تعویز نمبر چار لگا دو اب کارخانہ چل پڑے گا۔ مگر یہ کیسے چل پڑے گا، تم مستری بلاؤ، کارخانہ ٹھیک کرو، اپنے واقعات درست کرو، کوئی انجینئر بلاؤ۔ مگر تم کہتے رہتے ہو کہ دعا کریں کہ کارخانہ چل پڑے لیکن دعا کرنے والے کا اپنا کارخانہ ہوتا ہی نہیں ہے۔ کیا وہ کوئی مکینک ہے۔ ایک آدمی نے کسی

کودعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بادشاہ بنادے۔ساتھ ہی ایک سننے والے نے کہا کہ یہ بادشاہ بن گیا تو تم اس کے کیا بنو گے' کیا اس کے وزیر بنو گے' اس کے ماتحت بنو گے' رعایا بنو گے؟ تم یہ کیا دعا کرتے جارہے ہو' یہ قادرالکلامی کیا ہے؟ اس لیے اللہ کے کام اللہ پر ہی چھوڑ دو۔ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے والوں کو اللہ کے رُوبرُو رہنے دو' ہاتھ کھلا رکھنے والوں کو بھی اللہ کے رُوبرُو رہنے دو' شیعہ کو اس کی عاقبت کے حوالے کرو اور سنی اپنی عاقبت کا انتظام کرے۔ آپس میں کیوں جھگڑتے ہو؟ شیعہ اور سنی کو اللہ جانے اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جانیں' تم اپنا عمل کرتے جاؤ

تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

اپنا تو پتہ نہیں ہوتا' دو دن نماز پڑھتا ہے اور پھر دوسرے کو کہنے لگ جاتا ہے کہ کل تم نماز پہ نہیں آئے۔ وہ کہتا ہے کہ ہاں میں نہیں آسکا تھا۔ تو یہ کہتا ہے کہ تم مارے جاؤ گے' برباد ہو جاؤ گے' اللہ تمہیں تباہ کر دے گا۔ نہ اس شخص کے حالات کا پتہ ہوتا ہے' نہ اس کے خیالات کا پتہ ہوتا ہے' وہ بے چارہ ہسپتال جاتا ہے' اس وقت ہسپتال کے لیے اُسے پریشانی ہوتی ہے اور یہ اس پہ نماز نافذ کرتے جاتے ہیں اور اس کی مدد نہیں کرتے۔ بس صرف فتویٰ دے دیتے ہیں اور اس بھائی کو مدد نہیں دیتے۔ تو یہ ہے تمہاری حالت کہ تم اس کی مدد نہیں کرتے بلکہ فتویٰ دیتے جاتے ہو۔ اس لیے تم میں اہل سنت والجماعت ہوتے ہیں' بریلوی ہوتے ہیں' دیوبندی ہوتے ہیں' اہل قرآن' اہل حدیث اور اہل فقہ ہوتے ہیں ـــــ جب تک نیت صاف ہے سارے ہی ٹھیک ہیں۔ اچھا مومن بہت اچھا ہوتا ہے' اچھا

کافر جو ہوتا ہے وہ کم بے ایمان ہوتا ہے۔ اس لیے کہتے ہیں کہ کافر اچھے نہ رہے' اس لیے مومن بھی اچھے نہ رہے۔ جب کافر طاقت ور ہوتا تھا تو مومن بھی طاقت ور ہوتا ہے۔ کافر بھی اچھے ہوتے تھے اور مومن بھی اچھے ہوتے تھے۔ آپ کو صلاح الدین ایوبی اور رچرڈ کا واقعہ یاد ہوگا۔ صلاح الدین ایوبی ایک مسلمان جرنیل تھا' اس کا جو دشمن تھا یعنی رچرڈ' وہ بیمار ہو گیا۔ یہ صلیبی جنگوں کا واقعہ ہے۔ صلاح الدین ایوبی حکیم کا بھیس بدل کر رچرڈ کے پاس چلا گیا اور اس کا علاج کیا۔ رچرڈ اسے پہچان گیا کہ یہ تو وہ ہے۔ اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ صلاح الدین ایوبی نے کہا تیرے بغیر لڑائی کا لطف نہیں آتا' تُو ٹھیک ہو جا تو پھر لڑائی کریں گے۔ اور تم لوگ دشمن کو دعا سے مارنے کی کوشش کرتے ہو اور کہتے ہو کہ اللہ کرے جرمنوں کی توپوں میں کیڑے پڑ جائیں۔ ان میں کیڑے نہیں پڑتے' بس تم اپنی توپ کو طاقت ور بناؤ۔ دشمن کو رہنے دو' وہ جتنا طاقت ور ہوگا تم اتنے ہی طاقت ور ہو گے۔ اس لیے تم دھیان کرو اور مومنوں کے نقائص نہ نکالا کرو۔ یہ نہ کہنا کہ وہ شخص ایسے ہی بن رہا ہے اور ماتھے پہ نشان ڈالا ہوا ہے۔ اس کا نشان جانے اور اللہ جانے "تُو" کون ہے۔

دراصل ایسا کہہ کے وہ اپنی گمراہی کی تسکین کر رہا ہے۔ ایسا شخص کہتا ہے کہ یہ سب گمراہ ہیں' مولوی بنے ہوئے ہیں مگر یہ سب گمراہ ہیں۔ یہ اصل میں اپنی گمراہی کو Cover کر رہا ہے۔ اس لیے اپنے آپ پر مہربانی کرو اور دوسرے کے معاملے میں بالکل دخل نہ دینا۔ صرف اپنے معاملات میں دخل دینا کہ تمہارا کیا حال ہے۔ دوسرے کا باطن نہ دیکھ بلکہ اپنا باطن دیکھ۔ یہ نہ سوچو کہ اس کے جی

میں کیا ہے بلکہ یہ دیکھو کہ تمہارے اندر کیا ہو رہا ہے۔ اس لیے اپنے آپ کو دیکھو۔ ہاتھ کھول کے یا ہاتھ باندھ کے' نماز ضرور پڑھا کرو' اللہ کی طرف رجوع کرو' اور کہو کہ یا اللہ مہربانی فرما' جیسے بھی ہیں تیرے بندے ہیں' ٹھیک ہیں۔ دونوں صحیح ہیں۔ ان میں فرق نہ ڈالو' پہلے ہی بڑا فرق ہوا پڑا ہے۔ میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا تھا کہ اللہ کے نام پر جھگڑا کریں گے' اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جھگڑا' صحابہ کرامؓ کے نام پر جھگڑا' اولیائے کرام کے نام پر جھگڑا کریں گے۔ کہتا ہے تم قادری لوگ ہو لیکن چشتی کی کیا بات ہے۔ چشتی اور قادری اس لیے ہوتے تھے کہ تمہیں محبت سکھائیں۔ تم نہ چشتی ہو اور نہ قادری ہو بلکہ تم جھگڑالوی ہو اور یہ تمہارا عقیدہ ہے۔ تو اس بات سے بچو اور Sincere ہو جاؤ۔ That's all! بس یہی ایک عقیدہ ہے اسلام کا۔ یہ دین بہت اچھا ہے۔ کن کے لیے؟ اچھوں کے لیے۔ بروں کو تو یہ راس نہیں آ سکتا۔ ڈنڈی مار کو یہ دین راس نہیں آئے گا' وہ تو اس دین کو بھی خراب کر دے گا۔ ہمارے ہاں یہ ہوا ہے کہ جن لوگوں کی اصلاح نہیں ہوئی ہے ان کو تم نے سربراہ بنا دیا ہے اور جو اصلاح یافتہ ہیں انہیں یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ تم خانقاہ پر بیٹھ جاؤ۔ یہ ایک طرف چلے گئے اور وہ دوسری طرف چلے گئے اور اس طرح جھگڑا ہو گیا' فساد ہو گیا۔ اب بادشاہ سلامت جو ہیں وہ اسلام کے بارے میں بولتے ہیں اور بد اسلامیاں کرتے ہیں۔ اور تم لوگ جو صرف اسلام کے نام پر جیتے ہو تمہیں پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے اور دین سے تمہیں پیسہ مل نہیں رہا۔ کیا تیل کا ایسا کنواں نکلنا چاہیے جو صرف دین کے نام پہ نکلے۔ مگر وہ نہیں نکلا۔ دنیا میں تیل مسلمانوں کے پاس ہے اور یہ بھی ہے کہ

مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے اور ایسے مسلمان بھی ہیں جن کے گھر کے چراغ میں تیل نہیں ہے۔ تو یہ دونوں مسلمان ہیں۔ تو اس کے تیل کو ہم کیا کریں کہ ادھر گھر میں بتی یا دیا نہیں ہے۔ یہ مسلمان کیسے مسلمان ہیں کہ مسلمان ہی غریب ہیں اور ان مسلمانوں کے پاس بلیک گولڈ ہے، تیل ہی تیل ہے، چشمے ہی چشمے ہیں۔ جو مسلمانوں کی مدد نہیں کرتے اور یہودیوں کی مدد کرتے ہیں اللہ ان کے تیل کے چشموں کو غرق کرے۔ تیل کا خریدار کون ہے؟ یہودی۔ یہودیوں کے ٹینکوں میں ان کا تیل جلتا ہے مگر مسلمانوں کے دیوں میں نہیں جلتا۔ بات کہنے کی تو نہیں ہے مگر اللہ خود ہی انصاف کرے۔ اپنے ملک میں بھی آپ دیکھو تو مسلمان ہی سارے امیر ہیں اور مسلمان ہی ہمارے غریب ہیں۔ کسی کو کسی پر نہ کوئی ترس آتا ہے اور نہ حیا آتی ہے۔ مسلمان ہی ڈاکٹر ہے اور مسلمان ہی مریض ہے۔ یہاں کا ڈاکٹر اتنا بے حیا ہے کہ غریب کو مریض ہی نہیں ہونا چاہیے۔ غریب اگر مریض ہو گیا تو برباد ہو جائے گا۔ اس لیے غریبوں کو یہ پیغام ہے کہ ڈاکٹر کے پاس نہ جانا۔ میرا مطلب ہے کہ ایسے ایسے بے حیا واقعات موجود ہیں کہ بس۔ آپ Sincere ہو جاؤ۔ اور سمجھو کہ یہ کون سا وقت ہے اور کون سا زمانہ ہے۔ یہ صرف فیس کی بات نہیں بلکہ کچھ اخلاص بھی ہونا چاہیے، محبت بھی ہونی چاہیے، بھائی چارہ بھی ہونا چاہیے ____ اس لیے فتویٰ یہ ہے کہ آپ ہاتھ باندھو یا ہاتھ چھوڑو، سب ٹھیک ہے۔ کچھ کرو تو سہی۔ Sincere تو ہو جاؤ۔ فتوے نہ دیا کرو۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ سب ٹھیک ہے۔ شرک کیا ہوتا ہے؟ اس وقت ہوتا ہے جب تم ریگن کو

بلاتے ہو اور گوربا چوف کو بلاتے ہو۔ جب ان مددگاروں کو بلاتے ہو تو یہ ہے شرک۔ کہ تم نے اپنے آپ کو اسلحہ کے ساتھ فرعون بنا دیا اور بھائی' بھائی کو مارتا جا رہا ہے۔ یا رسولؐ اللہ کہنا شرک نہیں ہے بلکہ شرک یہ ہے کہ تم پستول لے کے بھائی کو مارنے جا رہے ہو اور آدھا ملک باقی کے آدھے ملک کے خلاف لڑ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ــــــــ

سوال:

سر! معجزے اور کرامت میں کیا فرق ہے؟

جواب:

میں نے کہا تھا کہ وہ سوال کرو جس کا تمہاری ذات سے تعلق ہو۔ نہ تم معجزہ اور نہ کرامت' یہ تو علم برائے علم ہے۔ وہ سوال پوچھو جو تمہارے حال کے اندر ہو' ذاتی خیال کے اندر ہو اور تمہاری زندگی کے اندر ہو۔ اگر کوئی خرقِ عادت پیغمبر سے سرزد ہو تو اُسے معجزہ کہیں گے اور کسی اُمتی سے واقعہ ہو جائے تو اُسے ہم کرامت کہیں گے۔ یعنی کہ Exception عام قانون فطرت کے علاوہ کسی واقعہ کا رُونما ہونا یا رُونما کرانا جو ہے اس کو یا تو کرامت کہیں گے یا معجزہ کہیں گے یا اس کو استدراج کہیں گے۔ یہ تینوں شعبے Exception کے ہیں۔ مثلاً یہ جو دریا چلا جا رہا ہے یہ اُلٹا چلنا شروع ہو جائے۔ اب یہ Rule کے خلاف ہو گیا۔ اگر تو قانون فطرت کو توڑنے والا یا اس کا کوئی پہلو دکھانے والا نامزد پیغمبر ہے تو ہم اس کو معجزہ کہیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے بھی اژدہا بنا اور جادوگروں کی رسیوں سے بھی اژدہا بنے۔ رسیوں سے اژدہا بننا جادو ہے' استدراج ہے اور

موسیٰ علیہ السلام کا جو اژدہا ہے وہ معجزہ ہے۔ گویا کہ ایک جیسا عمل ہو رہا ہے لیکن پیغمبر کے عمل کو معجزہ کہیں گے اور Non-Believer وہ کرے' نہ ماننے والا وہ کرے تو ہم اسے استدراج کہیں گے۔ اور جب ایسا کام اولیائے اُمت سے ہو جائے تو اسے ہم کرامت کہیں گے۔ یعنی کہ عام روٹین سے ہٹ کر کوئی واقعہ ہو جانا۔ کہنے والے ایک خاص بات کہتے ہیں' اس کو دل میں رکھ لینا' یہ بات یاد رکھ لینا کہ کرامت بھی دراصل یکے از معجزاتِ پیغمبرؐ ہے۔ یعنی ولی کی کرامت بھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہی ہے۔ آپؐ کے بعد آپؐ ہی کی طرف سے Exception کا اظہار ولی کی زبان سے یا ولی کے عمل سے کرایا جاتا ہے۔ چونکہ ولی جو ہے وہ واصل بالذاتِ رسولؐ ہوتا ہے' اس لیے اگر اس سے وہ عمل سرزد ہو جائے تو اس کو یہ ماننا چاہیے کہ وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ تو یہ ہے کرامت اور یہ ہے معجزہ اور وہ ہے استدراج۔ اگر Non-Believer ہوا میں اُڑ جائے تو یہ استدراج ہے اور اگر فقیر کی کھڑانویں اُڑ جائیں تو یہ کرامت ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ داتا صاحبؒ کا راجہ جوگی کے ساتھ آمنا سامنا ہو گیا۔ راجہ جوگی ہوا میں اُڑ گیا۔ اس نے کہا کہ آپ کچھ دکھائیں۔ داتا صاحبؒ نے کہا کہ ہمارے پاس تو دکھانے کے لیے کچھ نہیں' اللہ جو چاہے گا وہ ہوگا۔ کہتے ہیں کہ پھر آپ کی کھڑانویں اُڑ گئیں اور جوگی کو مارتے مارتے نیچے لے آئیں۔ تو ایک کرامت ہے اور دوسرا استدراج ہے۔ اُس زمانے میں ہندو جوگی بھی اچھے ہوتے تھے کیونکہ جب وہ شکست کھا جاتے تھے تو کلمہ پڑھ لیتے تھے۔ آج کا مسلمان ہزار بار یہ دیکھ لے مگر کلمہ نہیں پڑھتا۔ وہ

جوگی جب شکست کھاتے تھے تو کہتے تھے کہ سرکار اب ہم لاجواب ہو گئے ہیں' بے سوال ہو گئے ہیں' اب ہمارا کلمہ پڑھنا ضروری ہو گیا ہے۔ مگر آج کے انسان کے ساتھ بیس مرتبہ یہ واقعہ ہو جائے مگر وہ پھر بھی کلمہ نہیں پڑھتا۔ ایک درویش کا مشہور واقعہ ہے کہ آپ بیمار تھے۔ اب یہ کرامت کا بڑا عجیب پہلو ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہمارے علاقے میں ایک حکیم ہے لیکن ہے وہ ہندو۔ مسلمانوں نے ان کا بڑا علاج کیا لیکن وہ بزرگ ٹھیک نہیں ہوئے۔ انہوں نے اس ولی اللہ سے کہا کہ ایک ہندو حکیم بڑا اچھا ہے' اگر آپ کہیں تو اس کو بلا لیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ بلا لو۔ وہ ہندو حکیم آیا اور دو چار دن کے اندر ایسا نتیجہ دیا' کاری گری کی کہ آپ ٹھیک ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ تُو تو بہت اچھا آدمی ہے' تو نے اتنی طاقت کہاں سے لی؟ اُس نے کہا کہ بات یہ ہے کہ میں ہمیشہ اپنے نفس کے خلاف بات کرتا ہوں تو مجھے اس سے طاقت ملتی ہے' پھر میں یہ طاقت حکمت میں استعمال کرتا ہوں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا تیرا نفس کلمہ پڑھنا چاہتا ہے؟ اُس نے کہا نہیں جی۔ آپ نے فرمایا کہ اب کر اُس کے خلاف کام۔ اُس نے سوچا کہ میرے پاس تو کوئی جواب ہی نہیں رہا ______ وہ کلمہ پڑھانے والے تھے حضور محبوب الٰہی نظام الدین اولیاءؒ۔ مدعا یہ کہ ایسے لوگ پھر کلمہ پڑھ لیا کرتے تھے۔ اُس نے کہا کہ یہ تو آپ نے میرے ساتھ کمال کر دیا' میں نے آپ کا علاج کیا کرنا تھا' یہ تو آپ نے میرا علاج کر دیا ______ مدعا یہ ہے کہ یہ ہیں کرامتیں۔ تو کرامتوں کے باب ہی اور ہیں۔ کرامت بھی اللہ اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوتی ہے۔ کرامت بھی اللہ کی مہربانیوں سے سرزد ہوتی ہے۔ فقر کی راہ میں

کرامت کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ ایسے ہے جیسے کہ کوئی نامناسب چیز ہو' یہ کوئی تماشہ ہے' شعبدہ بازی ہے۔ فقر کو کرامت کے باب سے ایسے نکلنا چاہیے جیسے غلیل سے کوّا بھاگ جاتا ہے۔ آپ بھی بھاگ جاؤ۔ جب کرامت سرزد ہونے لگے تو اُس علاقے سے بھاگ جاؤ۔ کبھی کرامتوں کے پیچھے نہ پڑنا۔ کرامت جو ہے اس سے تمہاری دین کی کمائی Cash ہو جاتی ہے یعنی کرامت سرزد ہوئی تو چیک کیش ہو گیا۔ اس لیے اپنی کمائیوں کو کیش نہ کروایا کرو' کچھ ڈیپازٹ بھی رہنے دیا کرو۔ یہ بہتر ہے۔

اب سوال وہ کرنا جس کا آپ کی ذات کے ساتھ کوئی تعلق ہو
غور کرو

سوال:

آپ کی اجازت سے میں اپنے بیٹے کا سوال کرتا ہوں کہ یہاں پر جو لوگ بدعملی کرتے ہیں ان کو یہاں پر سوفی صد سزا نہیں ہوتی اور وہ یہ بھی اُمید رکھتے ہیں کہ قیامت کے دن رحمتِ الٰہی کے سہارے بخشے جائیں گے

جواب:

آپ کا بیٹا لوگوں کی بداعمالیوں کو دیکھتا جا رہا ہے مگر وہ اپنے عمل کو بھی دیکھے اور اپنی عاقبت کو دیکھے۔ وہ پہلا کام تو یہ کرے۔ بداعمالی اصل میں نقصان دہ کام کا نام ہے۔ اچھا وہ یہ کرے کہ مہینہ دو مہینے وہ دوسروں کے اعمال کو نہ دیکھے' پہلے اپنے عمل کو دیکھے کہ یہ نیک عمل ہے یا بدعمل ہے یعنی اپنی عاقبت کو دیکھے۔ پھر اسے معلوم ہو گا کہ ایک ایسا وقت آئے گا جب نیک اعمال کے باوجود بھی اس کو

رحمت کی ضرورت ہوگی۔ تو دوسروں کو اللہ کی رحمت سے محروم کرنے کا منصوبہ نہ بناؤ۔ ایسے لوگ کہتے ہیں کہ یہاں ایک آدمی بداعمالی کرتا ہے اور آگے بھی اس کی بخشش ہو جائے تو یہ کیا بات ہوئی۔ بداعمال ہی کے لیے تو بخشش ہے۔ اگر بخشش ہوتی ہے تو ہونے دو اس میں دِقت کی کیا بات ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے آپ کو اسلام کے آغاز میں جانا پڑے گا۔ اسلامی معاشرے سے پہلے عرب کے اندر ایک ایسا معاشرہ قائم تھا جو بڑا ظالم معاشرہ تھا۔ اگر آپ کو کہیں کہ اسلام سے پہلے عربوں کی حالت پہ مضمون لکھو تو آپ لکھیں گے کہ وہ بچیوں کو پیدا ہوتے ہی مار دیا کرتے تھے' ظلم تھا' فساد تھا اور فسق و فجور تھا۔ تو وہ معاشرہ تباہ ہونے کے قابل تھا مگر اللہ تعالیٰ نے یہ احسان فرمایا کہ اسی معاشرے کے اندر رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا۔ گویا کہ اس معاشرے پر انعام کر دیا گیا' جہاں سزا کی ضرورت تھی وہاں انعام کر دیا گیا۔ یہ اللہ کے کام ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ میں جب چاہوں اندھیرے سے نکال کے روشنی میں داخل کر دوں۔ یہ اس کا اختیار ہے۔ اس کو رہنے دیا جائے۔ تو اللہ جب چاہے کسی کو اندھیرے سے نکال کے اُسے روشنی میں داخل کر دے' اللہ جب چاہے کسی کے گناہ معاف کر دے اور جب چاہے اس کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دے۔ وہ چاہے جو کرے۔ وہ کن فیکون کا مالک ہے' جب چاہے پیسے دے دے اور جب چاہے تو تم سے قرضہ مانگ لے۔ تو وہ کبھی دیتا ہے اور کبھی مانگنے لگ جاتا ہے۔ اس لیے اس کے کام میں دخل نہ دو اور اپنی جواب دہی کرو۔ پھر آپ کو جلد ہی بات سمجھ آ جائے گی۔ آپ اپنے جواب کا خیال رکھو کہ آپ نے کیا جواب دینا ہے۔ اس سے نہ پوچھو

کہ اُس نے ایسا کیوں کیا بلکہ تمہی سے پوچھا جائے گا کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔

سوال:

میں نے اُس کو یہی کہا تھا کہ سوال تم سے کیا جائے گا' اللہ سے نہیں۔

جواب:

اس کو کہو کہ ذرا دھیان کرے۔ اس کو سمجھاؤ۔ اسے کہو کہ یہ بات ایسی ہے کہ تمہیں سمجھ آ جانی چاہیے۔ اس میں راز یہ ہے کہ اللہ نے جس گنہگار کو بخشنا ہے اس کی یہاں ہی توبہ ہو جانی ہے اور یہاں پر توبہ کا حق ابھی ہے۔ جس پر اللہ نے رحم کرنا ہو اس کی یہیں سے توبہ شروع ہو جائے گی۔ جو گنہگار مر گیا وہ گنہگار ہی اُٹھے گا' جو کافر مر گیا وہ کافر ہی رہے گا۔ اور اگر ستر سال کا کفر کلمہ پڑھ کے مومن ہو گیا تو وہ مومن ہی اُٹھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے قیامت کو کیا کرنا ہے؟ یہیں سے Convert کرنا ہے۔ یہ نہیں ہو گا کہ کوئی کافر گنہگار رہو گیا' گناہ میں مر گیا تو اللہ اُسے قیامت میں بخشے گا۔ وہ نہیں بخشے گا۔ یہ پکا فیصلہ ہے۔ کس کو بخشے گا؟ جس کو توبہ نصیب ہو گئی۔ یہاں پر دانا لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر تم سے گناہ ہو گیا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم توبہ کی توفیق سے پہلے ہی مر جاؤ۔ اس لیے تم اپنے آپ کو گناہ سے بچاؤ' کہیں ایسا نہ ہو کہ توبہ ہی نصیب نہ ہو۔ جس کو توبہ نصیب ہو گئی اس کو مغفرت نصیب ہو گئی ______ اور بولو ______ پوچھو ______

سوال:

کیا دعا تقدیر کو بدل سکتی ہے؟

جواب:

بالکل بدل سکتی ہے۔تم تقدیر سے بے خبر ہوتے ہو اور پھر جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ تقدیر ہوتی ہے۔اگر ایک آدمی پھانسی لگ رہا ہے اور دعا کی گئی تو پھانسی سے نجات ہوگئی۔اب بتاؤ کہ ہوا کیا؟ دراصل یہ بات سمجھنا بڑا مشکل ہے لیکن اسے سمجھ لینا چاہیے۔دو قسم کے واقعات ہوتے ہیں' Event ہوتے ہیں۔ایک واقعہ وہ ہے جو Happen ہو جائے' سرزد ہو جائے اور دوسرا واقعہ وہ ہے جو Happen ہو سکتا تھا۔اُسے Unhapped Event کہتے ہیں۔ مثلاً آپ بس پہ جا رہے ہیں اور پھر سامنے سے ایک بس آ گئی' دونوں بسیں آمنے سامنے آ گئیں۔لیکن ٹکر نہیں ہوئی۔تو اندیشہ' خوف اور ہراس تھا لیکن کچھ نہیں ہوا۔اب یہ جو Event بیان کر رہا ہے یہ وہ Evnet ہے جو نہیں ہوا۔آپ ان Events کو نکال دیں جو نہیں ہوئے۔Event وہ جو ہو جائے' یعنی واقعہ وہ ہے جو ہو جائے' پھر دعا تقدیر کو نہیں بدلتی۔اور وہ واقعہ جو ہونا تھا لیکن نہیں ہوا' وہ دعا سے بدل جاتا ہے۔کیونکہ وہ تو ہونا ہی تھا۔''ہونا تھا'' جو ہے یہ اندیشہ ہے اور دعا جو ہے وہ اندیشے کو ٹالتی ہے۔تو وہ اندیشہ ہے' امکان ہے۔اور جو ہو جائے وہ تقدیر ہے۔لہٰذا دعا سے بھی تقدیر ہی بنتی ہے۔ورنہ تو آپ کو دو تقدیریں ماننی پڑیں گی یعنی دعا سے پہلے ایک تقدیر تھی اور دعا کے بعد ایک مقدر بنا۔تو یہ دو تقدیریں ہو گئیں مگر دو تقدیریں ہوتی ہی نہیں ہیں' تقدیر ایک ہی ہوتی ہے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جو مقدر لکھا ہوا ہے وہ چاہے دعا کے ساتھ ہے یا دعا کے بغیر ہے' وہ تو ہو کے ہی رہے گا۔اس لیے ہو جانے والی چیز کو تقدیر کہو۔اور جو ابھی ہوئی نہیں

اس کو آپ جو مرضی کہہ لو۔ کہتے ہیں کہ ابھی بیٹا پیدا نہیں ہوا' دعا سے پیدا ہوگا۔ جو خدا کو نہیں مانتے ان کے ہاں بھی بیٹے پیدا ہوتے ہیں۔ دنیا میں تقریباً آدھے بیٹے اور آدھی بیٹیاں پیدا ہوتے جا رہے ہیں۔ اگر تمہارا بیٹا دعا سے پیدا ہوا ہے تو تمہیں مبارک ہو مگر ساتھ گھر والے کے ہاں دعا کے بغیر بیٹا پیدا ہو گیا۔ آپ انہیں بھی مبارک دے دو۔ پیروں کا کام یہاں سے چلتا ہے۔ انہیں کہتے ہیں کہ دعا کریں کہ بیٹا ہو' وہ کہتے ہیں کہ بیٹا ہی پیدا ہوگا۔ پھر بیٹا پیدا ہو گیا اور وہ خوش ہو گئے کہ دعا سے بیٹا ہو گیا۔ اور جس کا بیٹا پیدا نہیں ہوتا وہ کہتا ہے کہ میں ہی بدقسمت ہوں' پیر صاحب تو پکے ہیں' دعا سے بیٹا دیتے ہیں۔ بیٹا بھی اللہ کی طرف سے اور بیٹی بھی اللہ کی طرف سے۔ دعا یہ کرنی چاہیے کہ یا اللہ تعالیٰ مجھے اپنی زندگی میں پرسکون سفر کی توفیق عطا فرما۔ تقدیر آپ کا چہرہ ہے' یہ بدلتا نہیں ہے۔ کسی نے آج تک دعا سے کسی انسان کی چار آنکھیں نہیں بنائیں۔ لہٰذا آپ وہ دعا ہی نہیں کرتے جو کہ واقعہ ہو نہیں سکتا۔ کوئی یہ نہیں کہتا کہ یا رب العالمین ایک ایسا بیٹا پیدا کر جس کو پر لگے ہوئے ہوں اور وہ ہوا میں اُڑے۔ یہ نہیں ہو سکتا اور تم یہ دعا نہیں مانگو گے۔ تو تم کبھی ایسی دعا نہیں مانگو گے جو تمہارے خیال کے مطابق پوری ہو نہیں سکتی۔ نہ ہونے والی چیز آپ کے لاشعور کی بات ہے' آپ کی بے خبری کی بات ہے۔ آپ بے خبری کو دعا کے ذریعے تبدیل کرنا چاہتے ہیں اور باخبر آدمی دعا کی بات نہیں کرتا' وہ اپنے اندیشوں کو دعا سے ٹالتا ہے۔ سب سے اچھی دعا یہ ہے کہ یا رب العالمین تو نے میرے لیے جو چیز عطا فرمانی ہے وہ مجھے دعا کے ذریعے دیتا جا اور جو مجھے نہیں دینا اس کے لیے دعا کی

توفیق نہ دے۔ پھر اللہ تعالیٰ آپ کے لیے آسانیاں پیدا کرتا جائے گا۔ دعا کرو کہ یا اللہ مجھے اپنے حال پر راضی رہنے کی توفیق دے۔ یہ توفیق دعا سے ملتی ہے۔ وہ بیٹا دے یا بیٹی دے' دونوں ٹھیک ہیں۔ کہتے ہیں کہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بادشاہ بنادے۔ بھٹو صاحب کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ شہباز قلندرؒ کے ماننے والے تھے' ان پر بزرگوں کی نگاہ تھی اور انہوں نے بادشاہی بھی دے دی۔ لیکن جب انہیں جیل اور پھانسی ہوگئی تو پھر کیا کہا جائے۔ اگر پتہ چل جائے کہ تقدیر کیا ہوگی تو انسان دعا بھی نہیں کرے گا۔ عام طور پر کوشش کے ذریعے' دعا کے ذریعے اور لوگوں کی صلاح کے ذریعے انسان اُسی پاکٹ میں جاتا ہے جہاں اس کی سانس بند ہونی ہے۔ تو وہ اس بند گلی میں پہنچے گا۔ ایک آدمی بھاگا بھاگا حضرت سلیمانؑ کے پاس گیا کہ سرکار مجھے بچالیں' موت کا فرشتہ مجھے دیکھتا جارہا ہے' گھورتا جارہا ہے' مجھے کہیں دور بھیج دیں۔ انہوں نے ہندوستان بھیج دیا۔ دوسرے دن عزرائیلؑ ملے تو حضرت سلیمانؑ نے پوچھا کہ تُو فلاں شخص کو بڑا ڈرا رہا تھا۔ کہتا ہے کہ میں ڈرا نہیں رہا تھا بلکہ میں تعجب میں تھا کہ اس کی جان میں نے ہندوستان میں قبض کرنی ہے اور یہ مصر میں بیٹھا ہوا ہے' تو یہ وہاں کیسے پہنچے گا؟ آپ نے مہربانی فرمائی کہ اُسے وہاں پہنچا دیا۔ میں نے وہاں جا کے جان قبض کرلی۔ بعض اوقات شکار دعا کرتا کرتا شکاری کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ تو ایک دعا شکاری کی ہے' ایک دعا شکار کی ہے' کام بڑا لمبا ہے' باز نے فاختہ کو کھانا ہی کھانا ہے' کبوتر کو اس نے کھانا ہی ہے' تو کون دعا مانگے اور کون نہ مانگے بس چپ ہی کر جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے جیسا فرمایا ہے اس طرح دعا مانگنے

سے آپ کے اندر شانتی پیدا ہو جائے گی۔ دعا آپ کو عاقبت کی سختی سے بچائے گی۔ دعا کے ذریعے آپ کو گمراہیوں سے توبہ نصیب ہو جائے گی۔ یہ بہت اچھی دعا ہے کہ یارب العالمین اچھی سنگت دے دے۔ اگر اچھی سنگت مل گئی تو پھر دعا ہی دعا ہے۔ دو ہی تو کام کرنے ہیں کہ یہاں کی زندگی آرام سے گزر جائے اور یہاں سے رخصت اچھی ہو جائے۔ بس زندگی کی پرسکون گزر جائے اور رخصت پرسکون ہو جائے۔ کلمہ پڑھ کے آپ خود ہی چلے جاؤ۔ تو جانے والے لمبی چوڑی دعا نہیں مانگتے۔ دعا سنت کی پیروی میں کیا کرو۔ یہ بتانے کے لیے کہ ہم اللہ کو پکار رہے ہیں اور اللہ ہم پر مہربانی فرمائے۔ تقدیر مقرر شدہ ہے دعا اندیشے کو ٹالتی ہے امکان درست کرتی ہے۔ تمہارا ارادہ بدل سکتا ہے امرِ الٰہی نہیں ٹل سکتا۔ دعا بہت کام کرتی ہے بڑے بڑے کام کرتی ہے۔ دعا کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ یہ تمہیں اللہ کے قریب کر دیتی ہے تم اس کے دروازے پر سائل بن کے چلے جاتے ہو اب اس کا کام ہے کہ کیا دے اور کیا نہ دے۔ عام طور پر دعا مانگنے والا کچھ اور مانگنے جاتا ہے اور آگے سے واقعہ کچھ اور ہو جاتا ہے۔ ہوتا اسی طرح ہے۔ اگر وہ اللہ کی بارگاہ میں کسی دعا کے لیے چلا جائے کسی آرزو کے لیے چلا جائے وہ اللہ کو پکارے کسی دعا کے لیے اور کسی آرزو کے لیے ______ اور پھر اگر وہاں سے جواب آ جائے کہ کیا مانگتے ہو تو وہ سوال ہی بھول جائے گا کہ کیا مانگنا تھا اور کیا نہیں مانگنا تھا

ہم ان کے پاس گئے حرفِ آرزو بن کے
حریمِ ناز میں پہنچے تو بے نیاز ہوئے

تو سوال کہاں اور جواب کہاں۔سوال عام طور پر آپ کو سفر کراتا ہے اور منزل آجائے تو سوال نہیں رہتا۔عام طور پر لوگ خواہشات کے مسافر ہوتے ہیں لیکن مسافر کو اگر منزل مل جائے تو خواہشات وہیں کی وہیں رہ جاتی ہے' سب دھرے کا دھرارہ جاتا ہے' کچھ اور ہی واقعہ ہو جاتا ہے۔

اور کوئی سوال ______ کوئی بات جو ذہن میں ہو ______

سوال:

صوفیاء کرام کے جو سلسلے ہیں ان میں ذکر کرایا جاتا ہے لیکن کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ ہندوؤں سے لیا گیا ہے

______

جواب:

قرآن پاک میں بہت سارے مقامات پر اس کی سند ہے۔حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی اس کی سند ہے۔ ذکراً کثیرا کثرت سے ذکر کرو فاذکرونی اذکرکم تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اللہ کے ذکر کے بغیر قلوب کو اطمینان نہیں آ سکتا۔ ایک اور جگہ پر ہے کہ اقم الصلٰوۃ لذکری: میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔ پھر فرمایا گیا ہے کہ جب یہ ذکر کرتے ہیں تو ان کے دل نرم ہو جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ یہ لوگ کروٹ کروٹ ذکر کرتے ہیں قیاماً و قعوداً ______ ذکر کا بار بار حکم ہے۔ یہ سلسلہ عین اسلامی ہے۔ یہ بالکل جائز ہے۔ یہ ہندوؤں سے نہیں لیا گیا بلکہ یہ مسلمانوں کا اپنا سلسلہ ہے۔ بلکہ ان سلسلوں نے تو ہندوؤں کو مسلمان

کیا۔ یہ ہندوؤں سے لیا نہیں بلکہ ہندوؤں کو دیا ہے۔ تو ذکر جواز ہے' یہ جواز صوفیائے کرام سے بھی ہے اور سب بزرگانِ دین کی طرف سے بھی ہے۔ آپ کسی سلسلے میں شامل ہو کے ذکر کر کے دیکھو۔ یہ عین مسلمانوں کا طریقہ ہے۔ کہتے یہ ہیں کہ اگر تم تنہا ذکر کرو تو اللہ تنہا ذکر کرے گا اور تم محفل میں ذکر کرو تو اللہ فرشتوں کی جماعت میں ذکر کرے گا۔ ایک مرتبہ ایسا واقعہ ہوا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے۔ آپؐ نے پوچھا کہ تم لوگ کیا کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کا ذکر کر رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہاں بیٹھنے کی کوئی دنیاوی غرض و غایت تو نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ بالکل کوئی اور مدعا نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ مبارک ہو' مجھ پر اس بارے میں وحی نازل ہوئی ہے۔ اللہ کا فرمان ہے کہ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے وہ اللہ کی تسبیح بیان کر رہی ہے۔ یسبح للہ ما فی السمٰوٰت ومافی الارض۔ تو تسبیح بیان ہو رہی ہے اور وہ سب بیان کر رہے ہیں۔ تو یہ بات سند کے طور پر بتائی گئی کہ آپ اللہ کی تسبیح بیان کرو' فرائض بھی پورے کرو اور اس سے محبت کا اظہار بھی کرو۔ تو ذکر بھی کرو' خفی کرو یا جلی کرو' مل کر کرو' جیسے بھی ہوتا ہے وہ کرو۔ ''اللہ'' کیا کرو' سانس کے ساتھ کیا کرو' غور کے ساتھ کیا کرو۔ ''اللہ ہو'' کیا کرو' ''حق اللہ'' کیا کرو' ''لا الٰہ الا اللہ'' کیا کرو' ''الا اللہ'' کیا کرو____ جیسے آپ کو آتا ہے کیا کرو۔ اللہ کو پکارو' اس کو پکارنے کا حکم ہے اور پکار یہی ہے۔ یہ کون کہتا ہے کہ یہ ہندوؤں سے لیا ہے؟

سوال:

آج کل اخباروں میں آتا ہے۔ جیسے یوگا کے بارے میں آتا ہے۔

جواب:

یوگا کو تو ہم نے کلمہ پڑھا دیا ہے۔

سوال:

وہ کہتے ہیں کہ انگریزوں نے مسلمانوں کو "اللہ ہو" پہ لگا دیا ہے تا کہ وہ اس میں لگے رہیں اور ہم لوگ لڑتے رہیں اور فتح کرتے رہیں۔

جواب:

وہ لوگ لڑ کے کیا کریں گے؟ فتوحات کریں گے۔ پھر فتوحات کو کیا کریں گے؟ اصل میں یہاں پہ گمراہی ہے۔ پہلے وہ فتوحات کریں گے' ملک حاصل کریں گے اور پھر رخصت ہو جائیں گے۔ مال حاصل کرنا' شہرت حاصل کرنا اور فتوحات کرنا جو ہے یہ سارے کا سارا وہم ہے۔ آپ تھوڑی دیر کے لیے غور کریں کہ آپ کا ہونا کیوں ہے اور کب تک ہے؟ جو کچھ آپ حاصل کر رہے ہیں کیا یہ حاصل ہوا؟ مثلاً آپ نے مکان حاصل کر لیا' وہ مکان اور لوگوں کے لیے ٹھہر گیا مگر اس کا مکین رخصت ہو گیا۔ یہ واہمہ ہے کہ آپ نے کچھ حاصل کر لیا ہے۔ سکندر اعظم جب فتوحات کرنے کے لیے چلا تو سب کا خیال تھا کہ یہ یونانی لوگ ہیں' جرنیل ہے' بڑا طاقت ور ہے' اس کے آگے کون ٹھہرے گا۔ ایک درویش نے اسے پوچھا کہ تم کدھر جا رہے ہو۔ سکندر نے کہا کہ فتوحات کرنے۔ درویش نے کہا کہ میں سمجھ گیا۔ پوچھا کہ کیا سمجھ گئے۔ کہتا ہے کہ یہ پردیس میں

اپنی قبر بنانے کے لیے جا رہا ہے

مارا دیارِ غیر میں مجھ کو وطن سے دُور
رکھ لی میرے خدا نے میری بے کسی کی شرم

تو مقدونیہ کا رہنے والا فاتح ہندوستان بلکہ فاتح دنیا سکندریہ میں جا کے ختم ہو گیا۔ جب یہ اصل واقعہ سمجھ آ جائے کہ گھر سے قبرستان تک کا سارا سفر ہے تو پھر فتوحات کیا ہوتی ہیں۔ اگر انگریز فتوحات میں لگا ہوا ہے تو انگریز برباد ہو گیا۔ وہ انگریز جو اتنے بڑے شعور والا تھا' جس کی حکومت میں سورج نہیں ڈوبتا تھا اب اس کے ستارے ہی ڈوب گئے۔ مسلمان کو غور کرنا چاہیے کہ اس چیز پہ انگریز نے اُسے نہیں لگایا بلکہ مسلمان ذکر کی وجہ سے اور ذکر کی بدولت ہی قائم ہے۔ ایک بزرگ ائیر پورٹ پر آئے ہوئے تھے' اپنے مریدوں سمیت انہوں نے کہا کہ تم لوگ جہاز چلا رہے ہو اور ذکر کرتے وقت اگر سمجھتے ہو کہ ہم پس ماندہ ہیں تو تمہارے ذکر کی بدولت اور تمہارے دم سے یہ سارا قائم ہے' یہ نظام ہی اسی دم سے قائم ہے۔ مدعا یہ کہ اس میں اندیشہ نہ کیا کرو' ڈرا نہ کرو کہ لوگ کیا کہیں گے کہ یہ اس زمانے میں ذکر کرتا ہے۔ اسی زمانے میں تو آپ کو ذکر کرنا چاہیے۔ جو ذکر نہیں کریں گے وہ کیا کریں گے؟ دوکان کریں گے' کاروبار کریں گے اور فتوحات کریں گے۔ مگر فتوحات کی اصلیت دریافت کر لو کہ فتوحات ہیں کیا۔ ایک چیز کو ضرور فتح کرنا چاہیے تھا اور وہ ہے موت۔ مگر اس کو تم سارے مل کے فتح نہیں کر سکے۔ بڑے افسوس اور شرمندگی کی بات ہے۔ اتنے بڑے ڈاکٹر اور اتنے بڑے انسان موت کو فتح نہیں کر سکے۔ ایسا ہوتا کہ ایک تو فرشتہ ہے' اس کو مار دو'

عزرائیل کو فارغ کردو۔مگر وہ کہتے ہیں کہ یہ ہم سے نہیں مرتا۔پھر تمہاری فتوحات کیا ہیں۔بس یہ سارا ہی جھگڑا ہے ______ تو اس بات پہ غور کرو

سوال:

بات یہ ہے کہ جوگیوں' راہبوں اور صوفیاء میں بہت سے چیزیں مشترک ہیں۔اس حوالے سے لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ اُن سے لی گئی ہیں۔

جواب:

صوفیائے کرام اور راہب میں فرق ہے۔اگر ایک صوفی شہر کو چھوڑ کے باہر چلا گیا' یا پہاڑ پہ چلا گیا تو ان لوگوں کا ایک طریقہ ہے۔یہ بڑے کاری گر لوگ ہیں' انہوں نے دنیا کو چھوڑا نہیں ہے بلکہ دنیا کو وہاں پہ بلا لیا۔کیا کام کیا؟ شہر سے دور چلے گئے اور کچھ دنوں کے بعد وہ بستی نظام الدینؒ بن گئی' کچھ دنوں کے بعد اجودھن کو پاک پتن بنا دیا' سب کچھ صاف کر دیا۔وہ شہر چھوڑ کے آرام سے بیٹھ جاتے ہیں' لگتا ہے کہ گُم سم بیٹھے ہیں' کچھ عرصہ بعد دو چار بندے وہاں گئے' پھر دس بندے گئے۔ان کے چھوٹے موٹے کام بھی کیے اور ان کو کوگُر بھی سمجھا دیا۔پھر بیس آدمی چلے گئے۔اگر کوئی بے باک صوفی ہے تو وہاں ڈھول بجنے شروع ہو گئے۔لیکن وہاں پر انہوں نے مسجد بنا دی۔پھر سوچا کہ اتنی دور سے آتے ہیں اور ان کو یہاں کھانا نہیں ملتا تو لنگر بھی بنا دیا' پھر جمعہ پڑھانے کا انتظام بھی کر دیا' آپ جیسا کوئی مولوی وہاں Appoint کر دیا۔پھر صوفیائے کرام کا وہ علاقہ ایسا ہو گیا کہ شہر سے باہر رہنے والا سارے شہر پہ راج کر رہا ہے' بادشاہی

کر رہا ہے۔ یہ راہب نہیں بلکہ فتوحات کے مالک ہوتے ہیں۔ داتا صاحبؒ لاہور سے باہر بیٹھ گئے۔ اس وقت داتا صاحب نہیں کہلاتے تھے۔ تو وہ بھاٹی دروازے کے باہر درخت کے نیچے آرام سے بیٹھ گئے۔ آہستہ آہستہ لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ بندہ خوب صورت ہے' بات لاجواب ہے' یہ قصہ کیا ہے۔ ایک جوگی کو بھی اطلاع ہو گئی۔ اس نے دودھ والوں کو منع کر دیا کہ ان کو دودھ مت دو ورنہ تمہاری گائے اور بھینس دودھ کی جگہ خون دیں گی۔ تو ایسا ہی ہوا اور خون آنا شروع ہو گیا۔ آپؒ نے فرمایا کوئی بات نہیں' تم دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے۔ پھر وہاں لنگر پکنا شروع ہو گیا' حلوے کے کڑاہ پکنے شروع ہو گئے۔ ''داتا'' کا لفظ ہندی کا لفظ ہے۔ تو ہندوؤں نے کہا کہ یہ تو داتا ہے۔ ''غریب نواز'' بھی ہندوؤں نے کہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ تم میری بات بعد میں سننا' پہلے ایک دیگ بناؤ اور اس میں ایک سو بیس من چاول ڈالو اور کھاتے چلے جاؤ۔ غریب نوازی تو خود بخود شروع ہو گئی۔ تو یہ لوگ شہر سے دور رہ کر بھی شہروں کو کنٹرول کرتے تھے۔ یہ دوسروں کو کھلاتے تھے اور خود نہیں کھاتے تھے' دن کو روزہ رکھتے اور رات کو عبادت کرتے تھے۔ یہ سارے کے سارے اپنے گر کے بڑے پکے لوگ ہوتے تھے۔ اب آپ دیکھو کہ اجمیر شریف ہندوستان میں ہے اور آپ اسے یہاں بیٹھ کے یاد کرتے جا رہے ہیں______1965ء کی جنگ کا ایک واقعہ ہے' یہاں پر کچھ لوگ خواجہ غریب نواز کا عرس منا رہے تھے اور اوپر سے حملہ ہو رہا تھا۔ ایک بندے نے کہا کہ تم یہ کیا عرس منا رہے ہو' اوپر سے تو وہ بم پھینکتے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ فکر نہ کرو' سب ٹھیک ہو جائے گا' وہاں سے چادریں آئیں گی۔ ہمارے

پائلٹوں کوحکم نامہ ہوگیا کہ خبردار اجمیر شریف میں بم نہ پھینکنا' دلی کے اندر بھی' بستی نظام الدینؒ میں بھی نہ پھینکنا' سرہند شریف میں بھی نہ پھینکنا' کلیر شریف میں بھی نہ جائے۔انہوں نے کہا کہ کیوں نہ پھینکیں' یہ تو دشمن کا علاقہ ہے' کہنے لگے کہ یہ اپنے ہی علاقے ہیں۔تو وہاں بیٹھ کے بھی یہ لوگ کنٹرول کیا کرتے ہیں۔آپ کوئی ایسا صوفی درویش بتادو جس کی جگہ یا خانقاہ شہر سے باہر ہی رہی ہو۔کمال کی بات تو یہ ہے کہ ان لوگوں نے شہر بسا دیے۔وہ جہاں جہاں جا کے بیٹھ جاتے ہیں وہاں میلہ لگ جاتا ہے۔میں کسی لمبے چوڑے دعوے کی کیا بات کروں' یہاں ہم نہ اشتہار لگاتے ہیں اور نہ کوئی اور بات کرتے ہیں' شہر کے اندر بیٹھے ہیں اور گم سم ہو کے بیٹھے ہیں' کسی واقف کو میں نے اطلاع ہی نہیں دی کہ یہاں کیا ہوتا ہے' کوئی شکل صورت بھی نہیں بنائی تا کہ کسی کو پتہ ہی نہیں چلنا چاہیے' بس آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں' گمنام۔اگر اس کو Open کرلیا جائے' میں یہ کہہ رہا ہوں' شہر سے باہر چلے جائیں تو تیسرے دن شور شرابہ ہو جائے گا۔ایک بندے نے کہا کہ مسلمانوں کی فقیری تو آسان ہے' بس شہر سے باہر ایک جگہ بنالو' آستانہ بنالو۔یہ گمراہ ہونے کا' پیر بننے کا نسخہ ہے کہ وہ وہاں جا کے بیٹھ جائے' ایک دیگ پکا لے اور پکاتا جائے' وہاں پر پانی کا ایک تالاب بنالو اور یہ کہو کہ جو اس تالاب سے پانی لے گا اُسے شفا ہو گی۔اللہ تو شفا دینے والا ہے۔کاروبار چل پڑے گا اور تو لے کے حساب سے پانی بکے گا۔اس طرح پیر صاحب کا کاروبار چل پڑے گا۔مدعا یہ ہے کہ نقلی بھی اس سسٹم کی وجہ سے آباد ہو گئے تو پھر اصلی کی تو بات ہی اور ہے۔تو یہ درویش شہر آباد کرنے والے لوگ تھے۔شہر سے باہر آجاتے تھے لیکن مکمل

ہوتے تھے۔ان لوگوں نے بڑی حکومت کی ہے۔ یہ راہب نہیں تھے۔راہب کا مقام اور ہے۔ یہ تو Directly ہی Involve ہوجاتے ہیں اور ایک پیر کے حوالے سے آتے ہیں اور ان کے پیر بھائی ساتھ ہی ساتھ آتے ہیں' پورے کا پورا سلسلہ ہوتا ہے۔اور پھر یہ لوگوں کے اندر گھوم پھر جاتے ہیں۔آپ یہ دیکھو کہ اُس زمانے میں میاں میر صاحبؒ شہر سے باہر ہوتے تھے اور بادشاہ ان کے دربار میں آتے تھے۔حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے زمانے میں امیر خسروؒ جو کہ بادشاہوں کے بادشاہ تھے وہ دن بھی وہاں اور رات بھی وہاں ہوتے تھے۔بابا فرید صاحبؒ کی جو شادی ہوئی ہے وہ بادشاہ بلبن کے ہاں ہوئی۔تو وہ شکر بھی کھلاتے تھے اور شکر کی بارش بھی برسا سکتے تھے' پھر گنج شکر ہو گئے۔تو یہ تو بڑے بڑے طاقت ور لوگ تھے' شہر آباد کرتے تھے۔صوفیائے کرام نے رہبانیت اختیار نہیں کی ہے۔یہ پورے کے پورے اتالیق ہوا کرتے تھے اور سیکھ کے آیا کرتے تھے۔داتا صاحبؒ اپنے وطن سے باہر ہیں اور جتنا ان پر لوگوں نے سلام کیا' جتنا یہاں پر قرآن شریف پڑھا گیا ہے اس کا آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔حالانکہ بظاہر یہ پردیسی ہیں لیکن لاہور کو آپ آج تک داتا کی بستی کہتے ہیں۔تو اس نامعلوم انسان نے کہاں سے چل کے پردیس کے اندر کیسی بادشاہی کی کہ زمانے بیت گئے مگر اب تک بادشاہی چلی آ رہی ہے۔کسی کو پتہ ہی نہیں کہ وہ کون ہیں اور بہت کم لوگوں نے ان کی کتاب پڑھی ہے لیکن اس کے باوجود آج تک ان کی بادشاہی ہوتی آ رہی ہے۔یہ خاص واقعہ ہے۔اور ایک جہانگیر بادشاہ ہے جہاں تم کبھی کبھی جاتے ہو' وہ بھی اگر کوئی فنکشن ہو' دو آدمی

وہاں چلے گئے، فوٹو لے لیا، سکول کے بچے وہاں لے جاتے ہیں اور وہاں ویرانیاں ہوتی ہیں، چیلیں اور گدھ وہاں بیٹھے ہوتے ہیں۔ تاریخ میں ہوتا ہے کہ جہانگیر بادشاہ، نور جہاں، آصف جاہ ____ اور یہ پتہ بھی نہیں ہوتا کہ داتا صاحبؒ کون ہیں مگر وہ سبحان اللہ کہتے جا رہے ہیں۔ تو یہ دلوں پر بادشاہی کرنے والے تھے۔ یہ رہبانیت نہیں کرتے بلکہ آناً فاناً رہبانیت کو توڑ دیتے ہیں۔ اس لیے ان کو سمجھو کہ یہ کون لوگ ہیں ______

اور کوئی سوال ______ سعید صاحب ______ حافظ صاحب بولیں۔

سوال:

یہ جو قرآن مجید کی موجودہ ترتیب ہے کیا نزولی بھی یہی ہے۔

جواب:

ایک دفعہ انگلینڈ اور امریکہ کے درمیان موومنٹ چلی تھی کہ یہ جو ڈرامے ہیں یہ شیکسپیئر کے لکھے ہوئے نہیں ہیں، یہ کسی اور کے لکھے ہوئے ہیں مگر نام اس کا لگ گیا ہے۔ امریکہ نے یہ موومنٹ چلائی تھی تا کہ وہ جو شہرت ہے وہ ختم ہو جائے اور ڈرامے لاوارث مر جائیں۔ بڑی پریشانی ہوئی اور انہوں نے ثابت کرنے کی کوشش کی۔ بعد میں ایک آواز آئی کہ جس شخص نے یہ ڈرامے لکھے ہیں اُسی کا نام شیکسپیئر ہے، چاہے وہ کوئی بھی تھا۔ پھر ایک موومنٹ لاہور میں چلی۔ کہا گیا کہ یہ جو مزار ہے یہ داتا صاحبؒ کا نہیں ہے بلکہ داتا صاحبؒ کی قبر جو ہے وہ قلعے کے اندر ہے۔ لاہور کے اندر ہی یہ واقعہ ہوا۔ کسی نے یہ بات کی تا کہ کوئی ایسا واقعہ ہو جائے کہ یہاں سے ایک بار مقام اُکھڑ جائے۔ کیونکہ داتا

صاحبؒ کسی کو چلنے ہی نہیں دیتے اور ساری شہرت ان کے پاس چلی جاتی ہے۔
انہوں نے سوچا کہ یہاں سے ایک دفعہ قبر کو ہٹاؤ' قلعے میں لے جاؤ تاکہ یہ مقام
ختم ہو جائے اور آگے وہ مقام ملے نہ ملے' بس پھر ایسی بات نہیں ہوگی۔ یہ بات
چلتے چلتے بڑا واقعہ بن گیا۔ تب کچھ لوگوں نے کہا کہ جو داتا صاحبؒ قلعے کے اندر
ہیں ان کو غیر معروف ہی رہنے دو اور جو یہاں پر ہیں ان کو داتا کہو۔ تو داتا گنج
بخشؒ یہی ہیں جن کا یہاں مزار ہے۔ آپ کے لیے یہ کافی ہے۔ اب قرآن
پاک کی ترتیب کا کیا ہے؟ اگر تم قرآن پاک نہ پڑھنا چاہو تو یہ ترتیب صحیح نہیں
ہے' یہ ترتیب جو ہے Chronological نہیں ہے اور اگر تم پڑھنا چاہو تو
تمہارے لیے یہی ترتیب آئی ہے اور تم اس کو قائم کرو' اسے قبول کرو۔ تمہیں اس
سے کیا غرض کہ اس کا Chronological Order کیا ہوگا۔ آپ آلٓمٓ سے
شروع کرو دو اور والناس تک جا پہنچو۔ بس یہی ترتیب چلی آ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ
اس کا حافظ و ناصر ہے اور اس نے اس میں سے الگ الگ ٹکڑے نازل فرمائے'
عطا فرمائے' ترتیب یہی ہے' ازلی ترتیب یہی ہے' لوح و قلم پر یہی ترتیب ہے۔ یہ
فی لوح محفوظ ہے' وہاں لکھا گیا' محفوظ کیا گیا اور ترتیب یہی ہے جو کہ اب
ہے۔ اور یہ ترتیب کب بنی ہے؟ بعد میں۔ یہ Patch work میں نازل ہوتی
رہی ہے۔ پہلے یہ نازل ہوتا رہا ہے اور پھر یہ ترتیب آ گئی۔ اس کو قبول کر لو۔ یہی
ترتیب ہے۔ اگر اس طرح بحث کرو گے تو آپ کے لیے قرآن' قرآن نہیں
رہے گا اور آپ پڑھنا چھوڑ دو گے۔ اگر یہ کہو گے کہ نماز ایسے نہیں ہے تو اسے بھی
پڑھنا چھوڑ دو گے۔ پھر اگر یہ کہا کہ اسلام اس حالت میں تھا ہی نہیں' جیسے اب

ہے تو اسلام کو چھوڑ دو گے۔ تو آپ اس کو نہ چھوڑو بلکہ اس کو پڑھتے جاؤ' اس وقت تک پڑھتے جاؤ جب قرآن کا شعور مل جائے۔ آپ سب کو اس کا Order پتہ ہے' کہ اس کی شان نزول کیا ہے' کون سی سورۃ مدنی اور مکّی ہے ______ ان ساری باتوں کا آپ کو پتہ ہی ہے۔ یہ سوال کیوں پیدا ہوتا ہے؟ تاکہ آپ اتنی بڑی کتاب کے دباؤ سے بچ جائیں۔ آپ نہ بچنا بلکہ اسے پڑھتے جاؤ۔ ترتیب ایسے ہی ہے' یہی رائج ہے اور یہی رائج رہے گی۔ اس لیے ماننے والے یہ کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے یہی ہے۔ یہ تو آپ کو پتہ ہے کہ پہلے کیا واقعہ ہوا تھا اور بعد میں کیا واقعہ ہوا تھا۔ اس میں ذرا بھی شک پڑ گیا تو آپ سارے واقعہ کو Miss کر دو گے۔ کچھ لوگ کہیں گے کہ قرآن میں ہے کیا' پرانے قصّے' روایات اور کچھ نصیحتیں۔ لیکن یہ خاص بات ہے کہ ان پڑھ لوگوں کو بھی یہ یاد ہو جاتا ہے' زبر اور زیر کا فرق نہیں ہوتا۔ جس کو اپنے باپ کا نام یاد نہیں ہوتا اس کو قرآن حفظ ہو جاتا ہے۔ یہ معجزہ ہے۔ مدعا یہ ہے کہ دین جس حالت میں آپ کے پاس آیا ہے اس کو ماضی کے حوالے سے نہ توڑنا کیونکہ یہ بھی تاریخ ہے اور وہ بھی تاریخ ہے۔ ایک کہتا ہے کہ کیا تم نے وہ کتاب پڑھی ہے تو دوسرا کہتا ہے کہ میں نے کوئی اور پڑھ لی ہے۔ آپ میں سے کچھ لوگ شیعہ ہو جائیں گے اور کچھ لوگ سُنی ہو جائیں گے اور پھر لڑنا شروع کر دیں گے۔ ان سے پوچھا کہ کیا تم نے امام پاکؑ کو دیکھا ہے؟ کہنے لگے کہ دیکھا تو نہیں ہے۔ پھر پوچھا کہ کیا یزید کو دیکھا ہے؟ کہتے ہیں کہ دیکھا تو نہیں ہے۔ پھر تم کیوں لڑ رہے ہو' کیا تم امام پاکؑ کے ساتھ تھے یا یزید کے ساتھ تھے۔ کہتے ہیں کہ ہم نے اس طرح کا واقعہ سنا ہے۔

دراصل تم تاریخ کی پیداوار ہو‘ تم نہ امامؑ کے ساتھ ہو اور نہ یزید کے ساتھ ہو بلکہ تم تاریخ کے ساتھ ہو‘ جس کو یہ تاریخ ملی یہ وہ بن گیا‘ جس کو وہ تاریخ ملی وہ یہ بن گیا۔ اس لیے آپ محبت کے ساتھ غور کرو کہ قرآن شریف کیا ہے‘ اس کو پڑھتے جاؤ۔ پھر وہ کہیں گے کہ نماز میں ایسی کیا بات ہے۔ نماز ایسے ہی ہے‘ اس کی ترتیب ایسے ہی ہے جیسے اب ہے‘ بس پڑھتے جاؤ۔ پھر کہیں گے کہ اتنی مصروف زندگی ہے‘ پانچ نمازوں کا کیا فائدہ ہے‘ دو سے کام چل جانا چاہیے‘ آج کل بہت مشکل ہے۔ تو آپ آج کل ہی پانچ نمازیں پڑھو۔ اس کو Change کرنے کی کوشش نہ کرو۔ آپ کے کاروبار میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اگر آپ عادی ہو جائیں گے تو زیادہ سے زیادہ آپ کے بیس منٹ لگیں گے۔ چوبیں گھنٹوں میں ایک آدھ گھنٹہ آپ اپنے آپ کو فی سبیل اللہ دے دو۔ زیادہ ٹائم نہیں لگے گا______ میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا کہ وہ سوال کرو جس سے آپ کی ذات کا تعلق ہو۔

سوال:

اسلام میں طرزِ حکومت کا کیا تصور ہے؟

جواب:

طرزِ حکومت اس کو بتایا جاتا ہے جس نے حکومت کرنی ہو۔ آپ کو میں طرزِ اطاعت سکھا سکتا ہوں۔ یہ سکھا سکتا ہوں کہ اسلام میں طرزِ اطاعت کیا ہے۔ آپ طرزِ اطاعت سیکھ لو۔ طرزِ حکومت اس کے لیے ہے جس کو نامزد کیا جانا ہے‘ وہ آپ کو بتا دے گا‘ سارے گُر سکھا دے گا بلکہ سب سیدھا کر دے گا۔ تو

یہ جس کا کام ہے وہی کرے۔ آپ فکرمند نہ ہوا کرو کہ وہ کون ہوگا' وہ طرزِ حکومت کیسی ہے۔ مجلس شوریٰ کیا ہوتی ہے' خلیفۃ المسلمین کیا ہوتا ہے' یہ جمہوریت ہوتی ہے کہ مارشل لاء ہوتا ہے ____ ہوتا وہی ہے جو اسلام میں ہوتا ہے۔ ایک بات یہ سمجھ لو کہ جو وہ حکمران ہوگا اس کے ساتھ محبت اتنا ہی لطف دے گی جیسے اللہ اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں لطف ہے۔ اگر لطف نہیں ہے تو وہ حکومت جبر ہے اور آپ برداشت کرو' آپ پر عذاب ہے' وہ برداشت کرتے جاؤ۔ جب لطف آنا شروع ہو گیا تو سمجھو کہ پھر یہ اسلامی حکومت ہے۔ اسلامی حکومت وہ ہے جس میں آپ کو خلیفۃ المسلمین سے اتنی محبت ہو جیسے آپ کی اللہ اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے محبت ہوا کرتی ہے۔ جب آپ کو اللہ سے محبت ہے اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی محبت ہے تو آپ ان دونوں محبتوں میں فرق نہیں کر سکتے کیونکہ دونوں کی کیفیت ایک ہی ہے۔ اسی طرح اولی الامر سے بھی آپ کی محبت وہی ہوگی۔ جب اطاعت میں خوشی محسوس ہو تو یہ ہے اسلامی حکومت۔ یعنی کہ ڈیوٹی میں خوشی ہو' ڈیوٹی میں بیوٹی پیدا ہو جائے۔ ورنہ تو لوگ باپ کا حکم بھی نہیں مانتے ہیں' پھر کہتے ہیں کہ اب بس کریں' صبح سے آپ حکم دیتے آ رہے ہیں۔ اور اگر باپ سے محبت ہو تو وہ کہے گا کہ اور حکم فرمائیں۔ یہ ہے Pleasure تو ڈیوٹی Pleasure بن گئی۔ جب آپ کے اندر اطاعت Pleasure بن گئی اور خوشی پیدا کرنے لگ گئی تو وہ اسلامی حکومت ہے اور اگر جبر پیدا ہونا شروع ہو گیا' Suffocation پیدا ہونی شروع ہو گئی' حبس پیدا ہونا شروع ہو گیا' چاہے وہ کلمہ پڑھ کے حکومت کرے' وہ

بے ایمانوں کی حکومت ہو گی۔ ایسی حکومت مسلمانوں میں حبس پیدا کر دے گی۔
اگر مسلمانوں میں حبس پیدا ہونا شروع ہو جائے تو حکومت چاہے کوئی بھی ہو' وہ
غیر اللہ کی ہے۔ اور مسلمانوں میں اگر فراخیِ قلب پیدا ہو جائے' کشادگیِ طبع پیدا
ہو جائے اور وہ حکمران کو ایسے تسلیم کریں جیسے اللہ اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ
وسلم کو تو پھر وہ اسلامی حکومت ہے۔ بات اتنی ساری ہے کہ ایسا ہونا چاہیے اور وہ
آدمی ایسا ہی ہونا چاہیے۔ ایک آدمی تو ایسا ہو جو اس گئے گزرے دور میں اگلے
کسی دور کی کوئی یاد تازہ کر دے۔ تو وہ ہے اسلامی حکومت۔ جمہوریت تو آپ کو
ویسے بھی راس نہیں آ سکتی۔ نہ اللہ تمہارے ووٹ سے اللہ بنا' نہ اسلام تمہارے
ووٹ سے ہوا' نہ کوئی پیغمبر تمہارے ووٹ سے منتخب ہوا' نہ اولیائے کرام تمہارے
ووٹ سے بنے۔ اب جمہوریت یہاں پر کیا کرے۔ غریب آدمی پریشان حال
ہے' اب جمہوریت کیا کرے' اگر اس کا افسر کہہ رہا ہے کہ ووٹ دو تو وہ کیا کرے۔
میں بار بار آپ کو کہتا ہوں تاکہ یاد رہے کہ جس ملک میں 51 فی صد لوگ جھوٹے
ہوں اس ملک میں انتخاب جیتنے والا گمراہ ہو گا۔ وہ جھوٹوں کے ووٹ سے
بنا۔ کیونکہ ووٹروں کی اکثریت جھوٹی ہے۔ آپ یہ دیکھو کہ ہندوستان کے اندر
پاکستان بن گیا حالانکہ اکثریت ہندوؤں کی تھی۔ دین کس کے پاس تھا؟ اقلیت
کے پاس۔ تو اقلیت نے ایک ملک بنا دیا۔ اب اگر آپ سچے لوگ اقلیت
میں ہیں تو سچے لوگ ایک سچا آدمی منتخب کر کے دکھاؤ تاکہ تمہیں بھی سمجھ آئے کہ
بات کیا ہے۔ اب تو مصلحت اندیشی ہے' واقعات ہی اور ہوئے پڑے
ہیں' ضرورت ہی اور ہے' ایک تقریر کا نام ہے سیاست' وہ بھی رٹی ہوئی تقریر ہونی

چاہیے‘ موچی گیٹ میں جلسہ ہونا چاہیے‘ صحیح انتخاب ہونا چاہیے اور پھر آدمی جیت گیا۔ یہ سب غلط ہے۔ اسلام میں کیسی حکومت ہونی چاہیے؟ جو مسلمانوں کی فلاح کے لیے ہو۔ اس میں کیا خوبی ہونی چاہیے؟ وہ مسلمانوں میں وحدتِ عمل پیدا کر دے۔ تو ایسی حکومت ہونی چاہیے۔ وہ مسلمانوں میں وحدتِ کردار پیدا کر دے‘ وحدتِ افکار پیدا کر دے۔ ایسی حکومت ہو جس میں اچھوں کی قدر ہو اور بروں کے لیے نیکی کا پیغام ہونا چاہیے۔ ایسا ملک ہونا چاہیے‘ ایسی حکومت ہونی چاہیے۔ یہاں تو حکومت ایک پارٹی کی ہوتی ہے‘ پہلے یہ لوگ آ جاتے ہیں‘ دوسرے اپوزیشن میں ہوتے ہیں‘ پھر وہ لوگ آ جاتے ہیں۔ جمہوریت مارشل لاء دے جاتی ہے‘ مارشل لاء جمہوریت دے جاتا ہے۔ جمہوریت اور مارشل لاء آپس میں لگے ہوئے ہیں۔ ہمیں پتہ ہی نہیں ہے اور نہ ان کو ہمارا پتہ ہے۔ کتنے لوگ ہیں جنھیں پتہ ہے کہ اب ملک میں کیا ہو رہا ہے۔ کیا حکومت کو پتہ ہے کہ آپ کے ذاتی حالات کیا ہیں۔ حکومت خود بڑی مجبور ہے‘ ان کے ذاتی مسائل بہت ہوتے ہیں‘ وہ اپنے ذاتی مسائل حل کرے یا آپ کے مسائل حل کرے۔ ابھی تک آپ کے ملک میں غریب کو تعلیم نہیں مل سکی۔ آپ کا اسلامی ملک ہے اور اس میں تعلیم کے دس نظام چلے ہوئے ہیں۔ جامعہ نعیمیہ حنفیہ الگ ہے‘ ایچی سن کالج الگ‘ اسلامیہ ہائی سکول الگ ______ اب یہ تینوں تعلیمیں جو ہیں ان سے آگے جا کے پھر فساد ہی فساد ہوگا۔ بچوں کو ایک سی تعلیم دے کے تو دیکھو۔ اسلامی حکومت وہ ہوگی جو ایک تعلیم بنائے‘ ایک جیسا عقیدہ بنائے‘ ایک جیسا عمل پیدا کر دے۔ تب جا کر اسلامی حکومت بنے گی۔ اس طرح نہیں بنتی کہ

مغربی جمہوریت ہو یا کوئی اور نظام ہو۔ آپ دعا کرو کہ کبھی آپ بھی دیکھو کہ اسلامی حکومت ہوتی کیا ہے۔ آپ نے تو دیکھی نہیں ہے۔ مسلمانانِ ہندوستان کا قائداعظم علیہ الرحمت کے ساتھ یہی جھگڑا تھا کہ یہ بندہ اسلامی ملک بنا رہا ہے اور اصل میں علماء تو ہم ہیں' یہ کیا کر رہا ہے؟ تو وہ کہنے لگے کہ جو اسلامی ملک پاکستان بنا رہے ہیں ان میں سے کوئی مسلمان لگتا نہیں ہے' یہ قائداعظم کیسے ہے' اسے کافر اعظم ہی کیوں نہ کہہ دیں۔ تو لوگ یہ کہتے تھے۔ تو ان بیچارے علماء نے نہ مانا' وہ کہتے تھے کہ اس کی عادت اور ہے' مزاج اور ہے' پہلے اس سے کلمہ سنو' پھر ہم اس کے پیچھے چلیں گے۔ تو وہ لوگ بڑے پریشان ہو گئے۔ ابوالکلام آزاد کو یہ بات سمجھ نہ آئی کہ قائداعظم کیسے حکومت چلائیں گے۔ کچھ اور بھی اسلامی جماعتیں تھیں جو یہ بات نہ سمجھ سکیں اور وہ کہتے تھے کہ یہ ہے کیا' قصہ کیا ہے۔ آپ کو اس لیے اب یہ بات سمجھ نہیں آ سکتی کہ اسلامی حکومت کیا ہونی چاہیے۔ کیا اسلامی حکومت وحدتِ کردار کا نام ہے؟ کیا وہ قائداعظم کی سی حکومت ہو؟ اگر یہ بات ہے تو بہت سارے علماء اس کے خلاف تھے' کچھ مشائخ خلاف تھے اور کچھ ساتھ بھی تھے۔ اگر یہ اسلامی حکومت ہے تو اتنا اسلام چاہیے جتنا قائداعظم کے پاس تھا۔ اگر ان علماء جتنا چاہیے تو پاکستان میں قائداعظم کا کیا مقام ہے؟ یہ سوال آپ کو بتا رہا ہوں۔ سوال سمجھ نہیں آیا؟ قائداعظم اور داتا صاحبؒ کے درمیان کیا فرق ہے؟ دونوں کا آستانہ ہے' دونوں کا مزار ہے' پھر کیا فرق ہے؟ اگر Destiny of the Nation قائداعظم سے وابستہ ہے تو پھر فقراء کا کیا مقام ہے؟ علماء صاحبان کا کیا مقام ہے؟ ابوالکلام آزاد کا کیا مقام ہے؟ اگر ان کے

ساتھ آپ کی عاقبت وابستہ ہے تو پھر یہ ستم ظریفی کا کیا مقام ہے۔ جب یہ مسئلہ حل ہو جائے گا تو پھر آپ کے ہاں اسلامی حکومت آ جائے گی۔ ہمارے ہاں ایک تو مشائخ ہیں اور پھر علماء ہیں۔ پھر دونوں کا فرقہ الگ الگ ہوتے ہیں۔ کیسے ہیں کہ مشائخ کی میٹنگ ہوتی ہے پھر علماء کی میٹنگ ہوتی ہے یہ تو دونوں ایک جگہ نہیں ہو جاتے۔ جس دن یہ دونوں ایک ہو گئے اس دن اسلامی حکومت آ جائے گی یعنی جب علماء اور مشائخ ایک ہو گئے اس دن اسلامی حکومت آ جائے گی۔ جس دن لیڈر اور آپ کے مشائخ ایک ہو گئے تو اس دن اسلامی حکومت آ جائے گی۔ جب آپ کا اسلامی سربراہ اتنی محبت پیدا کرے کہ آپ کا دل قبول کرے تو اس وقت اسلامی حکومت آ جائے گی۔ یہ کب آ جائے گی؟ آ سکتی ہے۔ آج ہی آ بھی آ سکتی ہے۔ ابھی تو آپ خواتین کو ووٹ دو، پھر حضرات کو ووٹ دو، پھر آپ کے ہاں فتوے لگیں گے، پھر اور پریشانیاں ہوں گی، پھر اور دقتیں ہوں گی۔ دعا کرو کہ یا رب العالمین تو ہی فیصلہ کر دے ورنہ ہم غلط فیصلہ کرنے کو تیار ہو گئے ہیں۔ دعا یہ کرو کہ یارب ہم سے غلط فیصلہ نہ کروا، اپنا ہی صحیح فیصلہ فرما۔ بس پھر آپ کو اسلامی حکومت مل جائے گی۔ ابھی تو اس کا تصور بھی دور کا ہے ______

یہ سوال بھی آپ نے اپنا نہیں کیا، کسی اور کا کیا ہے۔

سوال:

آنکھیں تو ترستی ہیں کہ ایسا دیکھیں۔

جواب:

کسی نے پوچھا کہ مردِ حق آگاہ کی کیا نشانی ہے، وہ کہاں ہے، اسے کیسے

دیکھا جائے؟ انہوں نے کہا کہ کیا تو نے اُسے شہید کرنا ہے۔ پہلے آپ اپنے آپ کو تیار کرو اور دیکھو کہ تم مردِ حق کے قافلے میں ہو گے یا اس کو شہید کرنے والے ہو گے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ اگر تمہیں مردِ حق آگاہ دکھا دیا جائے تو تم ویسے ہی تلوار لے کے اس کے پیچھے پڑ جاؤ گے کیونکہ تمہارا یہ Behaviour پرانا چلا آ رہا ہے۔ یہاں سے پھر یزید اور امام پاکؑ کی جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ جتنے بھی مردِ حق آگاہ آئے لوگوں نے انہیں شہید کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ اس کو کیا بنائیں' اس کو منصور بنا دیتے ہیں۔ منصور حلاجؒ کا قصور ہے یا نہیں' اس کو سولی ضرور لگا دو۔ ہر بار ہی مردِ حق کو سولی لگا دیا گیا۔ ہر بار ہی اُسے تم نے اذیت کے ساتھ رخصت کیا۔ مردِ حق آگاہ کو تم ہمیشہ ہی پتھر مارتے رہے۔ وہ جب بھی آیا تم نے اُسے پریشان کیا۔ اب اس کو سیانا ہو کے آنا چاہیے۔ اب امامِ وقت ایسے نہیں آئے گا' اب شہادت کا زمانہ گزر گیا۔ اب تم اپنی جانوں کی فکر کرو۔ وہ کسی نہ کسی انوکھی سواری پر آئے گا تاکہ تم لوگ اس کے ساتھ کوئی ضد بازی نہ کرو۔ لوگوں کو پتہ ہوتا ہے کہ اس سے عقیدت کرنی پڑے گی' اطاعت کرنی پڑے گی' بڑا مشکل کام ہو گا' اس لیے کہتے ہیں کہ اس پہ فتویٰ لگاؤ اور اس کو ختم کرو۔ لیکن اب بڑی بڑی دقتیں ہوں گی' کچھ علماء کو شہید ہونا پڑے گا' کچھ مشائخ کرام Dispatch ہونا شروع ہو جائیں گے' کوئی نہ کوئی غلطیاں نکلیں گی' پھر یہ واقعہ ہو گا۔

سوال:

کہتے ہیں کہ مجذوب بااختیار ہوتا ہے' وہ جو کہتا ہے بات بن جاتی ہے۔

جواب:

مجذوب کی بات تو بن جاتی ہے لیکن اس کے لیے بات کا بننا یا بگڑنا برابر ہوتا ہے۔تو مجذوب وہ ہوتا ہے۔کہتے ہیں کہ مجذوب کا کہا ہوا مستند ہے

؎ گفتہ اُو گفتہ اللہ بود

لیکن اس کو آپ کے خیر اور شر کا پتہ نہیں ہوتا۔اگر آپ مجذوب کے پاس چلے گئے اور مرید ہو گئے' پھر کہا کہ بیماری دور کریں۔وہ کہے گا کہ رخصت ہو جا' بیماری دور ہو جائے گی۔تو وہ بندہ مر گیا۔اس طرح بیماری دور ہو گئی کیونکہ وہ بندہ ہی رخصت ہو گیا۔وہ آپ کا مسئلہ حل کرتا ہے۔مجذوب کی بات اور ہے۔کہیں مجذوب کے پاس علاج کے لیے نہ چلے جانا۔وہ کہے گا کہ کیا ہوا' بیمار ہے' بڑی دیر ہو گئی' ٹھیک نہیں ہو رہا' تو رخصت ہو جا۔تو بندہ رخصت' ختم' ہمیشہ کے لیے ٹھیک ہو گیا۔تو مجذوب کا فیصلہ عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے۔اس کے پاس ٹھیک کرنے کا ٹائم نہیں ہوتا' وہ نیا بنا سکتا ہے۔وہ کہتا ہے کہ Destroy' دیکھا جائے گا۔اُسے کہیں کہ یہ ملک ٹھیک نہیں ہو رہا تو وہ کہے گا کہ نیا بنا لو۔اس کو کیا فرق پڑتا ہے۔تو مجذوب کا فیصلہ فائنل ہوتا ہے۔لیکن اس کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ اصل بات کیا ہے۔اگر وہ خربوزے بیچنے پہ آ جائے تو خربوزے بیچتا چلا جائے۔مجذوب کا کام ہی اور ہوتا ہے' اس کا مزاج ہی اور ہوتا ہے۔اس کا مزاج یہ نہیں ہوتا جس طرح آپ کے ہاں کہتے ہیں کہ واللہ' باللہ' بسم اللہ' کھانا کھائیے۔وہ کہے گا کہ کھاؤ تو کھاؤ' شہر کھا جاؤ' نہیں تو فاقے کرتے جاؤ۔تو اس کا مزاج اور ہے۔وہ اس ترتیب میں نہیں ہوتا جس طرح آپ ترتیب میں ہو۔وہ یا تو سورج کے ساتھ آنکھ ملانا شروع

ہو جاتا ہے یا پھر اندھیروں سے چھپتا پھرتا ہے۔ مجذوب بالکل ہی انتہا پر ہوتا ہے'
گرمی بھی اس کے پاس ہوتی ہے اور سردی بھی اس کے پاس ہے۔ پتہ نہیں تمہیں
کون سا ہاتھ لگ جائے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ حکومت ٹھیک نہیں ہوتی' اس کو اُڑا دو'
سب کو اڑا دو۔ اُسے کہیں کہ عوام بھی ٹھیک نہیں تو وہ کہتا ہے کہ ان کو بھی اڑا
دو۔ اس لیے حکم یہ ہے کہ مجذوب سے بچ کے رہو اور انہیں شہروں سے باہر
رکھو۔ مجذوب کو شعور نہیں ہوتا کہ وہ دور کی اصلاح کرے۔ وہ کہتا ہے کہ تم
مسلمان ہو' یہ اسلام ہے؟ کہتے ہیں کہ ہاں۔ تو وہ کہتا ہے کہ سب جھوٹے مسلمان
راتوں رات غرق ہو جائیں۔ سویرے کتنے بندے بچیں گے؟ تو مجذوب یوں
فیصلہ کرتا ہے۔ اُسے کوئی کہے کہ یہاں پر لوگ جھوٹ بولتے ہیں تو وہ کہے گا کہ کیا
اسی ملک میں' مسلمانوں میں جھوٹ بولتے ہیں' یا اللہ جتنے بھی جھوٹے ہیں وہ
راتوں رات غرق ہو جائیں۔ سویرے کتنے بندے بچیں گے؟ تو مجذوب یوں
فیصلہ کرتا ہے۔ اُسے کوئی کہے کہ یہاں پر لوگ جھوٹ بولتے ہیں تو وہ کہے گا کہ کیا
اسی ملک میں' مسلمان جھوٹ بولتے ہیں' یا اللہ جتنے بھی جھوٹے ہیں وہ راتوں
رات صاف ہو جائیں۔ مجذوب کے فیصلے اسی طرح ہوتے ہیں۔ آپ اس سے
بچ کے رہنا۔ مجذوب یہ کرسکتا ہے۔ مجذوب بہت کچھ کرسکتا ہے۔ عام طور پر
مجذوب کو نظامِ حکومت نہیں دیا کرتے۔ اور نہ دینا چاہیے۔ کبھی کبھی ان کے
پاس اختیار آ جاتا ہے تو یہ تہس نہس کر دیتے ہیں جب سالک سے نکل کے بات
مجذوب کے پاس چلی جائے پھر ملک بڑی مشکل سے Set ہوتا ہے۔ دعا یہ ہونی
چاہیے کہ آپ مجذوبوں سے بچ کے رہیں۔ وہ بڑے طاقت ور ہوتے ہیں' گرم

ہوتے ہیں۔

سوال:

کیا یہ ہوتے ہیں؟

جواب:

ہاں' ہوتے ہیں' بالکل ہوتے ہیں۔

سوال:

کیا یہ صرف تصور تو نہیں ہے؟

جواب:

میں بتاتا ہوں کہ مجذوب کب بنتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت میں کسی ایک مقام پر حیرت کے اندر گم ہو جائے وہ مجذوب ہوتا ہے۔ مجذوب پر ایک ہی موسم ہوتا ہے۔ کسی ایک آدمی پہ غم آ جائے اور وہ برداشت سے زیادہ ہو تو اس کے لیے تمام رنگینیٔ حیات بیکار ہے' وہ اُسی غم میں رہے گا' سوگوار ہوگا۔ اُسے اگر کہیں کہ تمہارا وہ عزیز تو پچھلے سال فوت ہوا تھا' اب کیا ہوا' وہ کہتا ہے کہ ہمارے ہاں کوئی پچھلا سال یا اگلا سال نہیں ہوتا' ہمارے ہاں ایک ہی موسم ہوتا ہے۔ اب وہ مکمل غم میں آ گیا۔ اس کا غم جانے والا نہیں ہے۔ تو غم کا موسم ایک ہی موسم ہے۔ یہاں سے آپ کو مجذوب کا شعور مل جائے گا۔ مجذوب نے جب اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا کوئی شعبہ دیکھا تو وہ وہیں کھڑا ہو گیا۔ اگر اُس نے کہا کہ میں دوبارہ ملنا چاہتا ہوں اور وہاں پہ آواز آ گئی کہ ہم یہیں ملیں گے تو وہ بیس سال وہیں کھڑا رہا۔ اس طرح وہ مجذوب ہو گیا۔ مجذوب جو ہے وہ کسی ایک

کیفیت میں جامد، منجمد ہو جاتا ہے۔ اب اس کا موسم وہی موسم ہے جو اصحابِ کہف کا موسم ہے۔ اگر بیس سال گزر گئے، پچیس سال گزر گئے تو وہ کہتا ہے کہ ابھی تو وہ کہہ گئے تھے کہ ہم آ تے ہیں۔ تو وہ اسی خیال میں گم ہے۔ زمانے بدل جائیں، موسم بدل جائیں، بادشاہیاں بدل جائیں مگر اس کا ایک ہی موسم ہے۔ تو مجذوب کا موسم ایک ہی موسم ہوتا ہے۔ سالک جو ہے یہ موسموں کے ساتھ سفر کرتا ہے، یہ سیانا ہوتا ہے۔ اور مجذوب جو ہے وہ Sincere ہوتا ہے، حیرت میں گم ہوتا ہے، اسی ایک خیال میں گم ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے ؎

مَنم محو ِ خیالِ اُو، نمی دانم کُجا رفتم
شُدم غرقِ وصالِ اُو نمی دانم کُجا رفتم

یعنی میں اُس کے خیال میں خدا جانے کہاں سے کہاں چلا گیا۔ اب یہ وہ مجذوب ہے جو تھوڑا سا سالک بھی ہے کیونکہ یہ ساتھ ساتھ بیان کرتا جا رہا ہے۔ یہ قلندر ہوتا ہے۔ کون ہوتا ہے؟ جو مجذوب ہوتا ہے اور سالک ہونے کے حوالے سے بات بیان کرتا ہے۔ یہ بوعلی قلندرؒ کا شعر ہے۔ کہتے ہیں کہ جانا کہاں تھا، گئے کہاں، قصہ کیا ہو گیا اور پھر اس کے بعد آنکھ نے کیا کیا دیکھا۔ ایک اور مجذوب کہتا ہے کہ ؎

جلوہ گاہِ ناز کے پردوں کا اُٹھنا یاد ہے
پھر ہوا کیا اور کیا دیکھا یہ کس کو ہوش تھا

یہ دوسرا مجذوب کہتا ہے کہ پھر کیا ہوا، یہ ہمیں پتہ نہیں ہے۔ ایک اور مجذوب ہوتا ہے جو سالک زیادہ ہے اور مجذوب کم ہے وہ کہتا ہے کہ ؎

اب نہ کہیں نگاہ ہے اب نہ کوئی نگاہ میں

محو کھڑا ہوا ہوں میں حسن کی جلوہ گاہ میں
حسن ہزار طرز کا' اک جہاں اسیر ہے
مُلحدِ بے خبر بھی گُم جلوۂ لا الٰہ میں
در پہ تیرے جو آ گیا اب نہ کبھی مجھے اُٹھا
گردشِ مہر و ماہ بھی دیکھ چکا ہوں راہ میں

تو وہ ایک ہی راہ میں گم ہو گیا اور گردشِ مہر و ماہ بھی آ گئی مگر اُس کو کسی واقعے کا پتہ نہیں' اس کے لیے صرف ایک ہی بات ہے کہ کل بھی تمہاری یاد تھی اور آج بھی تمہاری یاد ہے۔ تم کون ہو؟ کہتا ہے کہ یہ بھی نہیں پتہ۔ پھر مجذوب پر ایک مقام ایسا آتا ہے کہ محبوب کی یاد بھی اُس سے گم ہو جاتی ہے۔ کہتا ہے کہ تمہیں کس کی یاد نے کہاں پہنچایا تو وہ کہتا ہے کہ وہ گم اور میں بھی گُم' نہ محبوب کے نام کا پتہ ہے' نہ محبّ کے نام کا پتہ ہے' اُسے یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کس کی تلاش میں نکلا ہے۔ پھر وہ کہتا ہے کہ اب پتہ ہی کچھ نہیں ہے' پتے کا بھی پتہ نہیں ہے۔ تو وہ اپنے نام سے بھی گم ہو جاتا ہے۔ یہ اس کا اعجاز ہے۔ مجذوبوں کے بڑے بڑے درجات ہیں۔ اس لیے مجذوب ہوتے ہیں اور ضرور ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا ہوتا ہے۔ یہ اللہ کی راہ میں ایک مقام ہے' وادیٔ حیرت ہے اور حیرت کے اندر گُم ہو جانے والے مجذوب ہو جاتے ہیں۔ ان پر جلوہ آشکار ہو جاتا ہے اور وہ وہیں کے وہیں رہ جاتے ہیں۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ!! بس وہ اسے دیکھ رہے ہیں ۔

پردے اُٹھے ہوئے بھی ہیں اُن کی ادھر نظر بھی ہے
بڑھ کے مقدر آزما سر بھی ہے سنگِ در بھی ہے

تو وہ وہیں کے وہیں رہ گئے اور دیکھتے جا رہے ہیں۔ اُسے اگر کہا جائے کہ اِدھر دیکھ کیا ہو رہا ہے تو وہ کہتا ہے کہ کون کیا ہوا' ہم کون ہیں' کچھ نہیں پتہ۔ اُس کو جس نام سے پکارو وہ بولے گا نہیں کیونکہ وہ مجذوب ہو گیا۔ مجذوب جو ہے یہ ایک رنگ کے اندر گم ہو جانے والا انسان ہے۔ آپ کے ہاں تو ہمہ رنگ نے رنگیاں ہیں' غم کا الگ موسم ہے اور اس میں آپ اور طرح کے ہوتے ہیں اور خوشی میں بن سنور کے جاتے ہیں' کھانے کے لیے ذرا اور طرح بن کے جائیں گے' پینے کا موسم ہے تو اور طرح جائیں گے' تو آپ کی زندگی میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔ آپ پہلے کسی آدمی کی تعریف کرتے ہو اور اسی زبان سے اس کی بد تعریفی کرتے ہو' پہلے آپ محبت کی شادی کرتے ہو اور پھر اس سے بیزاری کرتے ہو کہ میرا چائس بڑا غلط نکلا۔ خود ہی اچھا کہتا ہے اور خود ہی بُرا کہتا ہے۔ اب گلہ کرتا ہے کہ دوست دھوکہ دے گیا۔ جب ہم کہتے تھے کہ یہ دھوکے باز ہے تو کہتا تھا کہ یہ میرا پکا دوست ہے۔ تو یہ تمہاری عادت ہے Change ہونے کی۔ یہ تمہارے رنگ ہیں اور الگ الگ جلوے ہیں۔ مجذوب کا جلوہ ایک ہی جلوہ ہے' ایک ہی رنگ میں گم ہو جانا ____ تو مجذوب ہوتا ہے' ضرور ہوتا ہے' ذرا خیال کرنا' دھیان کرنا۔ یہ نہ کہنا کہ وہ نہیں ہوتا۔ بلکہ ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے' سالک بعد میں ہوتا ہے اور مجذوب پہلے ہوتا ہے۔ وہ بہت طاقت ور چیز ہے ______

اور کوئی بات کرو ______ پوچھو ______ بولو ______

کوئی خیال ہو ______ کوئی بات پوچھو ______

سوال:

جب دین مکمل ہوا تھا تو بڑا اچھا تھا مگر بعد میں تباہ ہوتا گیا۔

جواب:

یہ آپ کی تباہی ہو رہی ہے کیونکہ آپ تسلیم سے بچنا چاہتے ہیں۔ آپ دین کے اندر نقائص نکال کے اپنی بے دینی کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تمہارا گھر جس میں تمہارے ماں باپ سب ہیں' دادا حضور تک سب ٹھیک تھا مگر اس کے بعد تم برباد ہو گئے۔ اگر کوئی بیٹا اچھا ہو' خاندانی ہو تو وہ کہے گا کہ جب تک میں زندہ ہوں ہمارا خاندان بدنام نہیں ہوگا۔ تو اچھا بیٹا جو شریف النفس ہو وہ کہے گا کہ میرے ماں باپ کی آبرو کے لیے ابھی میں زندہ ہوں' جب تک میں زندہ ہوں آبرو کی حفاظت کروں گا۔ اسلام مسلمان کے عقیدے کا نام ہے۔ اگر تم مسلمان نہیں ہو تو باقی مسلمانوں کو میں کیا کروں۔ تمہارا ذاتی نام اگر یوسف ہے تو یوسف کے عقیدے کا نام کیا ہے؟ اسلام! اب تم اسلام کے عقیدے کے محافظ ہو۔ اب بتاؤ کہ اسلام میں کیا نقص ہے۔ اسلام کون ہے؟ اب اسلام کوئی لٹریچر نہیں ہے' لائبریری نہیں ہے بلکہ مسلمان کا عقیدہ ہے۔ مسلمان اگر اپنے عقیدے پر قائم ہے تو اسلام بالکل قائم ہے۔ آپ بتاؤ کہ کیا آپ عقیدے پہ قائم ہو؟ کیا عقیدے کے محافظ بننا چاہتے ہو؟ ہمت نہیں ہے۔ کیا عقیدے سے نکلنا چاہتے ہو؟ کوشش کر رہا ہوں۔ یہاں سے مار کھائے گا۔ یہ عقیدہ ایسے ہے جیسے آئینہ۔ اسلام کیا ہے؟ آئینہ۔ اس میں کون سا چہرہ نظر آتا ہے؟ اپنا ______ اگر

تم ایسے ہی ہوتو وہ بھی ایسا ہی ہے۔تم نزدیک ہوجاؤ تو اسلام نزدیک ہوجائے گا۔تم آئینے کے اندر ہوجاؤ تو اس سے مل لوگے۔تم ہٹ جاؤ گے تو وہ بھی ہٹ جائے گا۔اسلام تو تم سے زیادہ نازک مزاج ہے۔جو شخص اسلام میں کوئی کمزوری دیکھنا چاہتا ہے یا دکھانا چاہتا ہے یا بیان کرتا جارہا ہے وہ بالکل اپنے آپ کو مسلمان ہونے سے ہٹا رہا ہے۔میں جو آپ کے سوال کا جواب دے رہا ہوں تو مجھے اسلام پر یقین بے گماں ہے' پختہ یقین ہے' پھر یہ یقین علم بن جاتا ہے۔اگر تمہیں یقین ہوجائے گا تو تمہارا یقین بھی علم بن جائے گا۔اپنے عقیدے پر تمہارا یقین ہی کمزور ہے۔استغفراللہ تعالیٰ۔تمہیں اپنی آنکھوں کی بینائی پر شک ہوگیا ہے' اپنی اولادوں پر تمہیں شک ہوگیا ہے' اپنے گردوپیش پر تمہیں شک ہوگیا' اپنی عاقبت پر تمہیں شک ہوگیا' اپنے اللہ پر شک ہوگیا' اپنے دین پر شک ہوگیا' تمہیں اپنے آپ کے ہونے پر شک ہوگیا۔Thy tenure is precarious۔ آپ یہ کہو کہ ہم اسلام کو نہیں چھوڑیں گے۔اگر لوگ کہیں کہ سب کا عقیدہ ٹوٹ گیا' سب لوگ تو کافر ہوگئے' تم کیوں مسلمان ہو؟ آپ کہو کہ عقیدے کے مستند ہونے کی یہی بات ہے کہ میں ابھی تک مسلمان ہوں۔تو سند کیا ہے؟ کہ اس گئے گزرے دور میں ہم آج بھی کلمہ پڑھنے والے ہیں' اسلام کی اور کیا حفاظت چاہیے۔جب ہندو اسلام پر شک کرتے تھے تو ہمارے پاس جواب ہوا کرتے تھے' کافر شک کرتے تھے تو ہمارے پاس جواب ہوا کرتے تھے لیکن جب مسلمان ہی شک کرنے لگ جائے تو جواب کہاں سے آئے۔اس لیے خیال کرو کہ کہیں منافقت نہ پیدا ہوجائے۔اس طرح عذاب میں گرفتار ہوجاؤ گے۔اور عذاب کا

ایک حصہ شروع ہو چکا ہے۔کون سا حصہ؟ کہ آپ کے گھروں کا سکون ختم ہو چکا ہے۔عذاب کا یہ حصہ نازل ہو چکا ہے۔اس بات کا خیال رکھو اور اپنے ایمان پر ایمان لاؤ۔اپنے اعتقاد پر اعتقاد رکھو'اپنے Faith پر Faith رکھو۔تم لوگ اپنے Faith سے Faithless ہو گئے ہو۔کتاب والے اسلام کو چھوڑو کیونکہ تیرے ہونے کا نام اسلام ہے'مسلمانوں کے عمل کا نام اسلام ہے'تمہارے عقیدے کا نام اسلام ہے۔اللہ کے ہونے یا نہ ہونے کا تمہیں کیا فرق پڑ گیا۔اللہ تمہاری محفل میں پہلے کب آتا تھا جو کہ اب نہیں آتا۔اللہ اپنی جگہ پر حی و قیوم' دائم اور قائم ہے' آج بھی ایسے ہے جیسے تھا۔اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا دور بھی ہو گیا۔داتا صاحبؒ کا مزار بھی بنا پڑا ہے'اتنی عالی شان مسجد بنی ہوئی ہے'بڑی رونقیں لگی ہوئی ہیں۔لنگر پکتے جا رہے ہیں۔تو آپ کے آنے سے کیا فرق پڑا؟ فرق پڑ سکتا ہے اگر آپ کا اپنا Faith جو ہے وہ Restore ہو۔اگر تم کافر ہو جاؤ تو میں مائنڈ نہیں کروں گا لیکن اگر منافق ہو جاؤ گے تو مجھے بڑا افسوس ہو گا۔اور منافق تم ہوتے جا رہے ہو جب سے تم اسلام پر شک کرنے لگ گئے ہو۔اس لیے کبھی یہ شک نہ کرنا۔اپنے باپ کی شان میں کبھی گستاخی نہ کرنا۔کیونکہ وہی تو تمہارے اچھا ہونے کا ایک جواز ہے' سند ہے۔تمہارے لیے اچھا ہونے کا ایک جواز اسلام تھا اور مسلمانوں کے لیے سند تھی کہ ہم اسلام کے ماننے والے ہیں۔ آپ اب کس بات پہ شک کرنے لگ گئے ہو۔آج آپ نیک ہو جاؤ تو اسلام ٹھیک ہے۔بھائی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے لگ جاؤ تو یہ ٹھیک ہے۔تاریخ کے اندر سے حوالے مت نکالو۔اپنا حوالہ دو کیونکہ آج تم اس بات کے وارث ہو۔یہ

زمانہ تمہارا زمانہ ہے' چار دنوں کا میلہ تمہارا اپنا میلہ ہے' اسلام تمہارے زمانے کا اسلام ہے' اسلام ہمہ حال درست ہے' اس کو کوئی فرق نہیں پڑا' ہمیشہ یہ صحیح ہے۔ مسلمانوں کے Behaviour کا نام ہے اسلام۔ اور مسلمان کون ہیں؟ آپ۔ شک کون کرے گا؟ کافر۔ اگر کلمہ پڑھنے والا شک کرے تو؟ وہ منافق ہے۔ کافر بخشا جا سکتا ہے کیونکہ شاید اس کو توبہ نصیب ہو' منافق کو یہ نصیب نہیں ہوگا۔ منافق وہ لوگ ہیں واذا خلوا الی شیطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزءون یہ ہے منافقین کی بات۔ ان کی زبان پر کلمہ ہے اور دل میں شک ہے۔ کلمہ کیا ہوتا ہے؟ یہ اظہارِ یقین ہے۔ اور اگر یقین نہ ہو تو کیا اظہار کرتے جا رہے ہو۔ اگر نہیں مانتے تو کہو کہ میں خدا کو نہیں مانتا' یہ اچھی بات ہے' اگر خدا منوانا چاہے تو منوا لے گا لیکن صرف باہر سے نہ کہنا کہ میں ماننے والوں میں ہوں۔ یہ منافق ہے۔ منافق وہ ہے جو کلمہ پڑھے' مسلمانوں میں رہے اور اسلام پر شک کرے۔

اس بات سے بچو______

اور کوئی بات______Anyone______کوئی بولے______

نہیں تو دعا کرو______جس طرح ہم کہتے ہیں کہ یا اللہ ہمارے جسم کی بیماریوں کو دور فرما ہم یہ کہتے ہیں کہ ہماری روح کی بیماریوں کو بھی دور فرما۔ یارب العالمین اعتماد کی کجی بھی دور فرما۔ ہمارے اعتماد کو اور یقین میں بدل۔ ہم جیسے بھی کلمہ پڑھنے والے ہیں تو ہمیں مزید یقین عطا فرما۔ ہمیں ایمان کے اندر زیادہ ایمان عطا فرما۔ ہم لوگوں کو اپنی مہربانیوں میں رکھ۔ ہمیں آسانیاں عطا فرما' کامرانیاں عطا فرما۔ یارب العالمین ہمیں مہربانی سے محروم نہ فرمانا۔ یا رب

العالمین ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عطا فرما۔ پھر سارے مسئلے حل ہوجائیں گے۔ ایمان کیا ہے؟ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت۔ یہ سارا قصہ کیا ہے؟ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت۔ یا رب العالمین تو وہ محبت عطا فرما!

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه و نورعرشه محمد و آله و اصحابه اجمعین. آمین برحمتک یا ارحم الرّحمین۔

1. میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ یہ جو بزرگوں کی توجہ ہوتی ہے وہ کیسے حاصل کی جاتی ہے۔
2. یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ راضی وہ ہے جو کوشش چھوڑ دے' تو زندگی کے بہت سے شعبے ہیں' ان میں کوشش کیسے چھوڑ دیں؟
3. جس بزرگ سے کوئی مستفید ہونا چاہے تو کیا اس کے پاس رہنا لازمی ہوتا ہے؟ کیا آدمی دور رہ کے بھی مستفید ہو سکتا ہے؟
4. سر! جو ہمارے جیسا کچا آدمی ہوتا ہے وہ کیا کرے؟
5. جب ہم اس محفل میں ہوتے ہیں تو باتوں کا اثر ہوتا ہے اور جب دنیا کی طرف واپس جاتے ہیں تو اثر کم ہو جاتا ہے۔
6. یہ جو چپ کا روزہ ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے حکماً کہا ہے تو اس کی کیا معنویت ہے؟
7. انسان کی زندگی میں کئی دور آتے ہیں اور آخری دور میں ماضی کی یاد کے حوالے سے ذہن میں کئی سوچیں آتی ہیں' اب ان کی اصلاح کیسے کریں؟

خطا کے بارے میں یہ علم اتنی عمر گزرنے کے بعد ہوا کہ اب باقی عمر رہ ہی نہیں گئی تو یوں لگتا ہے کہ اب بخشش تو ہو گئی لیکن اتنی زندگی اس حالت میں جینا تو نصیب نہیں ہوا۔

9 سر! ایسے وقت میں کیا کِیا جائے جب آپ فرماتے ہیں کہ سوال کرو اور واقعی ہمارے پاس سوال نہیں ہوتا ______

10 سر! میرا سوال یہ ہے کہ ہم آپ کی اس محفل میں آتے ہیں تو اکیلے آتے ہیں لیکن ہم اکیلے نہیں ہیں' گھر بار ہے' رشتہ داریاں ہیں' دوسرے لوگ ہیں۔ ہم یہاں سے بے شمار چیزیں دل میں بٹھا کے جاتے ہیں۔ اور اس پر حتی الوسع عمل بھی کرتے ہیں اور کامیاب بھی رہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ جو لوگ ہیں وہ بھی اس سچائی میں شامل ہو جائیں۔ لیکن جس کو ہم سچا سمجھتے ہیں اس کو کچھ لوگ سچا نہیں سمجھتے۔ اس کا سدباب کیسے کریں؟

11 ابھی آپ Thoughtlessness' اور Sightlessness کے متعلق کچھ بتا رہے تھے تو Heartlessness کے متعلق بھی کچھ ارشاد فرمایئے۔

12 دل تو جسم کا قائداعظم ہے' اس کے بارے میں ضرور کچھ فرمائیں۔

13 سر! یہ ہم جو کچھ یہاں سیکھتے ہیں' جب گھر جاتے ہیں تو بچوں کے کچھ اور تقاضے ہوتے ہیں' گھر والوں کے کچھ اور خیالات ہوتے ہیں تو اس کا ہم کیا کریں۔

14 سر! آپ نے یہ جو سچ کے بارے میں بات کی ہے تو ہم آپ کے ساتھ جتنا سچ بولتے ہیں اتنا اپنے آپ سے بھی نہیں بولتے۔

سوال:

میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ یہ جو بزرگوں کی توجہ ہوتی ہے وہ کیسے حاصل کی جاتی ہے۔

جواب:

اپنے ذہن کو خاموش کر دیں۔ جو خیال آئے اُسے چھوڑ دیں، پھر دوسرے کو چھوڑ دیں، حتیٰ کہ آپ کے اندر ایک Thoughtlessness پیدا ہو جائے گی۔ آپ اخباروں میں بھی پڑھتے رہتے ہیں کہ لوگ Weightlessness پیدا کرتے ہیں۔ یہ Weightlessness کیا ہوتی ہے؟ کہ انسانی Gravitational pull کے ساتھ وزنی ہے، پھر اگر یہ انسان اپنے آپ کو بے وزن کر دے تو وہ فلائی بھی کر سکتا ہے اور Float بھی کر سکتا ہے۔ تو انسان جو ہے وہ Gravitation کے مقابلے میں Lavitation کرتا رہتا ہے، وہ بغیر کل پُرزوں کے زمین سے اُٹھ سکتا ہے، تو ایسے انسان اُڑتے رہتے ہیں اور یہ کرتے رہتے ہیں۔ تو انسان جو ہے وہ تمام Pull سے آؤٹ ہو سکتا ہے۔ اگر ذہن کو کسی مشین سے یا سرنج سے سُن کر دیا جائے تو پھر انسان تکلیف سے بچ جاتا ہے۔

صدمہ جو ذہن پر دباؤ ڈال رہا ہو اُس کا علاج یہ ہے کہ ذہن کو سُن کر دو۔ جب ذہن سُن ہو جاتا ہے تو وہ صدمہ کم ہو جاتا ہے۔ اس طرح شدتِ صدمات کم ہو جاتے ہیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اپنے سوچنے والے ذہن کی سوچ کا دروازہ کبھی کبھی بند کر دیا کرو اور اُسے کہو کہ خموش ہو جا۔ انسان یہ کر سکتا ہے۔ اس سے کیا حاصل ہو گا؟ توجہ کا شعبہ زندہ ہو سکتا ہے۔ کبھی کبھی ایسا کر لیا کرو کہ آنکھیں بند کر لو۔ جب آپ نے Visible سے آنکھیں بند کر لیں تو جو Invisible چیزیں نظر آ رہی ہیں ان کو بھی نہ دیکھو۔ جب آپ آنکھیں بند کر لیتے ہیں تو آپ بند آنکھوں کے ساتھ بھی کچھ نہ کچھ دیکھتے رہتے ہیں کہ کوئی آ رہا ہے اور کوئی جا رہا ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے اس کو بھی نہ دیکھو۔ اس طرح توجہ زندہ ہو سکتی ہے۔ ایک اور پراسیس یہ ہے کہ آپ بولنا بند کر دیں۔ جس طرح آپ باقی روزے رکھتے ہیں اسی طرح ایک دن چپ کا روزہ رکھ لیں۔ کیا انسان پھٹ جائے گا؟ ایک دن میں نہیں پھٹے گا۔ تو وہ خموش ہو جائے۔ یعنی کہ عادتاً یا کوشش کے ساتھ ایک دن کے لیے گفتگو کا فاقہ کر لے۔ اگر آپ گفتگو کو ایک دن کے لیے فاقے میں رکھو تو عین ممکن ہے کہ توجہ کا شعبہ زندہ ہو جائے۔ توجہ کا مطلب یہ ہے کہ آپ کسی اور کو بولنے دیں۔ اگر اپنی گفتگو بند کرو گے تو دوسرے کو بولنے دو گے۔ آپ تو بولنا بند ہی نہیں کرتے پھر کوئی اور کہیں سے کیا بولے۔ بات سمجھ رہے ہیں؟ تو یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ پھر ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ سُننا بند کر دیں۔ اپنی سماعت بند کر دیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے ناں کہ کوئی آپ سے کہے کہ میں نے یہ بات کی ہے تو آپ کہتے ہیں کہ میں نے نہیں سُنا' میں اور بات سوچ رہا تھا' میں نے آواز نہیں

سُنی کیونکہ میں اور خیال میں تھا۔ ایک خیال میں آپ ہوں تو دوسرے خیال کی آواز نہیں آتی۔ اسی طرح ایک توجہ میں ہوں تو دوسری توجہ کی آواز نہیں آتی۔ اگر ساری آوازیں Simultaneously بند کر دی جائیں تو عین ممکن ہے کہ کہیں اور سے آواز آ جائے۔ اُسے کہتے ہیں دُور کی آواز۔ تو وہ دُور کی آواز آ سکتی ہے۔ آنکھیں بند کر لو تو شاید دُور کا منظر نظر آ جائے۔ بولنا بند کر دو تو شاید کوئی اور آپ کے اندر آ کے بول پڑے۔ کیا پتہ کیا ہو جائے۔ سوچنا بند کر دو تو شاید تمہیں کوئی اچھی سوچ مل جائے۔ اسی طرح کبھی Feelinglessness پیدا کر لو۔ احساس کو بند کر لو۔ یہ بے حسی نہیں ہے بلکہ کم حِسی ہے یعنی لاحِس ہو جانا۔ ایسا کر لو کہ آج احساس کی چھٹی ہے۔ پھر غم کی کوئی خبر بھی بے معانی ہو جائے گی۔ بے شک آدھی دنیا ختم ہو جائے کیونکہ آج تو لاحِس ہونے کا دن ہے۔ یہ اس لیے ہے کیونکہ ہم آج حِس کا روزہ رکھے ہوئے ہیں۔ اگر ایسا کرو تو توجہ زندہ ہو سکتی ہے۔ اب آپ نے کوئی لمبا چوڑا پراسیس نہیں کرنا بلکہ ذہن کا پراسیس جدھر چلتا جاتا ہے اُسے اُدھر سے موڑ دو۔ تو وہ تھوڑی دیر کے لیے بے حِس ہو جائے گا' جامد ہو جائے گا' ساکت ہو جائے گا۔ اور اگر اس وقت اللہ کا ذکر بھی کرو تو عین ممکن ہے کہ اس سٹیج پر آپ کسی اور شعبے سے متعارف ہو جائیں۔ اور یہ مضمون انسان کے اندر سے پیدا ہو سکتا ہے' جانوروں میں پیدا نہیں ہو سکتا ہے' درختوں میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہ انسان کے اندر ہی ہوتا ہے۔ تو وہ انسان جو اپنے آپ کو تھوڑی دیر کے لیے Handover کر دے' لا کے حوالے کر دے تو اِلٰہ مل جاتا ہے۔ ایسا ممکن ہو سکتا ہے۔ یعنی وہ تھوڑی دیر کے لیے اپنی نفی کر دے' اپنی سوچ کو بھی اپنی سوچ نہ

کہے' نہ سوچے' کوئی دیکھا ہوا منظر بھی یاد نہ کرے' آواز بند کر دے' خیال بند کر دے' کھانا بند کر دے' پینا بند کر دے یعنی کہ سب پَٹ بند کر دے' قلعے کے سب پَٹ بند کر دے تو پھر اصلی پَٹ کُھل جائے گا۔ اس طرح کواڑ کُھل جاتے ہیں۔ اس پر کوئی نہ کوئی اور شے آشکار ہو سکتی ہے۔ یہ تو ایک پراسیس ہے جو توجہ کو بیدار کرتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ جب ہم یہاں بیٹھتے ہیں اور تلاوت شروع ہوتی ہے تو تلاوت سے تھوڑی دیر پہلے ایک سناٹا آ جاتا ہے۔ وہ جو سناٹا سا آتا ہے وہ اپنی کوشش نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ خود بخود ہی آوازیں بند کر دیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ سب لوگ توجہ میں داخل ہو گئے تو آپ لوگ توجہ میں روز ہی داخل ہوتے ہیں بلکہ ہم آغوشِ توجہ میں بیٹھتے ہیں۔ وہ جو توجہ ہے وہ ہمیں کوئی اور عطا کر دیتا ہے کہ اب توجہ میں بیٹھو۔ توجہ کا مطلب یہ ہے کہ شور ختم ہو جاتا ہے ورنہ تو آپ بڑے بولنے والے لوگ ہیں اور مذاکرات تو آپ کا شعبہ ہے۔ مدعا یہ کہ توجہ تب آتی ہے جب آپ کی سوچ کی عادت ذرا بدل چکی ہو' خیال کی Thoughtlessness ہو جائے' Weightlessness ہو جائے Noiselessness ہو جائے۔ Sightlessness ہو جائے۔ آپ Hearinglessness کر دیں تو پھر آپ کچھ سماعت کریں گے۔ تو آپ یہ چیزیں ترک کر دو۔ اس کو ترک کہتے ہیں۔ آپ تھوڑی دیر کے لیے یہ ترک کر کے دیکھو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بات کا پتہ چل جاتا ہے اور پھر آپ کے اندر جو چور ہوتا ہے وہ نکل جاتا ہے جس کو انسان چھپا کے بیٹھا ہوتا ہے اور خیال کے اندر اس کو پالتا ہے' اسی سے باتیں کرتا رہتا ہے' اسی کی سُنتا رہتا ہے۔ ہر آدمی کے

اندر ایک خیال ہوتا ہے اور آپ خیال کا طوطا اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ وہ کیا چیز ہے؟ ایسا خیال جس میں آپ کی Ambition ہوتی ہے' عزائم ہوتے ہیں' توجہ ہوتی ہے' طلب ہوتی ہے' آپ کا مستقبل ہوتا ہے اور کبھی ماضی بھی وہی ہوتا ہے۔ اس کو آپ اگر تھوڑی دیر کے لیے چھوڑ دیں تو اس کو کہتے ہیں کہ آپ مرنے سے پہلے مر گئے۔ تھوڑی دیر کے لیے اپنا محبوب مشغلہ اپنی محبت کے ساتھ ترک کر دو' چاہے دس منٹ ہی ہوں۔ تو وہ منٹ بھی بہت ہیں' ان میں زمانوں کے فاصلے طے ہو جاتے ہیں۔ وہ کام جو آپ سوچ کے اندر کرتے رہتے ہیں وہ چھوڑ دو۔ کہتا ہے کہ پھر میرے پاس کیا رہ گیا۔ وہ جو چیز رہ گئی ہے وہی تو ہے اور پھر تمہارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ تو یہ توجہ پیدا کرنے کے طریقے ہیں۔ ایک طریقہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کبھی اپنے آپ کو جاگنے کے زمانے میں سُلا دو اور سونے والے زمانے میں جاگو' نصف شب میں پکارو تو تم دیکھو گے کہ کائنات کے اندر ایک اور طرح کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ تہجد کی نماز کو روٹین نہ بنا لینا کہ ساڑھے تین ہو گئے' پونے چار ہو گئے' فٹافٹ تہجد گزاری شروع ہو جائے۔ روٹین کی تو آپ پہلے بھی پڑھ رہے ہیں۔ کم از کم وہ نماز توجہ کی ہونی چاہیے تاکہ اس وقت خاموش فضاؤں کے اندر کوئی نیا احساس بیدار ہو۔ اور اس احساس کو بیدار ہونے دیا کرو۔ پھر دیکھو کہ Nature کیا کہتی ہے' نیچر آپ کے لیے کوئی پیغام لائی ہے کہ نہیں لائی۔ ہر آدمی کے لیے ایک پیغام ہوتا ہے۔ کبھی کبھی اپنے آپ کو اپنے آپ سے Detach کرو۔ کبھی تھوڑی دیر کے لیے اپنے گھر کے آگے سے گزر جاؤ یہ سوچ کر کہ آپ کبھی گھر کے اندر نہیں جائیں گے' تو There will be a time تو

ایسا وقت بھی آئے گا اور That time will not be far off جب تم نہیں ہو گے تو کیا ہو گا کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے کہ انسان نہ ہو۔ اسی گھر کے اندر سے پہلے بھی بڑے بڑے خواب نکل گئے۔ تو وہ نکل جاتے ہیں۔ وہ کیا بستیاں تھیں جو بس رہی تھیں اور وہ کیا واقعات تھے جو ہو رہے تھے۔ پھر محسوس ہو گا کہ اس گھر کے اندر رہنے دینے کے لیے تم اللہ کا کتنا شکر ادا کرو گے۔ آپ کہو گے کہ شکر ہے کہ تو نے بچوں میں رہنے دیا ہے' کیونکہ یہ بھی ہمیشہ نہیں رہے گا۔ پھر توجہ پیدا ہو سکتی ہے۔ آپ اپنا عمل بدلیں تو توجہ پیدا ہو گی۔ آپ تو روٹین کے کام کرتے ہیں اور اس طرح روٹین کی باتیں روٹین میں ہوتی ہیں۔ اگر فیکٹری کے کاروبار میں آپ لگے ہوں تو توجہ کیسے پیدا ہو گی۔ جو مشین جس طرح سیٹ ہے اُس نے اُسی طرح کام کرنا ہے' کمپیوٹر جہاں سیٹ ہے اس نے وہی کام کرنا ہے' ہر روز وہی کام' ہر روز وہی کام' ہر روز کے بعد بھی وہی واقعہ اور ہر مہینے کے بعد بھی وہی واقعہ' جمع کرتے جاؤ' پیسے لیتے جاؤ اور کاروبار کرتے جاؤ' کچھ دوستوں کے ساتھ جھگڑا کرو گے' کچھ دشمنوں کے ساتھ جھگڑا کرو گے لیکن اگر صلح کر لو پھر دوسرے واقعات شروع ہو جائیں گے۔ آپ آنے والے دنوں کے بارے میں سوچو۔ اپنی اس روٹین کو کبھی کبھی آپ توڑا کرو۔ اور جب آپ اسے توڑیں گے تو آپ کو بات سمجھ آ جائے گی۔ تو یہ ساری توجہ کی بات ہے۔ آپ توجہ کے ساتھ قرآن شریف پڑھیں' اپنے واقعات کو توجہ کے ساتھ دیکھا کریں' توجہ کے ساتھ غور کیا کریں اور اللہ کریم کو جب آپ دیکھو گے تو آپ پہ آشکار ہو جائے گا کہ آپ کے ساتھ کیا واقعہ ہے' آپ یہاں کس کام کو بھیجے گئے ہیں۔ کتاب سے یہ بات نہیں

ملے گی۔ اگر آپ کا اللہ زندہ ہے تو پھر آپ کے ساتھ زندہ بات ہونی چاہیے' اور وہ بات ہوسکتی ہے۔ آپ جھگڑا نہ کیا کریں اور اپنے آپ پہ تھوڑی سی توجہ کریں اور اپنے اللہ کے ساتھ بھی ________

سوال:

سر! کیا بات کرنے میں وقت لگتا ہے یا یہ ایک دم بھی ہوسکتی ہے

جواب:

یہ Gradual بھی ہوسکتی ہے لیکن عام طور پر یہ ایک ڈرامیٹک اطلاع ہے کہ You are not what you think yourself is تو آپ وہ نہیں ہیں جو اپنے آپ کو سمجھ رہے ہیں' آپ Different آدمی ہیں۔ جس طرح بعض اوقات فارن ایڈ آجاتی ہے یہ بھی اسی طرح ہوتا ہے۔ فارن ایڈ کے بارے میں مولانا رومؒ نے ایک کہانی لکھی ہے۔ ایک شیر تھا' وہ اپنا بچہ کسی علاقے میں چھوڑ کے چلا گیا۔ اتفاق سے وہ بچہ بھیڑوں کے ساتھ رہنے لگ گیا۔ اس کو بھیڑوں کی صحبت مل گئی تو وہ بھیڑوں جیسا ہوگیا' ان کے ساتھ چلتا پھرتا اور کھاتا پیتا تھا جیسے وہ کرتے۔ ایک دن ایک اور شیر نے اُسے دیکھا تو سوچا یہ بچہ تو اپنا ہے' شیر کا بچہ ہے لیکن اس کی عادتیں تو بھیڑوں جیسی ہیں' یہ تو اور قسم کا جانور بن گیا ہے۔ اس نے بچے کو بلایا اور کہا کہ تو شیر ہے۔ بچے نے کہا کہ شیر کیا ہوتا ہے۔ اُس نے کہا شیر تو بڑی چیز ہوتا ہے' یہ تو تمہاری خوراک ہے جن سے تم نے دوستی کی ہوئی ہے۔ بچے کو سمجھ نہ آئی۔ شیر نے اُسے کہا کہ تو میرے ساتھ آ' میں تجھے بتاتا ہوں۔ وہ بچے کو ایک تالاب پہ لے گیا اور کہا کہ دیکھ یہ تیرا عکس ہے اور یہ میرا

عکس ہے' کیا دونوں میں باہم مشابہت ہے؟ بچے نے کہا کہ مشابہت تو ہے۔ کہتا ہے کہ یہ دیکھ کہ میں اور تُو ایک جنس ہیں۔ بچے نے کہا کہ کہتا تو تُو ٹھیک ہے' یہاں تو ایک ہی جنس ہے۔ شیر نے کہا کہ اب اس جنس کا عمل دیکھ کہ یہ کیا ہوتا ہے۔ اس نے بھیڑ کو پکڑا اور کھا گیا پھر بچے سے کہا کہ یہی تیرا عمل ہونا چاہیے۔ تو اسے بھی جوانی آ گئی اور وہ بھیڑ کو پکڑ کے کھا گیا۔ اس طرح اُس کے اندر کا شیر زندہ ہو گیا اور اس کو کسی فارن ایڈ نے زندہ کیا اور نہ تو وہ کسی اور صحبت میں جا رہا تھا۔ جب اس کو اصلی اطلاع دی گئی کہ یہ تُو کیا کرتا جا رہا ہے وقت ضائع کرتا جا رہا ہے" تُو تو کسی اور کام کے لیے آیا ہے۔ جب کوئی وہ "اور کام" کر کے بتا دے تو سمجھ آ جاتی ہے کہ I am meant for something different اور for something better وہ جب آشنا ہو جائے گا تو پھر اور واقعہ ہو جائے گا۔ یہ چیز انسان خود نہیں کر سکتا' وہ تو خود تکلیف میں ہوتا ہے اور بعض اوقات محتاط ہوتا ہے۔ اس قسم کے شعبے میں' دل کے شعبے میں محتاط ہونا اور بزدل ہونا تقریباً برابر ہی ہوتے ہیں۔ تو یہ واقعات ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی بتانے والا ہو تو پھر وہ بتاتا ہے اور پتہ چلتا کہ صحبت کا کتنا اثر پڑتا ہے' محفل کا کتنا اثر پڑتا ہے۔ اس لیے باز کی صحبت باز کے ساتھ اور زاغ کی صحبت زاغ کے ساتھ' وہ اور ہے اور یہ اور ہے' اپنی اپنی نسبتیں ہیں۔ گدھ اور شہباز دونوں بلند پرواز ہوتے ہیں' دونوں دُور نگاہ ہوتے ہیں' دُور بین ہوتے ہیں' دیکھنے والے ہوتے ہیں' وہ ایک ساتھ پرواز کر رہے ہوں تو ان کا پتہ کہاں چلتا ہے؟ جہاں مُردار کو دیکھ کر گدھ نے نیچے فلائٹ کی اور شہباز اُوپر ہی اُڑتا رہا۔ تو بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ انسان گدھوں میں رہ کے اپنی شہبازی

بھول جاتا ہے۔ اگر کوئی شہباز آ جائے تو وہ کہے گا کہ

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

گدھ کہتا ہے کہ یہ رزق تو ہمارا حاصل ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہی تو تیرا لا حاصل ہے، جو تو کما رہا ہے یہی تو نہیں کمانا تھا۔ کہتا ہے کہ اس کے بغیر زندگی کیسے ہوتی ہے تو شہباز نے کہا کہ دیکھ ایسے زندگی ہوتی ہے، تو فلائٹ جو ہے یہ شہباز کا رزق ہے، Height اس کا رزق ہے اور گدھ کا رزق مُردار ہے۔ Seagull کو کہا گیا کہ تُو یہ لے لے، بھوکا ہے، نیچے آ جا تو وہ کہتا ہے کہ I am in flight,soaring high بلندی میری خوراک ہے، اوپر جا کے مر جاؤں گا مگر میں نے نیچے نہیں آنا۔ تو بعض اوقات فلائٹ جو ہے وہ بینک بیلنس سے بہتر ہوتی ہے۔ یہ PK-77 والی فلائٹ نہیں ہے، یہ کوئی اور ہی فلائٹ ہوتی ہے۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ تو کبھی کبھی آپ اپنے آپ کو اپنے علاوہ سے بھی آشنا کیا کریں۔ آپ بات کو سمجھے نہیں ہیں، غور سے سنو۔ ہم گردوپیش میں جو کچھ دیکھ رہے ہیں وہ کائنات بہت Multicoloured ہے، ملی جلی ہے، کائنات میں بے شمار Activities ہیں، پوری کائنات بھری پڑی ہے لیکن سب چیزیں آپ کے لیے نہیں ہیں، پہلی بات تو یہ ہے۔ یہ ایک دوکان ہے، بھرا ہوا سٹور ہے مگر سب چیزیں آپ کے لیے نہیں ہیں۔ سب چیزیں آپ کی تمنا میں بھی نہیں ہیں، سب چیزیں آپ کے علم میں بھی نہیں آ سکتیں، صرف دیکھنے تک ہیں۔ آپ اپنا رستہ دیکھیں کہ آپ کو اس بھری ہوئی کائنات میں سے کتنا کچھ لینا ہے تو آپ کو اپنی اوقات سمجھ آ جائے گی، کہ ہم

تو اتنی سی بات کے مسافر ہیں' یہاں سے لے کے وہاں تک جانا ہے اور زیادہ سے زیادہ اتنی چیزیں آپ استعمال کر سکتے ہیں' اس کے بعد آپ کی زندگی ختم ہو جائے گی۔ اب کائنات تو بھری ہوئی ہے لیکن سارے خیالات آپ کے کام کے نہیں ہیں۔ آپ کے کام کا صرف ایک ہی خیال تھا جو آپ نے کرنا تھا' جو آپ کر سکتے تھے' جس کام کے لیے آپ Competent تھے یا Competent ہو سکتے تھے۔ تو وہ کام دریافت کرنا ہوتا ہے۔ وہ کام جو ہے وہ Thoughtlessness کے ذریعے سمجھ آ سکتا ہے کہ قدرت نے مجھے کس کام کے لیے بنایا۔ وہ پھر Bang کرتا ہوا آتا ہے اور زور سے دروازہ کھٹکھٹا کے آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں آ گیا ہوں۔ یہ پوچھتا ہے کہ تُو کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ میں تیرے مستقبل کا اصلی منصوبہ ہوں جو کہ بھیجنے والے نے بنایا ہے۔ پھر انسان سمجھ جاتا ہے کہ میں تو غلطی پہ تھا' اب اچانک مجھے یہ بات سمجھ آ گئی ہے۔ تو سمجھانے والا یہ سمجھاتا ہے۔ قرآن کی کتاب کو بھیجنے والی اور آپ کو انسان بنانے والی ایک ہی ذات ہے' اس نے آپ کے لیے بڑی آسانیاں رکھی ہیں۔ کیونکہ ذات ایک ہے' مالک ایک ہے' وہ انسان کو بہت کچھ عطا کر دیتا ہے۔ اس لیے اپنے آپ کو Thoughtlessness کے بعد جب مالک کے روبرو پیش کرتے ہو تو پھر کہا کرو کہ مجھے کسی خیال سے آگاہ فرمایا جائے کہ میں کیا کروں۔ پھر مالک آپ کو بات سمجھائے گا اور آپ کو بات سمجھ آ جائے گی۔ یوں انسان چل نکلتا ہے۔ جب وہ چل نکلا تو پھر چل ہی نکلا۔ تو توجہ کے ساتھ اپنے آپ کو آگاہ کرو۔ انسان کا سب سے اچھا حاصل یہ ہے کہ وہ توجہ حاصل کرے۔ اور یہ تو Minimum توجہ ہے' آپ آخری توجہ

حاصل کرو۔ کسی اور نگاہ کی توجہ حاصل کرنا سب سے اچھی بات ہے کہ ہم وہاں تک پہنچے جہاں ہم ان کی توجہ میں آ گئے۔ ان کی توجہ میں آ گئے تو پھر بات بن گئی

اور کوئی بات پوچھو ــــــــــ

سوال:

یہ جو ابھی آپ نے کہا کہ توجہ میں آ گئے تو اس کو ذرا تفصیل سے سمجھا دیں۔

جواب:

یہ مالک کی توجہ میں آنا ہے۔ جب تمہارے ہر کام کا حوالہ مالک کی ذات ہو تو سمجھو کہ تم اس کی توجہ میں آ گئے۔ مثلاً کھانا برائے اللہ ہو' محنت برائے رضائے الٰہی ہو' اگر صبح جلدی اُٹھنا ہو تو وہ بھی اللہ کے لیے ہو' دیر سے سونا ہے تو وہ بھی اللہ کے لیے' "آج ہم کھانا نہیں کھائیں گے" یہ بھی اللہ کے لیے یعنی کہ تمہارے عمل کا Genuinely مُدعاوہ ہو' یا مُدعاوہ ہو یا پھر ابتداوہ ہو۔ اگر اللہ تمہاری زندگی کا حوالہ بن جائے تو عین ممکن ہے کہ تم اس کی توجہ میں آ جاؤ۔ تو حوالہ وہ بن جائے۔ وہ بن سکتا ہے اور بنتا رہتا ہے۔ مثلاً آپ چار آدمی مل کے بیٹھے ہیں تو یہ مل کے بیٹھنا اللہ کی خوشنودگی کے لیے ہو' اللہ کی خوشی کے لیے آپ بیٹھے ہوں تو یہ سمجھو کہ تمہارے مل بیٹھنے کا حوالہ اللہ کی ذات ہے۔ پھر عین ممکن ہے کہ اللہ بھی اپنی توجہ آپ کی طرف کر دے۔ توجہ کا مطلب یہ ہے کہ یہ بے شمار گمراہیاں کر سکتے تھے مگر بچ گئے اور جو گمراہ ہونے کے لیے بڑے

Competent تھے' بڑے تیار تھے' گمراہ ہونے کے لیے بڑے Properly adjusted تھے اُنہیں اللہ کے حوالے نے بچالیا' اللہ کی مہربانی نے بچالیا۔ اور جس کا کام ہوتے ہوتے بگڑ گیا' دراصل وہ گناہ تھا اور اللہ نے بچالیا۔ غلطی سرزد ہوتے ہوتے بچ گئے' یہ اللہ کے کام ہیں۔ اس کی توجہ میں آنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ جو تمہاری sensibilities Dormant ہیں وہ Suddenly awaken ہو جائیں۔ بس کام بن گیا۔

بن گئی بات' بن گئی

کیسے بن گئی؟ آپ کا سونے والا شعبہ بیدار ہو گیا' خفتہ جو ہے وہ جاگ اُٹھا۔ بس اس کے ظاہر ہونے کی بات ہے۔ کوئی آدمی اللہ سے علیحدہ نہیں ہے کیونکہ ہر آدمی اس سے اجازت نامہ لے کے آیا ہے اور اللہ نے اس کے سرٹیفکیٹ پر دستخط کیے ہیں۔ آپ دنیا میں آنے کے لیے ویزہ لے کے آئے ہو' آپ کو Almighty نے Direct authority جو ہے وہ Issue کی ہے کہ جاؤ۔ اللہ کہتا ہے کہ میں تمہارا مالک ہوں۔ آپ Direct اللہ کے بنے ہوئے ہیں۔ جب انسان پیدائش کے آغاز سے سانس تک پہنچتا ہے تو یہ سانس جب عطا ہو رہی ہوتی ہے تو یہ مالک کا اِذن ہوتا ہے' اَمر ہوتا ہے۔ بچے میں جس وقت سانس کی ابتدا ہوتی ہے تو یہ سمجھو کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے' اللہ کا اِذن ہے' امرِ الٰہی ہے۔ اس سے پہلے وہ لوتھڑا ہی ہے۔ جب سانس آیا تو دراصل یہ اذن ہے' اَمر ہے کہ "اب ہو جا' بچہ ہو جا"۔ اللہ نے اتنا کہا کہ "ہو جا" تو آنکھ' بینائی' آواز' خیال' احساس' محبتیں' لذتیں اور کتنی ہی چیزیں ______ بس رونقیں لگ گئیں اور میلے لگ گئے۔ بس "ہو جا"

کہنے کے اَمر سے بے شمار شعبے کُھل گئے۔اب آپ کبھی تو یہ کہو کہ جس نے ''ہو جا'' کہا ہے وہ آپ کو اپنی طرف کرے۔ پھر وہ دوسرا حکم آئے گا جب آپ اس کی طرف مائل ہو جائیں گے۔ جب آپ اس کی طرف مائل ہو جائیں تو آپ کو ہر شعبہ اس کی طرف رجوع کرائے گا حتیٰ کہ آپ سونے سے جاگ اُٹھیں گے اور آپ ''الگ'' بن جائیں گے۔ یہ تو بڑی آسان سی بات ہے۔ یا یوں کہو کہ آپ نے انسان ہونے کی حیثیت سے دنیا میں جو کچھ Collect کر لیا' چلتے چلتے دریا سے پتھر اُٹھا لیا' پانی لے لیا' ایک سٹور ہاؤس بنا لیا۔ یہ سب چھوڑ تو آپ نے جانا ہی ہے یا یہ چھن جانا ہے' تو چھوڑ جانے سے پہلے اس سارے کا مالک اللہ کو بنا دو' چاہے نہ دو مگر دینے میں آپ کو کیا اعتراض ہے۔ تو اگر اللہ کو مالک بنا دو تو یہ دیکھو کہ اللہ کو اس کی ضرورت نہیں ہے' وہ محتاج نہیں ہے' وہ لا یحتاج ہے۔ تو اللہ کو جہاں پر ضرورت ہو آپ اپنی اشیاء کو اس کے Handover کرتے جاؤ۔ اپنے واقعات کو' اپنی جوانی کو' اپنی صحت کو' اپنے حالات کو اور اپنے سٹور ہاؤس کو اس کے نام لگاتے جاؤ تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ تم توجہ سے آشنا نہ ہو سکو۔ تو یہ کام کون کر سکتا ہے؟ یہ تو وہی کر سکتا ہے جو اس کا اپنا ہو۔ جو اللہ کو اپنا سمجھے گا وہ اس کا اپنا ہو گیا۔ آپ نے اپنے پاس سے تو کچھ بھی نہیں کیا' صرف اتنا کیا کہ اِدھر سے اپنے نام والی چیز اُٹھا کے اللہ کے نام پر اُدھر رکھ دی۔ یہ اتنا چھوٹا سا کام ہے۔ یہ میں آپ کو اس کی عملی شکل بتا رہا ہوں۔ تو عملی شکل کیا ہے؟ اِدھر سے اپنے نام پر جو اُٹھایا وہ اُدھر اللہ کے نام پر رکھ دو۔ جس چیز کے تم مالک ہو اب اُس کے امانت دار بن جاؤ۔ بس پھر توجہ کا شعبہ زندہ ہو جائے گا۔ آپ آج مالک ہو لیکن یہ کہو کہ

ہم تو اس چیز کے امین ہیں' چیز تو اللہ کی ہے۔Even آپ کے بچے بھی۔ ذرا احساس کرو اور خیال کرو کہ جو چیز تمہاری ملکیت ہے دراصل وہ تمہاری ملکیت نہیں ہے اور تم اس کے کیا ہو؟ اس کے امانت دار ہو' امین ہو۔ تو چیز کس کی ہے؟ مالک کی ہے۔ اب آپ کے اندر توجہ کا شعبہ بیدار ہونا شروع ہو جائے گا۔ یعنی کہ مالک ہونے کے باوجود ملکیت چھوڑ دو۔ یہ تو کوئی مشکل بات نہیں ہے ناں؟ تو یہ چیز کس کی ہے؟ اللہ کی ہے۔ اور جب تم گاڑی میں ہوتے ہو اور کوئی اپاہج آ جائے تو اس کی مدد کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایک انسان کو' ایک دُکھی انسان کو آپ کا سُکھ کس حد تک سُکھ پہنچاتا ہے' آپ جو سُکھی انسان ہیں وہ دکھی انسان کے کس حد تک کام آتے ہیں۔ تو یہ سوچا کرو کہ اللہ کے لیے ہم کیا کر رہے ہیں۔ یہ واقعہ جو ہم آج بیان کر رہے ہیں یہ واقعہ دوبارہ بیان ہونا ہے۔ جو آج ہم کر رہے ہیں کل کو جب یہ ریل دوبارہ آپ کے سامنے چلائی جائے گی تو اس وقت آپ کو یہ نہ کہنا پڑ جائے کہ اس جگہ پر میں اپنی اصلاح کر سکتا تھا' یہ واقعہ غلط ہو گیا تھا۔ پھر آپ کہیں گے کہ اللہ میاں کیا ایک چانس اور مل سکتا ہے۔ اس نے کسی کو چانس نہیں دیا۔ اور آپ لوگوں کو پتہ ہے کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ جو چیزیں کل کو افسوس بن جائیں گی انہیں آج بھی نہ کرو۔ کل کو اگر یہ سوچنا ہے کہ یہ واقعہ ہم یوں کر سکتے تھے تو اس کو آج ہی کر لو۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ اداس ہو جایا کرو بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ تھوڑے سے دانا تو ہو جاؤ۔ آپ کے اندر بے شمار صلاحتیں ہیں' آپ بہت Competent ہیں۔Competent آدمی کی تعریف کیا ہے؟ جو خود آج کی امکانی صلاحیتوں میں راضی رہے اور آنے والی

امکانی صلاحیتوں میں راضی رہے۔تو وہ دانا آدمی ہے۔ جو اپنی صلاحیتوں کے باوصف آج بھی اپنے آپ پر راضی نہیں ہے اور کل بھی راضی نہیں ہونا تو یہ کیسی دانائی ہوگی۔آج کی صلاحیتوں کے اندر آپ راضی رہیں، مطمئن ہوں، قلبِ مطمئن ہوں۔اور جو آگے آنے والا وقت آئے اس میں بھی قلبِ مطمئن ہوں۔ بس یہ کام کرلو۔آج پر مکمل راضی ہو جاؤ۔ راضی رہنے کی کیا تعریف ہے؟ اپنی زندگی پہ راضی وہ ہے جو اس میں نہ اضافہ کرنا چاہے اور نہ تخفیف کرنا چاہے۔تو وہ راضی ہے۔ اضافہ کا معنی ہے کہ Improvement ہو، I am happy provided I get that اور پھر یہ کہے کہ I am happy provided this thing is eliminated۔تو Elimination کا امکان نکال دو اور اضافے کی توقع چھوڑ دو۔تو راضی وہ ہے۔راضی انسان پورا بے نیاز ہوتا ہے۔ وہ اللہ کے حوالے سے چل رہا ہوتا ہے اور نہ زندگی میں اضافہ چاہتا اور نہ تخفیف۔ تو کمی نہیں کرنی اور اضافہ نہیں کرنا۔کمی کا کیا مطلب ہے؟ کہ انسان کہے کہ یا اللہ سب کچھ ٹھیک ہے، بس یہ تکلیف نکال دو۔اور اضافہ؟ ہم ٹھیک ہیں، بس یہ چیز حاصل ہو جائے۔آپ دونوں سے آزاد ہو جائیں تو آپ خوش رہیں گے۔ یہ ہوتے ہیں صحیح اور صلاحیت والے انسان۔

یادِ ماضی کے چند پرزے تکلیف دہ نہ ہوں تو پھر آپ راضی ہو جائیں گے۔ یہ جو آپ کا حال ہے جو آپ اپنے ہاتھ سے لکھتے جا رہے ہیں، یہ حال کل کو ماضی بننے والا ہے اور پھر یہ Remote ماضی ہو جائے گا یعنی بہت دور کا ماضی۔ تو آج اس کے اندر کوئی Repentence نہ آنے دینا، اس میں کوئی واقعہ ایسا نہ

ہو کہ کل کو پچھتانا پڑ جائے۔ ہم محفل کی بات نہیں کر رہے بلکہ پچھتانا تو آپ کی تنہائی نے ہے۔ تو آپ کو تنہائی میں پچھتانا نہ پڑے۔ تو تنہائی کی غلطیاں نہ ہوں تاکہ تنہائی میں پچھتانا نہ پڑ جائے۔ تو تنہائی کی غلطیاں آپ نکال دیں تاکہ آنے والی تنہائی یادِ ماضی کے حوالے سے مجروح نہ ہو جائے۔ انسان آج کے دن جو کچھ لکھ رہا ہے وہ دراصل اپنا مستقبل لکھ رہا ہے اور یہ چیز ماضی بن رہی ہے۔ تو یہ راز یاد رکھنا کہ آپ نے لکھا مستقبل ہے اور یہ بن رہا ہے ماضی۔ تو آپ آج جو عمل کر رہے ہیں یہ مستقبل ہے اور یہ ماضی بننے والا ہے' اسی میں آپ کا مستقبل پوشیدہ ہے۔ اللہ مہربانی کرے اور آپ کو یہ بات سمجھ آ جائے۔ اس لیے یہ کیفیت محبت سے آتی ہے' اللہ تعالیٰ کی محبت سے آتی ہے' یہ بندے کے مجاز سے نہیں آتی جو کہ آپ کی محبتیں ہوتی ہیں جن میں حاصل' لینا دینا اور وجود ہوتا ہے۔ وہاں یہ وجود نہیں ہوتا بلکہ وہاں اصلی وجود ہی ہوتا ہے' اصلی مالک ہوتا ہے۔ تب یہ بات سمجھ آ جاتی ہے۔

سوال:

یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ راضی وہ ہے جو کوشش چھوڑ دے' تو زندگی کے تو بہت سے شعبے ہیں' ان میں کوشش کیسے چھوڑ دیں؟

جواب:

اس سے لائف کے Main Events میں فرق نہیں پڑے گا۔ کمال تو یہ ہے! کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ Great will become great۔ اب Great کون ہوگا؟ جسے اللہ Great بنائے۔ اس طرح آپ کی اپنی Greatness

راست سے ہٹ جائے گی جو کہ آپ کا غرور ہے یعنی جو Greatness آپ بناتے ہیں وہ غرور پیدا کرتی ہے اور جو Greatness اللہ عطا کرتا ہے وہ Humility پیدا کرتی ہے۔ بس آپ یہ فرق سمجھ لیں کہ جب اللہ آپ کو عظیم بنائے تو آپ بڑے تحمل مزاج ہوں گے اور جو انسان اپنے آپ کو عظیم بنائے گا تو وہ بڑا مغرور ہو گا۔ اس طرح جہنم کا ایندھن بننے کا خطرہ ہوتا ہے۔ جو Greatness آپ حاصل کرتے ہیں اس میں غرور پیدا ہونا لازمی ہوتا ہے کیونکہ انسان کہتا ہے کہ یہ ہم نے حاصل کیا' مثلاً وہ کہتا ہے کہ یہ مکان ہم نے بنایا ہے اور اس کی دیوار پر کیا کچھ لگایا ہوا ہے۔ اس طرح غرور پیدا ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا آدمی کہتا ہے کہ مکان کی کیا بات کریں' یہ اللہ کے انعام ہیں' اس کے احسانات ہیں' اتنے احسان کہ گنواؤں تو گنوا نہ سکوں' یہ اس کی طرف سے آسرا ہے' زَرین بسیرا ہے' نہ تیرا ہے نہ میرا ہے' بس اس میں ہم بسیرا کرتے جا رہے ہیں' اس میں مسافر ہیں ۔

تو ہے بازارِ امکاں کا تماشائی

اب ہم اس مسافر خانے سے نکلنے والے ہیں' کسی وقت ہی نکلنے والے ہیں' اللہ کے اَمر کا انتظار ہے۔ اس طرح Greatness پیدا ہو جائے گی۔ کہنے کو تو یہ بڑا آسان ہے مگر کرنے کے لیے یہ بڑا واقعہ ہے۔ پھر آپ کو پتہ چل جائے گا کہ آپ کے حسن کے اندر سے چہرہ نکل گیا یا چہرے کے اندر سے حسن نکل گیا۔ کبھی نوٹ کیا آپ نے؟ تو بیوٹی کے اندر سے چہرہ نکل گیا اور چہرے کے اندر سے بیوٹی نکل گئی۔ کہتے ہیں کہ چوڑیاں تو لگی رہیں مگر اندر سے محبت نکل گئی۔

زیورات گردن میں لٹکے رہے مگر بندہ نکل گیا' غائب ہو گیا۔ کبھی آپ نے یہ نوٹ کیا؟ کہ آویزے تو آویزاں رہے مگر بندہ غائب ہو گیا۔ اسی طرح انا کا چراغ تو جلتا رہا مگر بندہ ہی نہ رہا

رستے میں اِک شجر ہے زمیں پر پڑا ہوا
سایہ مگر ہے اپنی انا پر اڑا ہوا

تو سایہ ابھی کھڑا ہوا ہے۔ اُسے کہتے ہیں کہ جس کا تو سایہ تھا' اکڑ کر رہا ہے' وہ درخت تو گرا پڑا ہے۔ درخت گر گیا مگر سایہ کہتا ہے کہ میں نے نہیں مرنا۔ اسی طرح بندہ اندر سے ٹوٹ جاتا ہے مگر انا نہیں ٹوٹتی' کہتا ہے کہ میں نہیں مانتا۔ خدا کے بندے' تیرا آخری وقت آ گیا ہے مگر وہ کہتا ہے کہ میں نہیں مانتا' میں نہیں مانتا۔ تو یہ ہے اَنا۔ جن باتوں پہ اَنا ہوتی ہے' جن باتوں پہ غرور ہوتا ہے وہ باتیں' مغرور بنانے والے لمحات' وہ لمعات' وہ واقعات' وہ دوست اور وہ زمانہ سب چلے گئے۔ اب غرور کس بات کا ہے۔ مگر وہ پھر بھی نہیں مانتا۔ درخت گر گیا مگر درخت کا سایہ بدستور کھڑا ہے' اکڑا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ میں نہیں گروں گا۔ تو یہ ہوتی ہے انسان کی اَنا' کہ واقعہ ختم ہو چکا ہے مگر اَنا باقی ہے۔ اب اس اَنا سے نکلنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اللہ کے فضل کو پکارو' یا اللہ ہم پھنس گئے' اپنی اَنا میں پھنس گئے' اَنا میں جکڑے گئے۔ بے شمار لوگ اس مقام پر برباد ہوئے۔ انہیں جب کہا جاتا ہے کہ یہ بات مان جاؤ تو کہتے ہیں کہ میں نہیں مانتا' ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایسے بادشاہ کو اگر کہیں کہ تیری سلطنت ختم ہو گئی ہے تو کہتا ہے کہ ہم نہیں مانتے' سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' تم شہنشاہِ معظم کے روبرو کھڑے ہو' اسی طرح Behave کرو۔ وہ کہتا ہے

کہ جس کا تو شہنشاہِ معظم تھا وہ سلطنت ہی برباد ہوگئی' تیرا شہر بھنبھور ہی لٹ گیا' اب تو کیا ہے ____ اس لیے یہ سوچنے والی بات ہے اور کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ وہ جو آپ حاصل کر رہے ہیں وہ سنگ ریزے ہیں اور وہ آپ کے کام نہیں آئیں گے۔ آپ صرف چند آدمیوں کو متاثر کرنے کے لیے کوئی کام کرتے ہیں اور اگر وہ متاثر ہونے والے غائب ہو جائیں تو وہ واقعہ فیل ہو جائے گا۔ مثلاً اپنے کزن کو دکھانے کے لیے آپ نے کچھ بنا لیا' بڑے خوش ہو جاتے ہیں۔ وہ جو آپ کی ترقی سے جلتے تھے وہ مر گئے اور جو واقف لوگ اس سے خوش ہوتے تھے وہ بھی مر گئے تو اب آپ نے کیا ترقی کرنی ہے۔ ایک آدمی روتا تھا' کہتا تھا کہ اس لیے روتا ہوں کہ جلنے والے مر گئے' افسوس تو یہ ہے۔ جلنے والے آپ کی زندگی کو Great بنانے کا کام کرتے ہیں۔ حاسد جو ہے یہ بھی ایک طرح سے آپ کا محافظ ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ حاسد بھی چلا گیا اور دوست بھی چلا گیا' اب میں نے کس لیے محنت کرنی ہے۔ اب تو اجنبی دیس ہے' اس اجنبی دیس میں کیا بڑا ہونا ہے اور کیا نہیں ہونا۔ کچھ عرصہ بعد آپ اپنے ماحول میں اجنبی ہو جائیں گے' اب آپ نے کس سے بات کرنی ہے۔ آشنا ہی نہ رہا تو بات ہی ختم ہوگئی۔ وہ جو تھا وہ نہ رہا تو اب اور کیا رہے گا۔ سب ختم ہو گیا۔ اگر دشمن رہے تو بھی رونق لگی رہتی ہے اور اگر دشمن ہی نہ رہا تو پھر سارے اجنبی ہیں۔

ایک آدمی نے بتایا کہ کسی جگہ قوالی ہو رہی تھی' قوالی عروج پہ تھی' رونق کا میلہ اور میلے کی رونق تھی' لوگ رقص و سرود کر رہے تھے۔ وہاں اس آدمی کو جگہ نہ ملی' اس نے شور مچایا اور کہا کہ مجھے اندر جانے دو۔ انہوں نے کہا کہ اتنی بڑی محفل ہے'

تو بیکار آدمی کہاں جائے گا۔ کہتا ہے کہ یہ میری ہی غزل گائی جا رہی ہے۔ تو جس کے کلام پر رقص کیا جا رہا تھا اس کو اندر ہی نہ جانے دیا گیا۔ ایک آدمی نے کہا کہ فیروز سنز کے شوکیس میں یہ میری کتاب پڑی ہوئی ہے جو میں نے لکھی ہے اور میں باہر بس سٹاپ پہ انتظار کر رہا ہوں' بس آئے کہ نہ آئے۔ تو زندگی میں ایسے ایسے لوگ آئے' ایسا واقعہ بھی ہوا۔ ایسے لکھنے والے بھی آئے کہ ان کی کتاب پر جنھوں نے جو کمایا اس سے ان کی کوٹھی بن گئی اور وہ بس سٹاپ پر تھے۔ تو کچھ عرصے کے بعد سب ہونا اَن ہونا ہو جاتا ہے اور پھر آپ نے زندگی اپنی ذات کے ساتھ گزارنی ہے' اپنی ذات کی تنہائی کے ساتھ گزارنی ہے۔ آپ کی تنہائی ہی آپ کے کام کی چیز ہے۔ آپ اس بات کو سمجھ لیں۔ اگر سمجھ گئے تو بہت آسانی ہو جائے گی۔ اپنے آپ کے ساتھ دوستی پیدا کر واور اپنے آپ کو اپنی شرارتوں سے بچاؤ۔ اپنے آپ کو اپنی کثرتِ طلب سے بچاؤ۔ تو اپنے آپ کو بچالو۔ آپ Good soul ہیں' اپنی روح کو بچالیں کیونکہ اُس نے اِس زندگی کے سفر کے بعد بھی کام آنا ہے۔ روح نے کہاں کام آنا ہے؟ زندگی کے بعد کے سفر میں بھی کام آنا ہے۔ یہ سفر یہاں ختم نہیں ہوگا بلکہ آگے ایک اور سفر شروع ہو جائے گا اور وہاں صرف روح کا کام ہے۔ وہ وقت آنا ہے ______

سوال:

جس بزرگ سے کوئی مستفید ہونا چاہے تو کیا اس کے پاس رہنا لازمی ہوتا ہے؟ کیا آدمی دور رہ کے بھی مستفید ہو سکتا ہے؟

جواب:

آپ "رہنا" کسے کہہ رہے ہیں؟

سوال:

جیسے ابھی آپؒ کے پاس ہیں۔

جواب:

فرق یہ ہے کہ نگاہ میں رہنا ہے یا کہ دل میں رہنا ہے۔ اگر نظر میں نہ رہو تو دل میں رہو۔ بس یہی بزرگ کرتے ہیں۔ بزرگ کی خوبی یہ ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ فزیکل قربت نہیں ہوتی۔ فزیکل قربت بھی ہوتی ہے مگر اصلی قربت وہی ہوتی ہے جو Spiritual قربت ہوتی ہے یعنی کہ اس کے دل میں رہنا' اس کے خیال میں رہنا۔ اگر وہ بزرگ وہاں سے خیال کی توجہ کریں تو آپ کو باریک خطوط پر بھی توجہ کر سکتے ہیں۔ یہ "باریک خطوط" ایک خاص لفظ ہے۔ اور یہ بہت زیادہ Forceful ہوتے ہیں۔ زندگی میں آپ جہاں بہت بڑی غلطی کرتے ہیں تو وہاں پر بھی بزرگ آپ کو بچا سکتے ہیں۔ آپ چھوٹی غلطی سے زیادہ ڈرا کریں کیونکہ بڑی غلطی کا آسانی سے پتہ چل جاتا ہے اور چھوٹی غلطی ایسی ہوتی ہے جس سے Fault Find نہ ہو سکے اور یہ زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ بزرگوں کے پاس رہنا بھی ٹھیک ہے مگر میں پاس رہنے کو اس لیے Encourage نہیں کر رہا کیونکہ روحانیت میں فاصلہ کوئی فاصلہ نہیں ہوتا' نہ کوئی جغرافیائی فاصلہ ہوتا ہے اور نہ کوئی تاریخی فاصلہ ہوتا ہے۔ داتا صاحبؒ آج سے ہزار سال پہلے آئے تھے مگر آپ کے لیے داتا صاحبؒ آج ہی آئے ہیں' ابھی آئے ہیں' جب ہم گئے

ہیں اسی وقت آئے ہیں۔ اب یہ فاصلہ کوئی فاصلہ نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ داتا کی نگری ہے مگر جہاں بھی کوئی داتاؒ کو چاہنے والا ہے وہاں نگری ہے' نہ یہ مزار کا نام ہے' نہ یہ مسجد کے مینار کا نام ہے' نہ اس خانقاہ کے ایریا کا نام ہے بلکہ یہ محسوس کرنے والے اور دل میں رکھنے والے کا نام ہے۔

سوال:

سر! جو ہمارے جیسا کچا آدمی ہوتا ہے وہ کیا کرے؟

جواب:

وہاں کچا پکا کوئی نہیں ہوتا' وہاں یا تو ''آدمی'' ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔

سوال:

میں دو تین سال پہلے ایک مختلف آدمی تھا اور اب آپ کے پاس مختلف آدمی ہوں۔ تو پہلے تو میں کچا تھا ۔______ اب اس محفل میں ہیں تو ہمیں کسی کام کا موقع ملنا چاہیے______

جواب:

آپ اس وقت عمل میں بظاہر کچے تھے مگر نصیب میں اتنے پکے تھے کہ ہم سارے شہر چھوڑ کے یہاں آئے بیٹھے ہیں۔ تو یہ تو جادوگر ہے۔ رائے صاحب کو پتہ ہے کہ ہم اتنی اتنی بلیغ و وسیع و بصیر محفلیں ترک کر کے یہاں پہ آ گئے۔ باقی لوگ کدھر سے کدھر چلے گئے اور ہم یہاں آ کے بیٹھ گئے۔ تو کوئی نصیب پیچھے لگا ہوا تھا۔ آپ اس نصیب کی بہت قدر کریں۔ سچ پوچھو تو میں کھانے والے سے بڑا الرجک ہوں' میں اس بات کا شوقین نہیں' میں اس لیے کھا

لیتا ہوں تا کہ تم مائنڈ نہ کرو۔ باقی لوگ بھی ایسے کرتے لیکن میں کہتا ہوں کہ تم میرے مہمان ہو' چلو کھالو۔ تو اندر سے تو آپ بالکل اور ہیں۔ تو یہ دیکھو کہ نصیب ہے کیا شے؟ اب اگر کوئی اندر سے آزردہ ہو تو میں جانتا ہوں کہ یہ آزردہ نہیں ہے بلکہ یہ ٹھیک ہے۔ اس لیے میں اُس کو مبارک دیتا ہوں۔ جو آپ نے کیا اگر وہ نہیں ہوا تو اچھا ہوا ہے کیونکہ جب اللہ کرے گا تو اچھا ہوگا۔ اگر آپ نے بہت محنت کی ہے تو اس محنت کی وجہ سے تو بچے ہوئے ہیں' پھر یہ سارا Raw' سارا کچرا ختم ہو جائے گا اور پھر سب صاف ستھرا ہو جائے گا' اللہ ہی اللہ ہو جائے گا۔ اس وقت وہ لوگ جو حق پسند ہیں' انصاف پسند ہیں' وہ اہلیت والے ہوں گے۔ وہ اللہ کے بندے ہوتے ہیں' اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرماتا ہے۔ دعا کیا کرو کہ خدا اچھے بندے کو اچھے دَور میں لائے۔ اچھا بندہ بھی بُرے دور میں پٹ جاتا ہے اور برا بندہ بھی بُرے دور میں پٹ جاتا ہے۔ اگر اچھا بندہ اچھے دور میں آجائے تو پٹے گا نہیں۔ پچھلا دَور اور تھا' وہ دَور ظالم تھا' اس لیے اس میں اچھے اچھے بندے پٹ گئے۔ اگر اچھا دور آ گیا تو اچھے بندے آجائیں گے۔ اس لیے دعا یہ ہونی چاہیے کہ اچھے دَور میں مخلص لوگ آئیں۔ یہ نہ ہو کہ مخلص لوگ شہید ہی ہوتے جائیں ورنہ شہید ہونے کا شعبہ تو ہے ہی سہی۔ لیکن ہم بہت ساری شہادت دے چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ المخلصین کو اچھے دَور میں لائے اور مخلصین جو ہیں وہ عوام کی خدمت کریں۔ اس لیے اے بلال صاحب! اللہ کا بڑا شکر ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ مہربانیاں فرماتا رہتا ہے' کسی کی دعا پتہ نہیں کہاں کام آجائے۔ آپ نے تو دیکھا ہوا ہے کہ پہلے کتنے زیادہ لوگ ہماری محفل میں ہوا کرتے تھے لیکن اب جو بندے ہیں یہ

بہت ہیں۔ ہمیں بہت بندے نظر آ رہے ہیں۔ اس کی وجوہات کیا ہیں! یہ ہمیں پتہ نہیں لیکن یہ اللہ کی مہربانی ہے' جب ہم ڈوبے تو ایک دور ڈوبے گا اور جب ہم اُبھرے تو اک دور اُبھرے گا۔ یہ بڑی بات ہے۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ آپ لوگ ضائع نہیں ہوں گے۔ یہ بظاہر کچھ بھی نہیں ہے لیکن سب کچھ یہی ہے۔ تو جو بظاہر کچھ نہیں لگتا یہ سب کچھ ہے۔ آپ لوگ ایک مہربانی کریں کہ ذاتی تشویشات سے ذاتی طور پر بچیں۔ آپ اپنی ذاتی پریشانیوں سے خود ہی بچ جایا کرو۔ ہم نے یہ محفل Pure اللہ کے لیے اور اللہ والوں کے لیے رچائی ہوئی ہے۔ ہم لوگ کبھی کبھی زمان و مکان سے الگ بیٹھ کے' زمانے سے Detach ہو کے اللہ کی بات کرتے ہیں' اور تو ہم کرتے ہی کچھ نہیں ہیں۔ ہم لوگ ہفتے میں ایک دن' ایک گھنٹے کے لیے ملتے ہیں' پھر بھی ہفتہ بھر کی ہماری خوراک پوری ہو جاتی ہے' اللہ کی مہربانی کا پورا ہی حساب ہے۔ اس ایک گھنٹے میں اگر اثر ہو جائے تو پھر ٹھیک ہے۔ اثر کیا ہوتا ہے؟ آپ مخلصین ہو جائیں۔ یا اللہ اچھا دور لا تا کہ سب لوگ اچھے اچھے کام کریں۔ اب یہ اللہ کے کام ہیں۔ اچھے دور میں آپ کو بڑا جمان ہونا چاہیے۔ ہم اس وقت کو بُرا بھی نہیں کہتے لیکن اس سے بہتر ٹائم آنے والا ہے۔ اس بہتر ٹائم میں آپ Functionary بن جائیں' اللہ تعالیٰ آپ سے کام لے۔ آپ اپنے ذاتی کام بھی کرتے جائیں' میں منع نہیں کرتا لیکن ذاتی طور پر تشویش نہ ہو۔

اب کوئی اور بات پوچھیں ______ جو دل میں آئے وہ پوچھا کرو

یہ جہاں منزل نہیں ہے رہ گزر
خوب صورت ہے جہانِ رنگ و بُو
کارواں سے ہی بچھڑ جائے نہ تُو
کتنے دارا و سکندر کھو گئے
مل گئے مٹی میں مٹی ہو گئے

یہ حُبِ دنیا اس وقت سمجھ آتی ہے جب دنیا آپ کے ہاتھ سے مٹی ہو جائے گی۔ جب آپ دیکھیں گے کہ یہ مٹی ہوتی جارہی ہے تو پھر پتہ چلے گا کہ میں نے کیا کِیا تھا۔ اس لیے آپ لوگ دعا کرتے جاؤ کہ کون سی بات کرنی ہے اور کون سی نہیں کرنی۔ دنیا کا حاصل کرنے کا شعبہ اگر برائے رضائے الٰہی نہ ہو تو دنیا رکاوٹ بن جاتی ہے۔ آپ دنیا حاصل کریں لیکن برائے رضائے الٰہی۔ یہی تو آپ کا اصل حاصل ہے۔ محنت تو ٹھیک ہے لیکن ساتھ ہی سخاوت کا شعبہ وابستہ ہے۔ فقیروں کو بھی بھوک لگتی ہے ناں' آپ دعا کیا کرو کہ کوئی بھوکا فقیر مل جائے۔ اللہ کہتا ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلاؤ۔ کسی نے اگر فقیر کو کھانا کھلا دیا اور فقیر اُسے دعا دے گیا تو دعا سے مسئلہ حل ہو گیا۔ اس طرح آپ کی حاصل کی ہوئی دنیا آباد ہو گئی کہ فقیر کے کام آئی۔ یہ حاصل ہے اللہ تعالیٰ کے لیے' کہ آپ کا دنیاوی حاصل اللہ کے لیے استعمال ہو گیا۔ یہ دعا کیا کریں کہ آپ کا دنیاوی حاصل دین کے لیے کام آئے اور اللہ کی رضا کے لیے کام آئے۔ اگر یہ نہ ہوا تو دنیاوی حاصل فساد ہے' یہ اَنا ہے۔ دعا کیا کریں کہ آپ کی محبتیں جو ہیں وہ مجاز سے نکلیں۔ جو لوگ آپ سے دنیاوی طور پر وابستہ ہیں ان لوگوں کو بھی دینی محبت کی طرف لے

چلو۔ انہیں بتاؤ کہ یہ راستہ ایسے ہے' اس راستے پر چلو' ہم آپ کو Like کرتے ہیں' پسند کرتے ہیں' آپ بھی اس سفر میں ہمارے ساتھ آ جائیں۔ تو سنگت محبت والی ہو اور جانا رضائے الٰہی کے لیے ہو۔ تو محبت کی سنگت بنالو۔ اور محبت کی سنگت اگر In itself رہ جائے تو یہ گمراہ ہو جاتی ہے۔ تو یہ یہاں تک نہ رہے۔ سنگت جو ہے' سہیلیاں جو ہیں وہ پانی بھر کے لائیں اور اگر پانی بھر کے نہ لائیں تو سہیلیاں بنانا بے کار وقت ضائع کرنے والی بات ہے۔ تو سنگت جو ہے' ساتھی جو ہے وہ برائے رضائے الٰہی ہو۔ تو اپنے محبوبوں کو' اپنی بیویوں کو ساتھ ملاتے ہوئے رضا کے سفر پر روانہ ہو جاؤ۔ پھر محبت کی اجازت ہے۔ آپ صرف مجاز کو حاصل کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ چراغ اتنا قیمتی نہیں ہوتا جتنی روشنی قیمتی ہوتی ہے۔ بس روشنی لو اور آگے چلتے جاؤ اور رضائے الٰہی کے لیے چلتے جاؤ ______

اور کوئی سوال ______ بولیں ______

سوال:

حضور! لگتا ہے کہ یہ تو انسان خود نہیں کر سکتا بلکہ اگر کوئی کروانا چاہے تو کروا سکتا ہے۔

جواب:

اگر کوئی انسان کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ جب آپ کو پتہ چل جائے کہ یہ کام ہم نہیں کر سکتے تو جو دوسرا کام آپ کر رہے ہیں وہ بھی نہ کرو۔ پھر مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ ہم چائے نہیں پی سکتے تو پھر لسی پینا بھی چھوڑ دو۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ ہم نیکی نہیں کر سکتے تو پھر گناہ چھوڑ دو۔ یہ تو آپ کر سکتے

ہیں؟ اگر آپ کہتے ہیں کہ ہم گناہ نہیں چھوڑ سکتے تو کم از کم گناہ چھوڑنے کی تمنا ہی کر لو۔ اور اگر یہ تمنا نہیں کر سکتے تو پھر Get out! ______ اگر آپ Negativity کو چھوڑ نہیں سکتے اور نہ چھوڑنے کی تمنا کرتے ہیں تو پھر ہمارے ساتھ آپ کا کیا تعلق ہے۔ یہ تو خواہش کا نام ہے۔ اس کا تعلق تو دنیا سے ہے اور آپ کی دنیا ہے کیا۔ آپ نے تو چند ٹوٹے ہوئے ٹکڑے اکٹھے کیے ہوئے ہیں' آپ کے پاس ہے کیا ______ بین الاقوامی طور پر آپ جا کے دیکھیں تو آپ کو اپنی غریبی پر شرم آئے گی۔ آپ کا جو حاصل ہے وہ باقی دنیا کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ آپ تو پس ماندگانِ جہان ہیں۔ کھانے کے لحاظ سے' پیسے کے لحاظ سے اور دولت کے لحاظ سے آپ کے پاس کچھ بھی نہیں۔ پھر غرور کس بات کا؟ آپ کے پاس ہے کیا جو چھوڑنا مشکل ہو رہا ہے۔ بس ایک غریبی ہے اور آپ اسے نہیں چھوڑنا چاہتے۔ آپ دیکھیں کہ دولت والوں نے کس طرح دولت چھوڑی' دولت مندوں نے کیا کیا چھوڑا' صحت مندوں نے اللہ کے نام جنگیں کیسے لڑیں ______ آپ کے پاس تو ہے ہی کچھ نہیں۔ اگر آپ کا اکاؤنٹ دیکھا جائے تو وہ Negative نکلے گا' اس میں اُدھار نکلے گا' کچھ ایڈوانس لیا ہو گا اور کچھ اوورڈرافٹ لیا ہو گا' کچھ لیا ہوا ہے اور کچھ لینے والے ہوں گے۔ آپ تو غریب لوگ ہیں' ساری قوم ہی غریب ہے۔ ان سے پوچھو جن کے پاس دولتیں ہیں' وہ پریشان ہیں۔ مغرور وہ ہوتا ہے جو لاعلم ہوتا ہے۔ تو آپ جو عمل کر رہے ہیں وہ چھوڑ کے دیکھیں' پھر آپ کو بات سمجھ آ جائے گی۔ اگر آپ صرف چھوڑنا چاہتے ہیں تو بھی یہ عبادت ہے۔ آپ کہیں کہ یا اللہ یہ بدی ہے اس کو ہم چھوڑنا

چاہتے ہیں۔ اگر آپ سچے دل سے چھوڑنا چاہیں گے تو یہ چھٹ جائے گی۔ جو اللہ کے راستے پر صدقِ دل سے چلنا چاہے تو اللہ اُسے راستہ دیتا ہے۔ یہ تو نہیں ہے کہ وہ راستہ بند کر دے۔ اُس نے آپ کو بھیجا ہی اس لیے ہے اگر خواہش کریں تو راستہ آشکار کرے گا۔ آپ خواہش تو کریں ______

اور کوئی سوال ______ آپ بولیں ______

سوال:

آپ نے آج فرمایا ہے کہ جب راستہ نہ مل رہا ہو تو بہتر ہے کہ رُک جاؤ اور چپ کر جاؤ۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریاؑ کو فرمایا کہ تین دن چُپ کا روزہ رکھو اور حضرت مریمؑ کو حکم دیا کہ تین دن تک کسی سے بات نہ کرو۔ ان دونوں واقعات کا تعلق اولاد سے ہے اور معجزے سے ہے۔ یہ جو چپ کا روزہ ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے حکماً کہا ہے تو اس کی کیا معنویت ہے؟

جواب:

اس کی معنویت میں نے اس طرح پیش نہیں کی تھی۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اپنی صفات کو تھوڑا سا Stay order کر دو تو صفات میں نکھار آجاتا ہے۔ اگر Process of thinking کو تھوڑا سا سٹاپ کرو تو Thinking جو ہے وہ Bright ہو جائے گی' گویائی کو سٹاپ کرو گے تو گویائی مل جائے گی' سماعت ختم کرو گے تو اصلی آواز آجائے گی کیونکہ اب تو آوازوں کے شور میں وہ آواز گم ہو گئی ہے۔ تو آوازیں اتنی زیادہ آگئی ہیں کہ وہ آواز گم ہو گئی ہے' پتہ نہیں چلتا کہ اتنی آوازوں میں اُس کی آواز کون سی ہے۔ گرد و غبار کے اندر

Sight گم ہوگئی ہے۔ اگر آپ نے اس بات کو صرف اپنی ذات تک ہی لیا ہے تو پھر Ambition، Calculation اور عزم، Cause اور Effect کے رشتے سوچتے ہوئے، آپ اپنا عمل کرتے جائیں۔ Till you arrive at a final destination اور پھر اس پر راضی رہیں۔ تو یہ تو ایک طریقہ ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ ایسا واقعہ نہیں ہو رہا تو پھر اپنی Diversion سے پہلے یہ محسوس کر لیا جائے کہ عزائم آپ کی صلاحیت سے زیادہ ہیں۔ اگر عزائم صلاحیت سے زیادہ ہوں تو یہ ہمارے نزدیک جرم نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک یہ جرأت ہے اور جرأت رندانہ ہے کہ ایک آدمی کے پاس صلاحیت نہیں ہے لیکن خواہش ہے۔ تو اس کا کیا کیا جائے؟ اس کو یہ کہا جاتا ہے کہ اپنی صلاحیتیں جو ہیں ان کو Upgrade کرو اور Upgrade کرنے سے پہلے انہیں Denounce کرو۔ اگر آپ کی Speach میں گویائی کی صلاحیت ہو جائے، آپ کو Power of speech عطا ہو جائے، آپ کو Eloquence عطا ہو جائے اور Speech کے اندر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں عطا ہو جائیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ یا تو یہ ذکر کی شدت سے عطا ہوتی ہیں یا کسی کی توجہ سے عطا ہوتی ہیں یا Speechlessness پیدا کرنے سے عطا ہوتی ہے۔ میں یہ نہیں بتا رہا کہ دو تین دن کا روزہ رکھ لو۔ اللہ تعالیٰ نے بے شمار لوگوں کو بڑی جگہوں پر یہ کرایا ہے، مشائخ کرام میں سے ہر آدمی کو اس میں سے گزارا جاتا ہے۔ وہ جو مقام ہوتا ہے جب درخت ان کے ساتھ بولتے ہیں، جانور باتیں کرتے ہیں، شیر بات کرتے ہیں، تو وہ ان کے خاموشی کے زمانے ہوتے ہیں۔ اگر خاموش ہوں گے تو اس طرح بولیں گے ورنہ شیر ان کے ساتھ

رزلٹ صحیح نہیں آرہا ہوتا۔ تب کہتے ہیں Dear Lord Almighty! I seek your help اے ہمارے محبوب اللہ! ہمیں آپ کی مدد چاہیے۔ پھر وہ آپ کی Speech کو Twist کر دے گا اور یہ ہو سکتا ہے کہ آپ مضمون زیادہ بیان نہ کریں لیکن تاثیر زیادہ ہو جائے۔ ایک دفعہ ایک بزرگ بیمار ہو گئے اور جمعہ کا خطبہ نہ پڑھ سکے۔ ان کا بیٹا بڑا علم والا اور فصیح و بلیغ، دانائی والا تھا۔ انہوں نے جمعے کا خطبہ دیا مگر تاثیر نہ ہوئی۔ انہوں نے علم کے دریا بہا دیے مگر لوگ بیٹھے رہے۔ حتیٰ کہ لوگوں نے کہا کہ آپ ضرور کچھ عطا فرمائیں۔ آپ اُٹھے اور فرمایا کہ دیکھو ہماری طبیعت ناساز ہے، پھر بھی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے ______ آپ نے دو چار ایسے فقرے بولے کہ لوگوں پر یہ تاثیر ہوگئی کہ وہ رونا دھونا شروع ہو گئے۔ تاثیر جو ہے یہ صاحبِ تاثیر کا نام ہوتا ہے۔ آپ لوگ ابھی صاحبِ تاثیر نہیں بنے۔ صاحبِ تاثیر بننے کے لیے تھوڑا سا مؤثر طریقہ اختیار کرو۔ You are not being felt by the people لوگ آپ کو اس لیے شامل نہیں کرتے کہ انہیں آپ کے گریٹ ہونے کا ڈر ہوتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ He will become greater اور He will become stronger لیکن مستقبل کے لوگوں کے لیے آپ یہ سمجھیں کہ To be felt جو ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک شعبہ ہوتا ہے۔ آپ To be heard تو کر سکتے ہیں کہ You can deliver speech for 24 hours long آپ بولتے جائیں گے اور لوگ سنتے جائیں گے، اخبار بھی چھپ جائے گا، لیکن To be felt جو ہے وہ اور شعبہ ہے۔ He came and conquered وہ

آیا اور فتح کر گیا۔ تو بات ختم ہو گئی۔ لوگ بڑے بڑے واقعات کر دیتے ہیں مثلاً وہ آیا اور مسکرایا اور پھر بات ختم ہو گئی۔ کہتے ہیں کہ اس کے آنے سے' ایک لفظ سے قفل ٹوٹ گیا۔ یہ ایک خاص وقت ہوتا ہے' خاص ٹائم ہوتا ہے۔ ایک بڑا مشہور قوال تھا' اس کی کسی راجہ کے ہاں محفل تھی۔ رات کے کئی حصے گزر گئے' بڑا وقت گزر گیا مگر کیفیت نہ بنی۔ اس نے کہا کہ راجہ بھی ہے' لوگ بھی ہیں' بڑی پریشانی ہے' پتہ نہیں بات کیا ہے۔ پھر اس نے اپنے استاد کا بتایا ہوا ایک نسخہ آزمایا' کہتا ہے کہ میں نے ایک بے ترتیب مصرعہ چھیڑا کیونکہ میں تنگ آ گیا تھا' خسروؒ پڑھا' نظامیؒ پڑھا' جامیؒ پڑھا مگر محفل پر اثر ہی نہیں ہوا۔ وہاں پہ یہ مصرعہ شروع کیا۔

سیاں سے سیاں ملا جا رے بالم

بالم سے بالم ملا جا رے سیاں

گرچہ بے معنی فقرہ تھا مگر محفل آدھی اِدھر اور آدھی اُدھر' نعرے لگ گئے اور محفل جوان ہو گئی۔ تو جب ہم نے "مِلا جا" کہا تو محفل بن گئی۔ حالانکہ فقرہ بے معنی تھا مگر یہ ایک وقت ہوتا ہے' اُس نے دعا مانگی کہ یااللہ! وقت نہیں بن رہا۔ جب وقت بن جائے تو بے ترتیب فقرے بھی چل جاتے ہیں۔ آپ لوگوں کا وقت ابھی نہیں بن رہا۔ یہ دعا کیا کرو کہ وقت بن جائے۔ یہ بات پہچانی کرو کہ وقت نہ بنتا کیا ہوتا ہے۔ ورنہ آپ بہت زور لگاتے جائیں گے مگر کچھ نہیں بنے گا کیونکہ ابھی وقت نہیں آیا۔ آپ نے زندگی میں بھی تجربے کیے ہوں گے۔ کئی لمبے لمبے خط بے کار ہو کے واپس آ گئے اور بعض اوقات تھوڑی سی بات سے بڑا اثر ہو گیا۔ بعض اوقات چھوٹی سی بات کا اثر ہو جاتا ہے اور بعض اوقات پوری Speech

کا اثر نہیں ہوتا۔ کیونکہ وقت ہی ایسا ہوتا ہے۔ تو تھوڑی سی بات کی تاثیر ہو جاتی ہے۔ اللہ سے یہ دعا کیا کرو کہ یا اللہ بے اثر زمانوں میں مجھے تقریر نہ دے اور با اثر زمانوں میں مجھے خموش نہ رہنے دے۔ آپ کہیں نہ کہیں Old man ہیں۔ حالانکہ یہ لفظ اچھا نہیں سمجھا جاتا لیکن آپ کے لیے اچھا ہے کیونکہ ہم آپ کے لیے دعا کرنے والے ہیں' آپ اپنے آپ کو جتنا کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں ہم اُس سے زیادہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم کیا چاہتے ہیں؟ کہ آپ جو کامیابی دیکھنا چاہتے ہیں ہم اس سے بہتر چاہتے ہیں۔ تو ہم چاہتے ہیں کہ آپ لوگ کامیاب ہوں۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو پیر ہوتا ہے وہ چاہتا ہے کہ سب کے لیے اچھا ہو کیونکہ اس طرح اس کی مشہوری ہوتی ہے لیکن اس کے علاوہ بات یہ ہے کہ جس سے محبت کی جائے اس کے لیے ہم چاہتے ہیں کہ وہ کامیاب ہو جائے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ کامیابی کی اتنی سیٹیں ہیں کہ دس ہزار سے زیادہ بندے ہوں تب بھی وہ ختم نہیں ہوں گی۔ فرض کرو اگر ہم ہی کنٹری کے پریذیڈنٹ بن جائیں تو ہمیں رائٹر بھی چاہییں یعنی نثر نگار نظم نگار بھی چاہییں اور دوسرے شعبوں والے بھی چاہییں۔ آنے والے زمانوں میں کامیابی کے شعبے جو Internationally important ہیں وہ کئی ہزار ہیں۔ اس لیے کامیابی صرف اس تختی کا نام نہیں ہے جو آپ کے سر پر لگے گی بلکہ کامیابی اِس آدمی کا نام بھی ہے' اُس آدمی کا نام بھی ہے' جو چھوڑ گیا ہے وہ بھی کامیاب ہے اور جو لے کے آیا ہے وہ بھی کامیاب ہے' جو ہار گیا وہ بھی کامیاب ہے اور جو جیت گیا وہ بھی کامیاب ہے۔ روحانیت جو ہے وہ تو اسلام کا ایک عجب شعبہ ہے۔ اس میں جس نے کمائی لٹا دی وہ بڑا

کامیاب ہے اور جس نے حاصل کی وہ بھی بڑا کامیاب ہے۔ اگر تو ایک سیٹ ہو تو پھر آپ کوشش کر سکتے ہیں کہ آپ ہی کامیاب ہوں مگر سیٹ ایک نہیں ہے بلکہ کامیابی کی بے شمار سیٹیں ہیں' یہ بے شمار خوبیوں کی دنیا ہے' بے شمار کامیابیوں کی دنیا ہے' بے شمار عنائتوں کی دنیا ہے' بے شمار اسمائے الٰہی کی دنیا ہے' اس میں عجیب وغریب واقعات ہیں' عجیب وغریب تاثیریں ہیں۔ کبھی آپ باطنی اور ظاہری دنیا کو غور سے دیکھیں تو بڑے بڑے واقعات ہیں۔ کہتا ہے کہ شیشم کا درخت اچھا ہے کہ بُلبل اچھا ہے۔ دونوں کا کیا مقابلہ ہے کیونکہ درخت کا شعبہ اور ہے' بلبل کا شعبہ اور ہے۔ اس طرح کروڑوں شعبے ہیں۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ آپ کسی بھی شعبے میں کامیاب ہو جائیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کو اچھا دور ملے اور آپ اس میں کامیاب ہوں ______

کیوں بھئی پرویز الٰہی ہم کیا چاہتے ہیں؟ ہم چاہتے ہیں ناں؟

سوال:

جی سر!

جواب:

ہم چاہتے ہیں کہ آپ کو اپنے شعبے کی کامیابی ملے' ہمیں اپنے شعبے کی کامیابی ملے اور دوسرے کو دوسرے کی کامیابی ملے' کامیابی کے شعبے کتنے ہیں؟ بے شمار! ختم نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ایسی صفات بنائی ہیں' ایسے ایسے واقعات بنائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے ___ اللہ کا نام لو ______

سوال:

انسان کی زندگی میں کئی دور آتے ہیں اور آخری دور میں ماضی کی یاد کے حوالے سے ذہن میں کئی سوچیں آتی ہیں' اب ان کی اصلاح کیسے کریں؟

جواب:

سوال اصل میں یہ ہے کہ کیا حال کا ایمان ماضی کے کفر کو مومن کر سکتا ہے۔ ضرور کر سکتا ہے! آپ نے جب آج کلمہ پڑھا' تو بہ کا کلمہ پڑھا تو مسلم کون ہوا؟ بخشا کون گیا؟ ماضی کے سارے گناہ بخشے گئے۔ حال کا وہ لمحہ جس نے Relive کیے بغیر' ماضی کی اصلاح کرنی ہے وہ حال ہی ہے۔ ماضی کی جو گونج آتی ہے وہ کون دور کرے گا؟ حال ـــــ یادِ گناہ کون ترک کرے گا؟ حال ـــــ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ حال کی نیت جو ہے وہ ترک نہیں ہوتی' تو پھر اسے پختہ کرو۔ یعنی کہ آپ کے اندر یہ احساس ہونا چاہیے' یہ Determination ہونی چاہیے کہ میں نے بخشش میں داخل ہونا ہے۔ یادِ ماضی سے نجات ماضی کی خامی کو Repeat نہ کرنے کا فائنل فیصلہ ہے۔ تو یہ نجات ہے۔ آپ کہو کہ If it comes again I will not do it so ۔ اس طرح نجات ہو جائے گی۔ تو ماضی کی غلطی سے کیسے نجات ہو جاتی ہے؟ اگر آپ کو دوبارہ وہ چانس ملے۔ ویسا نہیں کریں گے۔ ایک جگہ پر دس مجرم' دس قیدی تھے ایک آدمی ان کے پاس گیا اور پوچھا کہ اگر تمہیں دوبارہ چانس ملے تو کیا کرو گے۔ ان میں سے ایک کہتا ہے کہ میرے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا' وہ چارہ تھا جو میں نے کیا ہے There was n ، wat out' اس میں میری کوئی غلطی نہیں

ہے۔ دوسرے قیدی نے کہا کہ میری تو غلطی ہی نہیں تھی، غلطی تو کسی اور کی تھی، میں تو ایسے ہی بے گناہ پھنس گیا۔ تیسرے پہ قتل کا مقدمہ تھا' اس سے کہا گیا کہ اگر تمہیں دوبارہ چانس ملے تو کیا کرو گے؟ اس نے کہا کہ میں اُسے دوبارہ قتل کروں گا ____ تو اس میں ابھی تک نفرت جاری تھی۔ کچھ لوگ ہوتے ہیں جو Repentance کرنے والے ہوتے ہیں اور کچھ لوگ ہوتے ہیں جو ماضی کی غلطیوں کو Justify کرنے والے ہوتے ہیں۔ آپ کس Stage والے ہیں؟

سوال:

ہم Justify تو نہیں کرتے۔

جواب:

تو آپ Repent کرنے والے ہیں۔ یہ جو Repentance ہے یہ نجات کا طریقہ ہے یعنی کہ If you are given a chance again, You will not do it یا یہ کہ You will do it differently۔ اگر یہ بات پیدا ہو گئی' احساس پیدا ہو گیا کہ دوبارہ ایسی غلطی نہیں کروں گا تو یہی تو نجات ہے۔ یہ توبہ ہے۔ تو ماضی کی غلطیوں میں سب سے خطرناک گناہ وہ ہے جس گناہ کا اس گنہگار کو زندگی بھر احساس نہ ہو۔ وہ گناہ نا قابلِ معافی ہوتا ہے۔ جس گناہ کا وقت پر احساس ہو گیا کہ وہ گناہ ہے تو وہ تو ختم ہو گیا' بخشا گیا۔ تو موت سے پہلے یہ احساس ہونا کہ مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے یا یہ اقرار کہ مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے یا یہ اعتراف کہ مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے' یہ نجات کا ذریعہ

ہے۔ تو سوال کا جواب کیا ہوا؟ ہر انسان ماضی کی غلطیوں اور غلطیوں کی یادوں اور یادوں کی گونجوں سے بچ سکتا ہے۔ خطا اور نسیان انسان کی سرشت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تجھے میں نے ضعیف پیدا کیا' خطا کرنے والا پیدا کیا' تم ظلوماً جھولا ہو۔ثم رددنه اسفل السافلین' اور تمہیں ہی احسن تقویم پیدا کیا' پھر اسفل السافلین بھی کر دیا۔ تو یہ Swing of pendulum درمیان میں oscillate کر رہا ہے۔ اب یہ Oscillation آپ کو نیچر نے دی ہے کہ آپ Going to one extreme اور پھر آپ Going to another extreme ______ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اس میں Involve ہو جاتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو نیکی اور بدی دونوں کا علم حاصل کرتے ہیں۔ نیک آدمی بھی بدی کا علم رکھتا ہے لیکن وہ بدی میں Involve نہیں ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ بازار بنایا ہے اور ہر آدمی اس میں سے گزرتا ہے۔ تو یہ دنیا ہے اور ہر آدمی اس بازار سے گزرے گا۔ دنیا میں نیکی' دنیا میں بدی اور دنیا میں خامی جو ہے یہ سب کو معلوم ہو گی۔ جو اس میں Involve ہو گیا وہ گنہگار ہو گیا اور جو Involve نہ ہوا وہ بچ بچا گیا۔ پھر زندگی میں ایک سٹیج آتی ہے جب وہ کہتا ہے کہ کاش ایسا نہ ہوتا ______ پہلی سٹیج یہ ہوتی ہے کہ کاش ہم نے وہ کیا ہوتا جو ہم نے نہیں کیا اور کاش ہم نے وہ نہ کیا ہوتا جو ہم کر بیٹھے ہیں' کاش It should have been different ______ انسان سوچتا رہتا ہے کہ اگر یوں ہو جاتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر تو وہ تقدیر کا سفر تھا تو خوش ہو جاؤ اور جس جگہ سے آپ کو تکلیف ہوئی تھی اُس جگہ سے آئندہ لوگوں کو بچاؤ۔ یہ توبہ کا ایک طریقہ

ہے۔ آپ کہو کہ یہ دریا یہاں گہرا ہے' یہاں میں ڈوبنے لگا تھا مگر پھر اُس کے فضل نے سفینہ کنارے لگا دیا' اب میں اس جگہ پر کھڑا ہو گیا ہوں تا کہ یہاں سے کوئی نہ گزرے I am the lighthouse' یہاں سے نہ گزرنا ورنہ ڈوب جاؤ گے' یہاں پر سب مرد چٹانیں ہیں' ٹکرا جاؤ گے' پاش پاش ہو جاؤ گے' ڈوب جاؤ گے' اس کے Underneath کچھ اور ہی Currents چل رہی ہیں۔ تو اس طرح لوگوں کو بچاؤ۔ بات سمجھ آئی؟ دانا آدمی وہ ہوتا ہے جو اپنے ماضی کے تجربوں سے دوسروں کو بچائے یا پھر اپنی اصلاح کر لے۔ تو جو کم دانا ہے وہ اپنی اصلاح کر لے اور اگر زیادہ دانا ہے تو لوگوں کو بچائے اور بتائے کہ Gentlemen ! Here is the place جہاں ہم ٹکرائے تھے۔

یہی انداز تھے جس محفل میں لُٹ گئی تھی زندگی

تو لوگ یہ لکھتے آ رہے ہیں۔ اس طرح وہ بچ گئے۔ تو توبہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ماضی کو نجات میں ڈالنا۔ ماضی نے ہی تو نجات پائی ہے' اگر ماضی گرفتار ہو گیا تو حال بھی گرفتار ہو گیا۔ اس لیے ماضی سے نجات کے لیے توبہ بہت ضروری چیز ہے۔ جس کو غلطی کا احساس ہو گیا' سمجھو کہ وہ نیکی کے قابل ہے۔ سب سے بڑا اور خطرناک مجرم وہ ہے جس کو اپنے ظلم کا احساس نہ ہو۔ اپنے جرم پر فخر کرنے والا تو ویسے ہی برباد ہو گیا۔ جس کو جرم کا احساس نہیں ہوا وہ خطرے میں ہے اور جس کو جرم کا احساس ہو گیا وہ بچ سکتا ہے۔ جس نے توبہ کر کے جرم سے نجات پا لی وہ بچ گیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے فلاح پا گیا' سعادت دارین حاصل کر گیا۔ تو یہ شعبے ہیں یعنی جرم پر غرور کرنے والا' جرم کو اپنی صفت کے طور پر بیان کرنے والا' جرم

سے لاعلم اور غافل ہونے والا اور جرم پر افسوس کرنے والا' پھر یہ توبہ کرنے والا کہ آئندہ جرم نہ ہوگا اور اس جرم سے لوگوں کو بچانے والا۔ تو یہ سارے درجے ہیں۔ تم کسی ایک جگہ ڈھل جاؤ تو بچ گئے۔ تو جرم بھی ایک استاد کے طور پر آتا ہے' Nation کو اس جرم سے بچاتا ہے کیونکہ وہاں تمہیں مبلغ بن جانا ہوتا ہے۔ لوگوں کو بچاؤ۔ بات سمجھ گئے آپ؟ اس لیے اپنے آپ کا ذکر اتنا Carelessly نہ کیا کرو۔ اپنے آپ کی کچھ تو عزت کرو۔ جرم سرزد ہو جائے تو توبہ ہو جائے۔ توبہ کرنے کے بعد اب جرم کا تذکرہ نہ کرو۔ جس طرح جرم کو توبہ ختم کر دیتی ہے اسی طرح توبہ کے بعد جرم کا ذکر اس توبہ کو ختم کر دیتا ہے۔ آپ میری بات سمجھے؟ توبہ نے کیا کیا؟ آپ کا جرم ختم کر دیا اور اگر توبہ کے بعد آپ پھر جرم کا ذکر کر رہے ہو تو اب توبہ ختم ہو جائے گی۔ اس لیے توبہ کے بعد جرم کا تذکرہ نہ کرو۔ عطا کے سامنے تیری خطا کا ذکر ہی کیا۔ جب آپ عطاؤں میں داخل ہو گئے تو اب خطاؤں کا ذکر کیا کرتے ہو۔ اب ان باتوں کو چھوڑو۔

سوال:

خطا تو معاف ہو جاتی ہے لیکن انسان کے اندر یہ خیال آ سکتا ہے کہ اگر خطا کے بارے میں یہ علم اتنی عمر گزرنے کے بعد ہوا کہ اب باقی عمر رہ ہی نہیں گئی تو یوں لگتا ہے کہ اب بخشش تو ہو گئی لیکن اتنی زندگی اس حالت میں جینا تو نصیب نہیں ہوا۔

جواب:

انسان کہتا ہے کہ اگر مجھ سے یہ خطا سرزد نہ ہوتی تو میں کتنی اچھی زندگی

بسر کرتا' کاش میں اس وقت توبہ کر لیتا۔ تو Achievement یہ نہیں ہے
کہ That you may live longer life of happiness or
achievement بلکہ Achievement یہ ہے کہ اس Maturity کے ساتھ
جواب تمہیں آئی ہے' تم سے ایک ایسا کام سرزد ہو جائے جو تمہیں عطا کر دے گا وہ
ساری سرخوشی جو پہلے لمحات میں تمہارے زندہ رہنے سے ہو سکتی تھی۔ سبزیاں'
گاجر' مولی روز اُگتی ہیں' چھوٹی موٹی چیزیں ہر روز بنتی رہتی ہیں' کہتے ہیں کہ ؎

مَت سہل ہمیں سمجھو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے

توانسان تو خاک کے پردے سے بنتا ہی بڑی دیر کے بعد ہے ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

سوال:

ہم ساری عمر ساگ کی جگہ گھاس کھاتے رہے اور اب آخری عمر میں پتہ چلا کہ ہم تو گھاس کھاتے رہے ہیں اور ساگ کھانا نصیب ہی نہیں ہوا۔

جواب:

شکر کرو کہ اب آپ اس سٹیج سے نکل گئے کہ جہاں ساگ کھانے کی اہمیت ہے۔ آپ ساٹھ سال کی عمر تک انتظار کرتے رہے کہ کہیں کعبے سے آواز آئے مگر وہ وقت گمراہی میں کٹ گیا۔ سچ پوچھو تو اگر آج آپ کو آواز آئی ہے تو ساٹھ سال سے کعبہ بھی تمہارے انتظار میں ہے۔ اب تم اس قابل ہوئے ہو کہ وہاں پہنچو۔ یہاں پر کوئی Wasted Genius نہیں ہوتا' مالک کے سامنے کیا

Wasted Genius بن گئے' وہ تو آپ کی تمام باتوں کا ازالہ کر دیتا ہے' زندگی میں ایک ایسا لمحہ ساز گار آ جاتا ہے کہ آپ کو تمام Compensations حاصل ہو جاتی ہیں۔ کتنے سال کے بعد نبی اپنا اعلان فرماتے ہیں' کتنے مخفی سالوں کے بعد ولی اپنا اعلان فرماتے ہیں' کتنی مدت بیت جانے کے بعد قائد اعظمؒ کی وکالت کے بعد آخری وقت میں ان سے پاکستان بن گیا اور یہ Achievement ہو گئی۔ انہوں نے پاکستان سے پہلے کوئی چھوٹا پاکستان نہیں بنایا تھا۔ تو جو گریٹ لوگ ہوتے ہیں ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ Success comes to all, but to great persons it comes after very late time تو کامیابی بڑے لوگوں کے پاس بڑی دیر کے بعد آتی ہے۔ چھوٹی کامیابی تو ایسے ہے جیسے بچے کی ٹافی تک ہو کہ وہ حاصل ہو جائے۔ شکر کرو کہ آپ کو جلدی کامیابی نہیں ہوئی کیونکہ اب تک تو آپ اس کامیابی کو ختم کر چکے ہوتے' اس کامیابی کو کھا چکے ہوتے بلکہ اس کامیابی کو بیچ چکے ہوتے۔ اچھا ہوا کہ آپ اس جنس میں نہیں گئے جہاں لوگ بکتے تھے' اللہ نے آپ کے لیے اور وقت بنایا ہے۔ اس کے پاس تو کیا کیا Compensations ہیں' کیا کیا واقعات ہیں۔ آپ صرف اپنے لیے زندہ نہیں بلکہ اُس کو بھی پتہ ہے کہ آپ نے کیا کرنا ہے' کچھ کام اُس نے وہ بھی کرانے ہیں۔ اس لیے گھبرانے والی بات نہیں ہے کہ وہ کام تب ہو جاتا تو کیا ہوتا۔ کوئی کہتا ہے کہ اگر میں پچھلے دَور میں وزیر اعظم ہوتا ______ تو تُو بھی پھانسی لگ جاتا۔ وہ پھانسی کا زمانہ تھا' تم بھی لگ جاتے۔ اگر یہ کہتے ہو کہ مجھے ضیاء صاحب کے دور میں صدر بننا تھا تو تیرا

بھی Explosion ہو جاتا۔ قائداعظمؒ کے بعد تو سب کے ساتھ ایسا ہوا۔ سکندر مرزا کو اللہ معافی دے' اللہ ایوب خان کو بھی معافی دے' اُس کے بعد ڈیڈی کا بیٹا آیا' اس کو بھی اللہ معافی دے۔ ضیاء صاحب کو بھی اللہ معاف کرے۔ اللہ سب کو معاف کرے۔ جانے والوں کا جو حال ہے وہ تو آپ نے دیکھا اور جو آنے والوں کا حال ہے یہ بھی آپ دیکھیں گے کہ کیا حالات بنتے ہیں۔ ابھی یہ کرسی عافیت والی نہیں بن رہی' اس لیے دُعا کرو کہ آپ وہاں ابھی نہ جاؤ۔ تو کوئی جانے والا خیریت کے ساتھ رخصت نہیں ہوا۔ قائداعظمؒ کی بیماری کا چلو ذکر نہ کرو لیکن لیاقت علی خان کو گولی ماردی تھی کسی نے۔ استغفر اللہ۔ وہ وزیراعظم تھا' اتنی بڑی انگریزی بولتا تھا' اس نے مہاجروں کے اتنے بڑے مسائل کو حل کیا۔ تو اس کو گولی لگ گئی تھی۔ یہاں پر جو آیا' اس ماحول سے جو نکلا وہ روتا ہوا نکلا۔ آپ کو Greatness کی تمنا ہے اور ''گریٹ'' آدمیوں کا حشر بھی آپ دیکھتے آرہے ہو' پھر بھی کہتے ہو کہ میں کیوں گریٹ نہیں ہوا۔ کیا کوئی عافیت والا بندہ آیا جو Tenure پورا کر گیا ہو۔ قائداعظمؒ کے بعد کوئی سا بتا دو۔ تو یہ حالات ہیں آپ کے۔ زندہ باد کہنے کے بعد تیسرے دن لوگ مردہ باد کہنا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ کیا قوم ہے' پہلے زندہ باد والے جلسے میں جاتی ہے پھر مردہ باد والے جلسے میں جاتی ہے۔ عجیب وغریب واقعات ہیں۔ کوئی شے کنارے نہیں لگی۔ نظامِ مصطفٰےؐ کا دور بھی آیا' بس اللہ تعالیٰ معافی دے۔ ابھی تک وہ لوگ آپ کی اصلاح کر رہے ہیں' آپ کا ''خیال'' کر رہے ہیں۔ جو لیڈر آتا ہے' وہ لوگ ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے ہیں اور غریب آدمی کی حالت نہیں بدلی۔ حالانکہ سب غریب

کے نام سے شروع کرتے ہیں۔اس لیے اگر کامیابی نہیں آئی تو اس میں بُرا بھی نہیں ہوا۔آپ دعا کرو کہ خیریت کا وقت آئے۔اگر آپ نے وہ نہیں حاصل کیا جو آپ چاہتے تھے

ہم نے چاہا تھا مگر یوں تو نہیں چاہا تھا

تو وہ جو کامیاب ہو گئے تھے ان کا حشر بھی دیکھو۔جہاں آپ ناکام ہو کے رو رہے ہیں وہاں جو کامیاب ہوئے تھے پہلے ان کا حشر تو دیکھ لو۔ابھی تو ہم اِس دنیا کی بات کر رہے ہیں' اب اُس دنیا کی بات کرو۔دعا یہ کیا کرو کہ یا اللہ یہاں کی کامیابی' محفوظ کامیابی ہو اور عاقبت بھی' محفوظ عاقبت عطا فرما۔باقی تو سب نمائشی پروگرام ہے' اس کو چھوڑ دو۔

اب سوال کرو______ بلال صاحب بولیں______ حنیف صاحب بولیں______ کوئی اور بولے______ آپ بولا کریں______

سوال:

سر! ایسے وقت میں کیا کیا جائے جب آپ فرماتے ہیں کہ سوال کرو اور واقعی ہمارے پاس سوال نہیں ہوتا______

جواب:

سوال کیا ہوتا ہے اور جواب کیا ہوتا ہے؟ یہ صرف کیفیت ہوتی ہے ورنہ نہ سوال' سوال ہوتا ہے اور نہ جواب' جواب ہوتا ہے۔بات صرف یہ ہوتی ہے کہ دینے والے نے بات کیسے عطا فرمائی ہے۔وہ سوالات جو کسی انسان نے کرنے ہوتے ہیں وہ تو ختم ہو جاتے ہیں۔پھر کیفیت کے اندر بھی سوال ہوتا ہے کہ یہ

کیسے حاصل ہو اور وہ کیسے حاصل ہو، پھر نجات کا سوال آ جاتا ہے۔ تو سوال انسان کے اندر رہتا ہے۔ جس بات کو سننے کی تمنا ہو اس کو بولنے کی خواہش ہوتی ہے۔

سوال ضرور رہتا ہے ______

اب آپ بولیں ______

سوال:

سوال یہ ہے کہ سب کے لیے اچھا وقت ہو۔

جواب:

یہ تو دُعا ہے، اچھا وقت آنا چاہیے اور سب کے لیے اچھا وقت ہونا چاہیے۔ اب اچھے وقت کی نوید کیا ہے؟ اچھے وقت کی نوید یہ ہے کہ آپ لوگ، کم از کم آپ لوگ، یہ چند آدمی جس چیز کے بارے میں Openly یہ علم رکھتے ہیں کہ وہ بدی ہے، اُس سے آپ الگ ہو جائیں۔ نقصان تو ہو گا لیکن چھوڑ دو۔ نقصان بھی کیا ہو گا، بس چھوڑ دو، تو جس کو آپ بدی سمجھتے ہیں اس کو ترک کر دو۔ جس طرح کا دَور آپ دیکھنا چاہتے ہیں اپنا کیریکٹر ویسا بنا لو۔ آپ اللہ کے فضل کو تلاش کرنے والے ہیں، دعا کرنے والے ہیں اور اچھے دَور کی تمنا رکھنے والے ہیں۔ وہ دَور ضرور آئے گا۔ ہمیشہ ہی دَور آتے رہتے ہیں۔ تو اچھے دور کی آرزو کرو ______

سوال:

سر! میرا سوال یہ ہے کہ ہم آپ کی اس محفل میں آتے ہیں تو اکیلے آتے ہیں لیکن ہم اکیلے نہیں ہیں، گھر بار ہے، رشتہ داریاں ہیں، دوسرے لوگ ہیں۔ ہم

یہاں سے بے شمار چیزیں دل میں بٹھا کے جاتے ہیں۔ اوران پرحتی الوسع عمل بھی کرتے ہیں اور کامیاب بھی رہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ جو لوگ ہیں وہ بھی اس سچائی میں شامل ہو جائیں۔ لیکن جس کو ہم سچا سمجھتے ہیں اس کو کچھ لوگ سچا نہیں سمجھتے۔ اس کا سدباب کیسے کریں؟

جواب:

یہ آپ کا ذاتی خیال ہے کہ جس کو آپ سچا سمجھ رہے ہیں اس کو لوگ شاید نہیں سمجھ رہے۔ ایک چھوٹی سی بات جاننے والی ہے کہ آپ کو ایک چیز حاصل ہو گئی مثلاً ایک گھوڑا مل گیا۔ اس کے بعد آپ اُسے روسٹ گوشت کھلا دو تو وہ نہیں کھائے گا۔ تو اس کی صفت جاننی چاہیے کہ اس کی کیا صفات ہیں۔ اس کی صفت یہ ہے کہ وہ گھاس کھائے گا' چنے کھائے گا' ایسا رہے گا اور ویسا رہے گا۔ تو یہ گنتی کی چیزیں ہیں۔ اور اس کے علاوہ وہ دوڑے گا۔ انسانی فطرت کی آپ جتنی مرضی ورائٹی دیکھتے جاؤ' انسانی فطرت بڑی محدود سی ہے کہ انسان یہ یہ باتیں چاہے گا۔ تم ابھی رازِ آشنا نہیں ہو رہے اس لیے اپنے آپ کو سماج سے تھوڑا سا Detach کرلو۔ جب تم راز آشنا ہو گئے تو سب کے لیے وہی راز ہے۔ کوئی انسان ایسا نہیں ہے جو اس سے گریز کرے جیسا کہ ابلاغ ہے۔ کوئی انسان ایسا نہیں ہے جس کو تم ادب سے ملو اور وہ تم سے نفرت کرے۔ ایسا کوئی انسان آج تک پیدا نہیں ہوا۔ اُسے ادب سے ملو اور کہو کہ تشریف رکھو' چائے بھی پیش کرو۔ اگر وہ ادب سے پیش کرتے ہو تو یہ بات ناممکن سی ہے کہ وہ تمہیں بددعا دے۔ تو تم اس کی خدمت کرو۔ یہ بات سمجھنے والی ہے کہ دوسرے انسان سے آپ نے بات

کیسے کرنی ہے۔نہ آپ Command کرواور نہ آپ اُسے Curse کرو نہ
مجبور کرو۔آپ صرف یہ دیکھو کہ اس آدمی کی ضرورت کیا ہے۔اگر خاموشی سے
کسی آدمی کی ضرورت پوری کردو تو وہ خاموشی سے دُعا کرتا ہوا چلا جائے گا۔اس
کو بظاہر کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ اگر اللہ کے
حوالے سے دیکھو کہ اللہ کے ہاں اس آدمی کا کیا مقام ہو سکتا ہے' کیا مرتبہ ہو سکتا
ہے تو پھر تمہیں اصلیت سمجھ آجائے گی۔پھر اس آدمی کو اس کی نگاہ سے دیکھو کہ
How does he feel about himself' پھر تمہیں بات سمجھ آجائے گی۔
اگر اس کی ضرورت پوری کر کے دیکھو تو سارا واقعہ سمجھ آجائے گا۔اس کو اس
انداز سے Address کر کے دیکھو۔کچھ بچے ایسے ہوتے ہیں جنھیں آپ "تو"
کہہ کے بلاتے ہیں تو وہ مائنڈ کر جاتے ہیں۔وہ اپنے بارے میں "آپ" سننا
چاہتے ہیں۔یعنی کہ یہ دیکھو کہ وہ انسان اپنے آپ کو اپنی نگاہ میں کیسے محسوس کرتا
ہے۔پھر یہ زمانہ آپ کے ساتھ چلے گا۔زمانہ آپ کے ساتھ چل سکتا ہے۔
زمانے کا ایک ہی مزاج ہے اور سالہا سال سے ایک مزاج ہے۔انسان کو دس
گھنٹے کام کرنے کے بعد ریسٹ چاہیے' رات آگئی ہے تو اس کو سونا چاہیے' اس کو
شہرت چاہیے' اس کو آج کی ضرورت کے بعد بھی پیسہ چاہیے' یہ سلام بھی کرے گا
اور اس کو سلام بھی چاہئیں' اطاعت کرنے کے لیے اسے ایک اچھا لیڈر
چاہیے' کمانڈ کرنے کے لیے اسے اچھے ماتحت چاہئیں' پیسہ حاصل کرے گا اور
خرچ کرنے کا خواہش مند رہے گا۔تو آدمی تو بہت Simple ہے' اس میں کسی
پیچیدگی کی کوئی بات نہیں ہے۔تو آپ جب بھی لوگوں سے بات کرنا چاہیں تو پھر

ان کے مزاج اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق بات کریں۔ پھر ان کو بات سمجھ آجائے گی بشرطیکہ آپ اپنے خول سے باہر نکلیں۔ آپ کے لیے خول سے نکلنا مشکل ہے۔ یہاں پر آپ سب لوگ تھوڑی دیر کے لیے آتے ہیں اور اس کے بعد پھر اپنی مصروفیت اور اپنے Crowd میں چلے جاتے ہیں۔ اس کے باوجود واقعہ چلتا جا رہا ہے اور چلے گا۔ آپ یہاں سے جا کے بات بھول تو نہیں جاتے؟ اس کو لکھا کرو' نوٹ کیا کرو ______

ناظم صاحب آپ بولیں ______

سوال:

ابھی آپ Thoughtlessness اور Sightlessness کے متعلق کچھ بتا رہے تھے تو Heartlessness کے متعلق بھی کچھ ارشاد فرمایئے۔

جواب:

میں اس کے بارے میں کیوں بات کروں۔ یہ تو میرا شعبہ ہی نہیں ہے۔

سوال:

دل تو جسم کا قائداعظم ہے' اس کے بارے میں ضرور کچھ فرمائیں۔

جواب:

اسی کی خاطر تو سارے واقعے ہو رہے ہیں اور آپ اس کو بھی قانون میں لے آئیں تو پھر کیا بات رہ گئی۔ آپ اپنی جتنی اصلاح کر رہے ہیں سب اسی کے لیے ہے' اسی کی رضا کے لیے ہے' یہ آپ کی Achievement ہے۔ جتنی

بھی Development ہے اسی کی خاطر ہے' جتنی تگ ودَو ہے اسی کی خاطر ہے' عبادت بھی اسی کی رضا کے لیے ہے۔ ایک مقام پر اسی کا نام ہی اللہ بن جاتا ہے۔ یہ بڑا خاص واقعہ ہے۔ رضا اس کی ہے

بٹھا کے دل میں اُسے اس کی ہی نماز پڑھی
اُسی کے گھر ہی کو کعبہ بنا کے دیکھ لیا

اب یہ عجب بات ہے کہ کیا ہوا' کس نے کس کی نماز پڑھی' یہ بتاؤ۔ تو اسی کے گھر کو کعبہ بناؤ' اسی کو دل میں بٹھاؤ اور اُسی کی نماز پڑھو۔ تو اپنے دل میں مالک کو بٹھا کے اس کی نماز کیسے پڑھو گے؟ تو لوگ یہ کرتے رہتے ہیں اور یہ بڑے غور والی بات ہے ______

دعا مانگنے سے پہلے کوئی اور سوال ہو تو ______

سوال:

سر! یہ ہم جو کچھ یہاں سیکھتے ہیں' جب گھر جاتے ہیں تو بچوں کے کچھ اور تقاضے ہوتے ہیں' گھر والوں کے کچھ اور خیالات ہوتے ہیں تو اس کا ہم کیا کریں؟

جواب:

یہ بڑی آسان بات ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ گھر جا کے کچھ اور Diversity ہو جاتی ہے' Diversion ہو جاتی ہے۔ اگر آپ دولت مند ہیں اور بچوں کے پاس پیسے نہیں ہیں تو جان لو کہ آپ کی دولت آخر بچوں کے کام آئے گی اور آپ کی عبادتیں بچوں کی عاقبت کے کام آئیں گی۔ اب ضروری نہیں ہے کہ ان کو بھی

اس سفر پہ روانہ کردو۔ اگر ہیڈ آف دی فیملی حج کر کے آیا ہے' نیکی کر کے آیا ہے تو اس کا ثواب اولاد کو بھی مل جائے گا۔ اس لیے اپنے آپ کو پکا رکھو۔ آپ اپنے آپ کو پکا نہیں رکھتے۔ آپ کا پکا ہونا جو ہے وہ اولاد کے لیے بہتر ہو جائے گا۔ اگر ساری اولاد آپ کے راستے پر نہیں چل رہی ہے تو فکر کی بات نہیں ہے' کوشش کرتے رہو اور اپنے آپ کو قائم رکھو تا کہ آپ کا ہونا ان کے ہونے کے لیے مفید ہو۔ اگر باپ یا ماں میں سے ایک مفید ہو جائے تو سارے خاندان کے لیے فائدہ ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ وہ سارے آپ کے ساتھ چلیں۔ اگر جاگنے والا ایک ہو تو سونے والا سارا گھر خیریت سے رہے گا۔ اب آپ سارے گھر کو بیدار نہ کر دینا کہ چلو اٹھو جاگو' اٹھو بیٹا' سارے لوگ اٹھو______ اگر تو تہجد گزار ہے تو دعا کر کہ یا اللہ بچے سو رہے ہیں' غافل ہیں لیکن تیرے فضل کے سہارے سو رہے ہیں' تو ان پر فضل فرما۔ تم ان کو بھی جگانا چاہتے ہو لیکن بچے کیسے جاگیں گے۔ یہ ان کی عمر نہیں ہے۔ ان کو سونے دو اور دعا کرو کہ ان کی نیند حرام نہ ہو اور وہ خیر سے سوئیں' عافیت میں سوئیں۔ دعا کرو کہ یا اللہ بچے گاڑی چلاتے ہیں' یہ خیریت سے رہیں۔ تو دعا کرتے جاؤ۔ تم تو کہتے ہو کہ بچے تمہاری طرح اپاہج ہو کے بیٹھ جائیں۔ تمہاری عمر اور ہے' ان کی عمر اور ہے۔ بچوں کو تنگ نہ کرو۔ ان کو چلنے دو______ بچے اور طرح سے رہیں۔ آپ کے شعبے میں بھی یہ بات نہیں تھی بلکہ یہ تو اتفاق سے آپ کی ہم سے ملاقات ہو گئی' چانس ایسا بن گیا کہ اللہ کا فضل ہو گیا۔ مجھے آپ کی وجہ سے اور آپ کو میری وجہ سے کچھ کچھ باتیں سمجھ آ گئیں۔ اب ہم اس میں سارا شہر نہیں ملاتے۔ اس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اگر جسم کا

ایک شعبہ خوش رہے گا تو سارا جسم ہی خوش رہے گا۔ آپ زندہ باد رہیں اور اولاد کے لیے آپ دعا کیا کریں۔ آپ کی اولاد ٹھیک ہے۔ اولاد سے نفرت نہ کرنا۔ یہ اللہ کی نعمتیں ہیں جو آپ کو ملی ہیں۔ ان سے بیزار نہ ہونا اور کبھی غصہ نہ کرنا۔ تو غصہ مت کرو اور آرام سے رہو۔ اولاد کے سامنے لال پیلے مت ہوا کرو۔ تو غصہ نہ کیا کرو۔ اگر اولاد بیمار ہو جائے تو غصہ نہیں آتا' اگر ان سے غلطی ہو جائے تو سمجھو کہ یہ بھی تھوڑی سی بیماری ہے۔ دعا سے ان کی اصلاح کرو۔ اپنا Temper نہ Loose کرنا۔ یہ بڑی امانتیں ہیں' ان کی قدر کرو۔ Temper کو Loose کرنے سے تمہارے دل میں نفرت ہو جاتی ہے اور غصہ آ جاتا ہے۔ ایسا مت کرو۔ بس دعا کیا کرو' دعا کیا کرو! آپ اللہ سے کہیں کہ مجھے توفیق دے کہ میں زمانے کی اصلاح کروں تا کہ اولاد تو محفوظ ہو' تا کہ بعد میں بچے ٹھیک ٹھاک رہیں۔ اب آپ زمانے کی اصلاح کیوں چاہتے ہیں؟ تا کہ آنے والے زمانے میں آپ بچوں کو Secure چھوڑ جائیں۔ اس ماحول میں تو بچے گمراہ ہو جائیں گے۔ یہ کہنا نہیں چاہیے کہ بچے کس طرح کے ہو جائیں گے۔ دعا کرو کہ یا اللہ تیرا نام چلنا چاہیے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم کچھ کریں' مال غیروں کے پاس ہے' ہمارے یہ حالات ہیں' پھر ہم بات کیسے کریں؟ یا اللہ اچھے آدمیوں کو اچھی طاقت عطا فرما ۔

چھین غاصب کے ہاتھ سے ہمت
اب غریبوں کی بن کے آ قسمت

میرا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ آئے گا' وہ غریبوں کے آستانے پر بھی آئے گا' نیک

لوگوں کے گھروں میں آئے گا' آپ لوگوں کو طاقت عطا فرمائے گا۔ آپ بس سچے ہو جاؤ اور میرے ساتھ جھوٹ نہ بولنا۔ پھر مسئلہ حل ہو جائے گا ______

اور کوئی سوال ______ بولیں ______

سوال:

سر! آپ نے یہ جو سچ کے بارے میں بات کی ہے تو ہم آپ کے ساتھ جتنا سچ بولتے ہیں اتنا اپنے آپ سے بھی نہیں بولتے۔

جواب:

تو یہ اچھا ہے۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ چلو پھر دعا کرو۔ دعا کیا کرنی ہے؟ یارب العالمین ہمیں دنیاوی خوشیاں عطا فرما اور دینی فنکشن عطا فرما' ہم اس زندگی میں خوش رہیں اور ہماری عاقبت عافیت سے گزر جائے۔ ہم کوئی کام کر جائیں' تیرے نام کا کوئی کام کر جائیں' ایسا کام کہ آنے والے زمانے بہتر طور پر یاد رکھیں اور یہ محفوظ رہے۔ یارب العالمین ہمیں اندیشوں سے بچا' بہتر زمانے لے آ' اس قوم پر رحم فرما اس اُمت پر رحم فرما' ملت اسلامیہ پر رحم فرما یارب العالمین! ہم جیسے بھی ہیں تیرے نام لیوا ہیں' ہم سب پر اپنا فضل فرما۔

صلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ و نور عرشہٖ افضل الا نبیاء والمرسلین حبیبنا و شفیعنا سیدنا وسندنا ومولٰنا محمد و آلہٖ واصحابہٖ اجمعین ______ آمین ______ برحمتک یا ارحم الرّحمین

1 خیال اصل میں کہاں سے آتا ہے؟

2 بندے کے ذہن میں کئی قسم کے خیال آتے رہتے ہیں جن میں بری باتیں بھی ہوتی ہیں۔

3 آپ نے فرمایا ہے کہ اچھا اور بُرا خیال۔ پھر یہ جو فرمایا ہے تو کیا خیال کے بغیر بھی کچھ لوگ ہوتے ہیں کہ جنھیں خیال نہیں بلکہ مال دے دیا گیا۔

4 زندگی میں ایسے موقعے آتے ہیں کہ انسان بہت زیادہ مصروف ہو جاتا ہے اور اس طرح بے خیالی پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ مصروفیت کی وجہ سے اس کو سوچنے کا ٹائم نہیں ملتا۔ کیا بے خیالی اس آدمی سے بہتر ہے جس کے پاس غلط قسم کے خیال آتے ہیں؟

5 یہ جو نیند ہے کیا یہ باعثِ رحمت بھی ہے یا باعثِ زحمت بھی ہے؟

6 کئی لوگ Machanical Life گزار رہے ہوتے ہیں اور ان کے پاس سوچنے کا ٹائم نہیں ہوتا' وہ کیا کریں؟

7 کیا خیال کہ لہریں ہوتی ہیں جو گزرتی رہتی ہیں اور وہ Absorb ہوتی جاتی ہیں۔

8 بعض اوقات اچھے اور بُرے دونوں خیالات آنا شروع ہو جاتے ہیں۔

9 شاید میں کمزور ہوں

10 جب ذہن میں سوال آتا ہے اور جواب بھی چاہیے ہو اور جواب نہیں ملتا۔ تو وہ جواب ذہن میں کیوں نہیں آتا؟

11 سر! اگر بندے ناراض ہو جائیں تو

12 ایک خیال آتا ہے کہ کوئی چیزیں جو اس میں ہم سن رہے ہیں یہ اگر پہلے مل گئی ہوتیں تو زندگی شاید کچھ اور مختلف ہوتی۔

13 ہم زندگی میں ایک Machanical State میں ہوتے ہیں اور اکثر جاگتے ہوئے بھی نیند میں ہوتے ہیں۔ تو کیا اس حالت سے نکلنے کے لیے کوئی Exercise یا کوئی طریقہ ہے؟

سوال:

خیال اصل میں کہاں سے آتا ہے؟

جواب:

اپنے بارے میں پوچھنا چاہیے کہ میں کہاں سے آیا۔ یہ پوچھنا چاہیے کہ ہم لوگ کہاں سے آئے، کیوں آئے، کس نے ہمیں یہاں پر بھیجا ہے، اگر آئے ہیں تو جاتے کیوں ہیں، اس کا مفہوم کیا ہے، یہ کوئی بتائے۔ جس نے انسان کو تشکیل دیا اس نے خیال کو تشکیل دیا۔ خیال ساز وہی ہے جو انسان ساز ہے۔ ادارہ ایک ہی ہے۔ جو انسان کو بناتا ہے وہی خیال کو بناتا ہے۔ جو شکلیں بناتا ہے خیال کی شکل بھی وہی بناتا ہے۔ خیال ذہن سے چلتا ہے یا ذہن میں آتا ہے؟ اس کا مرکز کیا ہے؟ اس کا Keyboard کیا ہے؟ وہ خیال ہی کیا ہوا جو Keyboard میں آجائے۔ تو وہ Keyboard میں نہیں آئے گا، اس کا سرگم کوئی نہیں ہے، یہ خیال ہے، یہ عنایت ہے۔ اگر آپ اس کا آغاز کرو تب یہ عنایت ہے اور خود آجائے تب بھی یہ عنایت ہے۔ بعض اوقات کوئی ایجنسی ہوتی ہے جو خیال بھیجتی ہے۔ یہ اُس کی مہربانی ہے۔ کچھ ایجنسیاں ہیں جو خیال کو بدلتی رہتی ہیں،

پھر ایک روز آپ لوگ بیٹھے بیٹھے گھبرا جائیں گے۔ آپ پوچھیں کہ کیا ہوا تو وہ کہے گا کہ میں رو رہا تھا۔ پھر سب چپ چاپ' سب خاموش ہو گئے اور ماحول اُداس ہو گیا۔ یہ بھی ہوتا ہے۔ کچھ دن برائٹ ہوتے ہیں اور کچھ دن اُداس ہوتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی اس کو کر رہا ہے' کوئی ادارہ ہے۔ اچانک ایک آدمی کسی طرف جا رہا ہے اور جاتے جاتے کسی اور طرف چلا گیا۔ کہتا ہے کہ میں تو مڑا ہی نہیں' کس نے مجھے موڑا۔ پھر کہتا ہے کہ اچھے رُخ ہی مڑ گیا حالانکہ پہلے تباہی کی طرف جا رہا تھا۔

منم محوِ خیال اُو نمی دانم کجا رفتم

میں کسی کے خیال میں جا رہا تھا اور پھر کسی اور کے خیال میں چلا گیا۔ کہتا ہے کہ ہم تو گئے تھے آگ لینے مگر پیغمبری مل گئی۔ یہ بات کس کی ہے؟ انہوں نے کہا کہ بیوی کا پرابلم ہے' وہاں سے آگ لے آتے ہیں اور آگ نے کہا کہ ہم آپ کے رب ہیں' اللہ ہیں' یہ لو پیغمبری۔ اسے کہتے ہیں کہ آگ لینے گئے اور آ گے پیغمبری مل گئی۔ یہ کون کر رہا ہے؟ پھر کچھ لوگوں نے سوچا کہ یہ شعیب علیہ السلام کی کاروائی ہے کہ انہوں نے یہ کام کیا۔ تو خیال ساز ایجنسی کون ہو گئی؟ شعیب علیہ السلام۔ پھر اقبالؒ نے یہ شعر کہا کہ

اگر کوئی شعیبؑ آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

وہ تو پہلے گلہ بانی کر رہے تھے مگر شعیب علیہ السلام نے کاروائی کر دی۔ انہوں نے کہا کہ میری بیٹی سے شادی بھی کر و اور پیغمبری کا حصہ بھی لو۔ تو یہ کسی شعیب علیہ

السلام کا ہے۔ یہ کسی تبریزؒ کا کام ہے کہ رومیؒ بنا دیا۔ پھر رومیؒ کو کیسے کیسے خیالات آنا شروع ہو گئے' کہیں کہتے ہیں کہ درخت بول پڑا' مٹی سے آواز آ گئی' خوشبو نے رنگ دکھا دیا' اچانک ایک زرگر کی کہانی آ گئی' مولانا رومؒ کہانیاں بناتے جاتے ہیں مگر بات ختم ہی نہیں ہوتی' بات چلتی جاتی ہے۔ یہ کیسے ہوا؟ ایک مجذوب آدمی ان کے پاس آیا اور یہ سب ہوا۔ تو خیال کدھر سے آیا؟ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس تو شکل میں آیا' تبریزؒ کی شکل میں آیا ؎

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد

تو تبریزؒ آیا' ایک شکل میں آیا اور پھر خیال کبھی کبھی گھوڑے پہ چڑھ کے آتا ہے' کبھی کبھی چوروں کی شکل میں آجاتا ہے' گھر میں چور آیا اور وہ سوچ میں پڑ گیا کہ ہم تو چوروں کی زد میں ہیں' اپنے آپ کو بچاؤ' کوئی بچانے والی طاقت ہونی چاہیے' پھر سوچا کہ ایک خاص آدمی ہے جو بچائے گا ______ تو اس آدمی سے رجوع کر لیا۔ تو کہیں ایسا نہ ہو کہ راہ میں لُٹ جائے انسان۔ جب بچانے والے کی طرف رجوع کیا تو محسوس ہوا کہ ایک طاقت مل گئی ہے۔ خطرہ بعض اوقات انسان کو اس کے اصل مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ تو یہ خطرہ ہوتا ہے یہ بڑے کام کرتا ہے' خطرہ استغفار کرا دیتا ہے' خطرہ الحمدللہ تک پہنچا دیتا ہے' خطرہ آپ کو اپنے اصل تک پہنچا دیتا ہے۔ خطرہ ٹلتا نہیں ہے لیکن انسان بدل جاتا ہے۔ خطرہ نہ ٹلے تب بھی انسان بدل جاتا ہے۔ موت کا خطرہ زندگی کو مبارک کر دیتا ہے۔ انسان کو بے شمار خطرات ہیں۔ خطرے کا جتنا شعور آتا جائے گا اتنا ہی

انسان بدلتا جائے گا۔ جو چیز ہو جائے وہ حادثہ کہلاتی ہے اور جس کا امکان ہو اور وہ نہ ہو تو وہ خطرہ کہلاتی ہے۔ گویا کہ خطرہ نہیں ہوتا' اس طرح کہ خطرہ کا وجود ممکن ہوتا ہے لیکن اس کا وجود حاصل نہیں ہوتا۔ بات سمجھ نہیں آئی؟ خطرہ وہ ہوتا ہے جس کا ہونا ممکن ہو لیکن ابھی ہوا نہ ہو۔ مثلاً موت کا خطرہ ہے لیکن موت نہیں ہے۔ بعض اوقات موت کا خطرہ موت سے زیادہ خوف ناک ہوتا ہے۔ موت اس لیے خوف ناک نہیں ہے کہ کیونکہ وہ آئی اور پھر چلی گئی مگر خطرہ موجود رہ جاتا ہے۔ تو خطرہ بھی ایک مخرجِ خیال ہے۔ تو خیال کہاں سے آتا ہے؟ خطرہ اُسے Generate کرتا ہے۔ Origin of thought کیا ہے؟ خطرہ اس کا Origin ہے' محبت اس کا Origin ہے۔ جس پہ محبت چھائی رہتی ہے اُسے خیال ملتے رہتے ہیں' محبوب پاس نہیں ہوتا مگر خیال یہاں سے وہاں چلا گیا' پھر خیال چلتا جا رہا ہے۔ محبوب سے زیادہ پیارا محبوب کا خیال ہوتا ہے۔ محبوب تو انسان ہوتا ہے' وہ کچھ نہ کچھ کرے گا' شور مچائے گا' مگر اس کی یاد بہتر ہوتی ہے' چاند سے بہتر چیز چاندنی ہوتی ہے۔ چاند پہ تو روشنی نہیں ہوتی' چاند محبوب ہو تو چاندنی اس کی یاد ہے۔ تو وہ یاد بہتر ہوتی ہے۔ تو یہ خیال کو Generate کرتی ہے اور اس کا Origin ہے۔ اگر کوئی انسان ذہن پہ چھا جائے تو وہ جب بھی ذہن میں آئے گا خود بخود خیال آنا شروع ہو جائے گا۔ اس کا ایک اور Origin ہے' وہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی لوحِ محفوظ یعنی حافظہ رکھا ہے۔ حافظے میں آتا ہے کہ یہاں سکول تھا جس میں ہم داخل تھے' وہ بچپن اور کلاس فیلوز۔ کلاس فیلوز میں سے ایک کلاس فیلو ہوتا تھا جو مر گیا' ایک اور نام یاد آیا تو وہ بھی مر گیا' تو انسان سوچتا ہے کہ جتنے دل

کے محرم تھے وہ چلے گئے ______ اس طرح خیال شروع ہو گیا' سکول کے زمانے اور دوسرے زمانے' اس طرح چلتے چلتے نیند کی وادی میں گم ہو گیا۔ خیال کو مخرج سے نکالنا ہے یعنی یادداشت اور حافظہ سے۔ بعض اوقات Bright phase یاد رہ جائے تو بعد میں خیال Generate ہوتے رہتے ہیں۔ کہتے یہ ہیں کہ ایک بیج ہوتا ہے جو کہیں سے آنے والا ایک شخص ذہن میں پھینک جاتا ہے' کبھی اپنا نام بتا جاتا ہے اور کبھی نام نہیں بتاتا۔ وہ ایک انسان ہوتا ہے یا واقعہ ہوتا ہے۔ وہ انسان ہو یا واقعہ' جب پاس سے گزرا تو آپ کے اندر ایک بیج پھینک گیا۔ آپ کو پتہ ہی نہیں اور وہ بیج ایک تن آور درخت بنتا جا رہا ہے۔ تو خیال ہی خیال' خیالات ہی خیالات' بلکہ تخیلات پیدا ہو گئے۔ اس ایک بیج سے کیا کیا کرشمے پیدا ہو گئے۔ جانے والے نے کان میں صرف ایک بات ہی کہی اور اب وہ بات Grow کرتی جا رہی ہے' چلتی جا رہی ہے۔ تو اُس نے ایسی بات کہی کہ ہماری کائنات ہی بدل گئی۔ تو وہ بڑی قیمتی بات کر گیا۔ دنیا میں ایسی کتنی ہی کہانیاں ہیں۔ ایک بڑا نیک بادشاہ تھا' اس کو بڑا نیک شوق تھا' اللہ کو تلاش کرنے کا شوق تھا۔ ایک دن ایک درویش اس کے محل میں آ گیا۔ بادشاہ سلامت نے پوچھا کہ تم کدھر جا رہے ہو' یہاں کیسے آئے ہو؟ اس نے کہا کہ میرا اونٹ گم ہو گیا ہے' میں اسے تلاش کر رہا ہوں۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ کیا بات کر رہے ہو' کبھی بادشاہ کے محل میں بھی اونٹ ہوا؟ کہتا ہے کہ بادشاہ کے محل میں تو خدا کو کیا ڈھونڈے گا' بادشاہ بن کے اُسے تلاش کرتا جا رہا ہے' تلاش کرنا ہے تو باہر آ۔ کہتے ہیں کہ پھر بادشاہ میں ایک انقلاب آ گیا۔ تو اگر وہاں اونٹ نہیں ملتا تو خدا کو کیسے

تلاش کرو گے، جو چیز محل میں نہیں ہوتی وہ محل میں نہیں ملتی، تجھے بادشاہ بننے کا شوق ہے مگر تو کسی کا خادم بن تو پھر تجھے بات مل جائے گی۔ تو ایک بات سے زندگی میں خیالات کے Fountains شروع ہو جاتے ہیں بلکہ سرچشمے شروع ہو جاتے ہیں ______ اسی طرح فرید الدین عطارؒ کا واقعہ ہے۔ ایک سائل آیا ان کی دوکان پر اور کہنے لگا خیرات دے دو۔ انہوں نے کہا کہ ٹھہر جا ابھی ٹائم نہیں ہے۔ اس نے دو تین بار کہا، انہوں نے کہا ابھی ٹائم نہیں ہے سائل نے کہا کہ تیرے پاس ٹائم نہیں ہے، خیرات کرنے کا ٹائم نہیں ہے تو خیرات نہ کر مگر ایک بات کا جواب دے دے، اگر تیرے پاس ٹائم نہیں ہے تو تُو مرے گا کیسے؟ فرید الدینؒ نے غصے سے جواب دیا کہ جیسے تُو مرے گا۔ فقیر نے کہا کہ ہمارا کیا مرنا ہے، اُس نے وہیں چادر بچھائی اور کلمہ پڑھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ______ تو وہ فقیر گزر گیا اور یہ واقعہ فرید الدینؒ کے اندر گزر گیا اور پھر وہ بن گئے فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ اور "تذکرۃ الاولیاء" لکھ دی۔ ان کے پاس پھر اتنے خیالات آئے کہ سب دنیا کے خیالات ان کے پاس آ گئے۔ اب ایک واقعہ نے کیا کیا خیال بدل دیے

تو نے جہاں بدل دیا آ کے میری نگاہ میں

تو جہاں بدل گیا، واقعات بدل گئے، خیالات بدل گئے، شکلیں بدل گئیں، زندگی بدل گئی۔ تو خیال کہاں سے پیدا ہوا؟ واقعات سے پیدا ہوا۔ اور کہاں سے پیدا ہوا؟ کسی کے ساتھ تعلق سے پیدا ہوا۔ اور یہ کس نے پیدا کر دیا بعض اوقات خیال کی ایجنسی باہر ہوتی ہے اور وہاں سے خیالات بھیجتی رہتی ہے، پہلے ایک خیال

آ گیا' پھر دوسرا خیال آ گیا۔ تو یہ Actual کوئی ادارہ ہے جو لوگوں کو خیال کی بارش کرتا رہتا ہے۔ ابھی آ دیکھیں تو بیٹھے بیٹھے لوگ کہتے ہیں کہ آج دل مغموم ہے۔ تو کسی پرانے بندے کو یاد کرلیا۔ اس طرح خیالات آتے رہتے ہیں۔ خیال دینے والا درویش جو ہے وہ خیال بھیجتا رہتا ہے۔ اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ڈپریشن ہو گیا' یہ بیماری ہوتی ہے' انسان آہستہ آہستہ لوگوں سے منقطع ہوتے ہوتے علیحدہ ہو جاتا ہے اور ڈپریشن میں چلا جاتا ہے۔ تو خیال آیا آدمی سے' خیال آیا اُستاد سے' یادداشت سے اور اُس تعلق سے جس نے جہاں بدل دیا آ کے میری نگاہ میں۔ بعض اوقات پتہ نہیں چلتا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم بھی خیال کے مالک ہو جائیں' یہ خیال ہم پر لگا رہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تم ذہن کو Receptive بنا کے چھوڑ دو' پھر خیال آ جائے گا۔ اب یہ بحث چلتی رہی ہے۔ ممکن ہے اب بھی چل رہی ہو۔ اچانک ایسا ہوتا ہے کہ جبریل امینؑ آئے وحی لائے' بات ملی' بات پھیلی۔ اب ہمارے ہاں تو جبریلؑ نے نہیں آنا۔ نہ کوئی پیغمبر ہے کہ اس پر وحی اُترے۔ لیکن خیال کو اُترنا ہے۔ تو آپ کا جبریل بھی آپ کے پاس آتا ہے۔ کون آتا ہے؟ جبریل ہے خیال لانے والی ایجنسی۔ تو خیال کون لاتا ہے؟ جبریل لاتا ہے۔ تو آپ کا جبریل آیا' بات نازل ہوئی' فوراً اس کا ذہن کھٹکا' ماتھا ٹھنکا' لگا کہ اس میں کوئی بات ہے' تو بات Click ہو گئی۔ یہ کون لایا؟ پتہ نہیں کون لایا' بس اُس نے مجھے بتا دیا۔ یہ اس کا جبریل ہے۔ تو کچھ لوگ یہ کہتے ہیں۔ کچھ اور لوگ یہ کہتے ہیں کہ ازل سے' جب سے آغازِ کائنات ہوا' دریا چلے ہوئے ہیں' سمندر کے اندر Tides چلی ہوئی ہیں' ہوائیں چلی ہوئی ہیں' یہ سارا

گردوپیش چلا ہوا ہے اور خیال کی لہریں بھی چلی ہوئی ہیں' ادھر سے کبھی گرم رو گزری اور پھر سرد رَو چلی' انسان اس کی زد میں آ گیا۔ تو یہ اس طرح چلتا آ رہا ہے۔ یہ کب سے ہے؟ شروع سے چلا ہوا ہے۔ اس کو خود تلاش نہیں کر سکتے' پکڑا نہیں جا سکتا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ پاس سے خیال کی لہر گزر جائے اور آپ نہ سمجھیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ پکڑنا چاہیں تو پکڑا جائے۔ خیال کو کہتے ہیں قدسی پرندہ' یہ قدس سے آتا ہے' بارگاہِ قدس سے آتا ہے اور جس کے سر پہ بیٹھ جائے اُسے القا ہو جاتا ہے' جس کے قریب آ جائے اُس کو القا ہو جاتا ہے۔ کون ہے؟ پرندہ یا پرندے۔ آپ ایک شعر سن لو' بات سمجھ آ جائے گی

چلا ہوا ہے ازل سے ہی کاروانِ خیال
طیور قدس کبھی صید جستجو نہ ہوئے

یہ جو قدس کے پرندے ہیں یہ جستجو کے شکار نہیں ہوں گے۔ خود بخود ہی خیال آئے گا' جب جی چاہے وہ آ جائے' خیال کو پکڑنے کا کوئی نسخہ نہیں ہے' وہ جب آ جائے اور جیسے چاہے آ جائے۔ بس دروازے کھلے رکھو۔ کبھی آپ کے ذہن میں خیال آ سکتا ہے۔ یہ سرفرازی ہے' اللہ تعالیٰ کی بڑی مہربانی ہے۔ تو خیال کی کائنات آپ کی کائنات سے مختلف ہے۔ وہاں سے پیغام آتے ہیں' چٹھیاں آتی ہیں' خط درخط آتے رہتے ہیں۔ پھر فٹافٹ آپ کا ذہن چلتا رہتا ہے۔ تو ذہن کو اس خیال سے روشن رکھا جاتا ہے۔ خیال بھیجتا کون ہے؟ جس نے آپ کو بھیجا اُس نے خیال کو بھیجا۔ جس نے آپ کو بنایا اس نے خیال کو بنایا۔ اس کا فیصلہ نہیں ہو سکتا کہ خیال ذہن سے پیدا ہوتا ہے یا باہر سے ہوتا ہے۔ یہ جہاں سے چاہے' جب

چاہے جہاں سے نمودار ہو جائے۔ ہر خیال جو ہے وہ نیا ہے اور ہر خیال پرانا ہے
جس طرح ہر انسان نیا ہے اور ہر انسان پرانا ہے۔ نیا اس لیے کہ آج پیدا ہوا اور
پرانا ہے اس لیے ہے کہ ایسے ہی پیدا ہوتا رہتا ہے اور ایسے ہی مرتا رہتا ہے۔ ہر
انسان ایک وقت میں پیدا ہوا' ایک مدت کے بعد پیدا ہوا' اس طرح اس کا قد بنتا
ہے' شکل بنتی ہے' یہ حساب ہوتا ہے' جیسے اس کا باپ تھا ویسے یہ بیٹا۔ تو وہی پرانا
انسان ہے۔ اور ہر انسان نیا بھی ہے اور ہر انسان پرانا بھی۔ ہر دور نیا ہے اور ہر
دور پرانا ہے۔ ہر زمانہ نیا ہے اور ہر زمانہ پرانا ہے۔ کہانی تو وہی ہے کہ آپ لوگ
آئے' آپ لوگ بیٹھے اور آپ لوگ چلے گئے' بس صرف یہ بات ہے کہ کس لیے
آئے اور ہم کیا کر چلے۔ دو آرزو میں کٹ گئے اور دو انتظار میں۔ ظفر نے کہا تھا
کہ ؎

عمرِ دراز مانگ کے لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

یا یہ کہو کہ کچھ دن پرانے زمانے کی یادوں میں گزر گئے اور کچھ آنے والے زمانے
کی حسرتوں میں گزر گئے' درمیان میں تو آپ کو وقت ہی نہیں ملا۔ کچھ دن دوست
بنانے میں گزر گئے اور کچھ دوستوں کی تکلیف سہنے میں گزر گئے۔ استغفر اللہ تعالیٰ
اور نعوذ باللہ من ذلک یعنی کہ اتنا عرصہ تعلق بنایا اور پھر جو عذاب تھا اس کو برداشت
کیا۔ پہلے عذاب میں مبتلا ہونے میں اتنا ٹائم لگا اور پھر نجات میں اتنا ٹائم لگا اور
اس طرح وقت گزر گیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں تو زندگی کے گزرنے کا پتہ ہی
نہیں چلا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بڑی لمبی عمر پائی' ان کے پاس عزرائیلؑ

آئے' آکے سلام کیا۔ آپ نے کہا وعلیکم السلام' کیا حال ہے' آ گئے ہو۔ اس نے کہا کہ اس سے پہلے کہ میں آپ کی خدمت میں پروانہ پیش کروں' آپ مجھے دنیا کی کوئی بات بتائیں' آپ نے اتنا عرصہ زندگی پائی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے صرف تیرا انتظار ہی کیا کہ تو اب آتا ہے کہ کب آتا ہے۔ وہ ایک درخت کے سائے میں بیٹھے تھے' وہاں سے دھوپ میں چلے گئے۔ فرمایا کہ زندگی کو میں نے ایسا پایا کہ یہ درخت کا سایہ ہے اور یہ دھوپ ہے۔ تو یہاں بیٹھے سائے میں اور وہاں بیٹھے دھوپ میں۔ اب یہ پتہ نہیں کہ کون سا پل کدھر لے جائے۔ پہلے مالک ہے اور پھر یادداشت ہے۔ عجب کہانی ہے یہ۔ سوچنا چاہیے۔ پہلے حقیقت ہوتی ہے اور تھوڑی دیر میں خیال بن جاتی ہے۔ زندہ انسان ایک حقیقت ہے اور گزرا ہوا انسان خیال ہے۔ یعنی کہ حقیقت جو ہے خیال بنتی جا رہی ہے۔ پاس بیٹھا ہوا انسان حقیقت ہے اور گھر سے باہر جانے والا آدمی خیال ہے۔ ہر حقیقت خیال بنتی جا رہی ہے اور تم حقیقتوں کو خیال بناتے جا رہے ہو' بناتے جا رہے ہو۔ یعنی کہ ہر حقیقت کو خیال بنانے والی مشین انسان ہے۔ اور کچھ لوگ خیال کو حقیقت بناتے جا رہے ہیں۔ اور درمیان میں کون ہے؟ یہ کسی کو پتہ نہیں کہ کون ہے۔ اندر سے کون بول رہا ہے؟ کوئی پتہ نہیں کون بول رہا ہے۔ بات کدھر سے آ رہی ہے؟ پتہ نہیں کہ کدھر سے آ رہی ہے۔ بس آ رہی ہے اور رواں دواں ہے' قافلے' مرحلے چلتے جا رہے ہیں' اس کا کوئی انت نہیں ہے۔ یہ بتاؤ کہ سمندر میں اتنا پانی کہاں سے آیا' یہ کدھر سے آتا ہے' یہ تو سمندر ہے۔ کوئی کہے گا کہ یہ تو دریاؤں نے سمندر بنایا ہے' دریا شامل ہو کے سمندر سے مل جاتے ہیں۔ تو وہ کہتا

ہے کہ دریا تو خود سمندر سے نکلتا ہے۔ پھر وہ پوچھتا ہے کہ یہ نکلتے بھی سمندر سے ہیں اور جاتے بھی سمندر میں ہیں تو پھر یہ ہے کیا چیز؟ انسان مرجاتا ہے' پھر بھی دنیا میں انسان ہی انسان ہی ہیں' دنیا انسانوں سے تنگ نہیں ہوئی یا انسان تنگ نہیں ہوئے دنیا کی کاروائی سے' روز ہی آتے ہیں اور روز ہی چلے جاتے ہیں۔ کہتا ہے کہ وہ جانے والا اور تھا اور یہ اور آ گئے۔ یہ اور کیا کریں گے؟ یہ بھی میلہ لگائیں گے۔ اور وہ جو کل تھے وہ کیا کر رہے تھے؟ وہ بھی میلہ لگا رہے تھے۔ میلہ لگاتے ہیں اور چلے جاتے ہیں' دوسرے آ کے اور میلہ لگاتے ہیں' وہ بھی چلے جاتے ہیں کہتا ہے کہ کیا یہ کھیل بند نہیں ہونا چاہیے؟ یہ اور ہی کھیل ہے' یہ بند نہیں ہوتا۔ تو اس طرح خیال آتا ہے اور خیال چلا جاتا ہے۔ آپ لوگ اس کو Enjoy کیا کرو' اس کی تحقیق نہ کیا کرو ______

سوال:

پھر اس کا End Result کیا ہے۔

جواب:

یہی تو بتایا ہے میں نے۔ اس کو Enjoy کرو۔ خیال کی دنیا آباد ہو جائے تو اس کو Enjoy کرو۔ اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ خیال کس نے بھیجا؟ یہ بھیجنے والا بھیجتا ہے' تم تحقیق نہیں کر سکتے' تحقیق سے Dissection سے بیوٹی ختم ہو جاتی ہے۔ گلاب کی اگر Dissection کر دو' Calyx اور Corolla اور Petals کر دو تو کیا گلاب پہ چاقو چلاتے ہیں؟ کیا اس کی خوبصورتی ختم نہیں ہو جاتی۔ بیوٹی کیا ہے؟ یہ مجموعی تاثر کا نام ہے۔ اگر نقشہ Detail میں بتاؤ

گے تو بیوٹی' بیوٹی نہیں رہے گی۔ کہتے ہیں کہ ایک آدمی بڑا خوبصورت تھا' بڑا Beautiful تھا اور وہاں جا کے اتنا کھایا کہ سارے جانور ہی کھا گیا۔ اب اس کا یہ کھانا بُرا ہو گیا____ تو جہاں پہ بیوٹی ہے اس کو Analyze نہ کرو۔ Analysis کرنے سے بیوٹی ختم ہو جائے گی۔ خیال بیوٹی ہے' خیال بلندی ہے' خیال اس کا احسان ہے جو تمہارا محبوب ہے' درویش ہے' تمہاری نسبتوں کا مرکز ہے' یہ اللہ ہے یا اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا ان کا فیض ہے۔

داتا صاحبؒ جانے والے کہیں گے کہ خیال داتا صاحبؒ بھیجتے ہیں۔ جب بُرا خیال آتا ہے تو آدمی پریشان ہو جاتا ہے' تب اچھا خیال بھیجنے والا اس کی مدد کرتا ہے۔ اب تجزیہ کیا نکلا؟ کہ ہم لوگ دراصل خیال کی دنیا میں رہتے ہیں' خیال کی دنیا اگر ختم ہو جائے تو تمہاری دنیا میں کچھ نہیں رہتا' نہ تمہارا ماضی' واسطہ رہتا ہے اور نہ تمہارا اندازہ اور تخیل رہتا ہے یعنی مستقبل۔ مستقبل خیال ہے' ماضی خیال ہے' جو گزر گیا وہ محض خیال ہے اور جو آنا ہے وہ تو ہے ہی خیال' پتہ نہیں کیا Turn لے گا۔ تم خیال میں ہی زیادہ رہتے ہو۔ جس کا حال پوچھتے ہو وہ بھی خیال ہے۔ حقیقت صرف ایک منظر کا نام ہے جو دیکھ رہے ہو۔ یہ لمحہ حقیقت ہے جہاں آپ بیٹھے ہوئے ہو۔ اس کے بعد آپ چلے جاؤ گے اور پھر آپ اپنی دنیا کے واقعات میں کھو جاؤ گے۔ تو موجود لمحہ حقیقت ہوتا ہے' باقی سب خیال ہے' ہر شے وہم خیال ہے۔ بابا بلھے شاہؒ نے کہا ہے کہ

ہر شے وہم خیال
تو سب خیال ہی خیال ہے

ہستی کے مت فریب میں آ جائیو اسدؔ

عالم تمام حلقۂ دامِ خیال ہے

تو یہ سب خیال ہے۔ آپ کی اولاد آپ کا خیال ہے' اپنے خیال کو اچھا رکھو۔ انتقام کا جذبہ بھی ایک خیال ہے' محبت کی آرزو ایک خیال ہے' پیسہ بھی ایک خیال ہے' جیب میں ہی رہے گا' کام نہیں آئے گا۔ اصل میں تم خیال کے اندر ہو' خیال تمہارے گرد ہے اور خیال ہی تمہیں چلا رہا ہے' مستقبل کی آرزو بھی خیال ہے جو تمہیں چلا رہی ہے۔ یہ کون بھیجتا ہے؟ یہ ایجنسیاں ہیں۔ وہ اچانک بھیجتا ہے۔ خیال آ جاتا ہے۔ اور وہاں بندہ نہیں ہوتا ہے

وہ کون تھا جو میرے ساتھ ہم کلام ہوا

میرے سوا کوئی انسان تھا میرے آس نہ پاس

تو وہ کون تھا جو مجھ سے ہم کلامی کر رہا تھا' اس کے ساتھ باتیں ہوتی تھیں' بڑی بڑی باتیں ہم کر رہے تھے' تھوڑی دیر بعد دیکھا تو ہم اکیلے تھے۔ تو وہ کون تھا؟ وہی تو خیال ہے۔ خیال تیرا دوسرا وجود ہے جو تیرے ساتھ رہتا ہے۔ آپ بات سمجھ رہے ہیں؟ تو اُسے کیا کہتے ہیں؟ دوسرا وجود۔ دو وجود ہوتے ہیں' دوسرا جو وجود ہے وہ ساتھ ساتھ رہتا ہے' کبھی پژمردہ اور افسردہ ہو جاتا ہے' کبھی زندہ ہو جاتا ہے' کبھی وہ نیک ہو جاتا ہے' کبھی بد ہو جاتا ہے' تم نیک بد نہیں ہوتے' وہ ہوتا ہے' وہ تمہیں برباد کر دیتا ہے' کبھی تمہیں آباد کر دیتا ہے' اُس کا نام تمہارا ہی نام ہے اور اس کی شکل تمہاری ہی شکل ہے' وہ خیالوں کی دنیا میں رہتا ہے' آسمانوں کی سیر کرتا ہے' اچھے اچھے خیالات لاتا ہے' کبھی کبھی بدخیالات لاتا

ہے۔ وہ کون ہے؟ تم ہی ہو۔ کوئی آدمی پیدا نہیں ہوتا جب تک کہ اس کا خیال ساتھ نہ پیدا ہو۔ پیدا کرنے والے نے جب کسی آدمی کو پیدا کیا تو اس کے ساتھ ہی اس کی شکل کو پیدا کیا' ساتھ ہی اس کی Duration of stay کو پیدا کیا' ساتھ ہی زندگی میں اونچ نیچ اُتار چڑھاؤ پیدا کیے' ساتھ ہی حادثات اور غم پیدا کیے' ساتھ ہی خوشیاں پیدا کیں' پوری لسٹ بنا کے بھیجی کہ فلاں شخص کے ساتھ اس کی شادی ہوگی' یہ اس کے واقعات ہوں گے' اتنی اس کی زندگی ہے اور ساتھ ہی اس کے خیال کا ساتھی بھی بنا دیا کہ اس نے سوچنا ہے' اس نے ایسا رہنا ہے' کبھی یہ کرے گا' کبھی وہ کرے گا' کبھی دنیا کی سیر کرے گا' بھاگے گا' دوڑے گا' اس میں افکار ہوں گے' پھر یہ بلیغ فقرے پیدا کرے گا۔ اگر یہ نہ ہو تو آدمی جانور ہے۔ جانور اور انسان میں یہ دوسرا آدمی فرق ہے جو تمہارے ساتھ ہے' تمہارے اندر ہی ہے' تم اسی سے باتیں کرتے رہتے ہو۔ کبھی تنہائی میں باتیں کی ہیں؟ کی ہیں اور اکثر کی ہیں' ایسا پروگرام ہوتا رہتا ہے۔ یعنی کہ جب ہم تنہا ہوتے ہیں تب بھی تنہا نہیں ہوتے' تنہا کیسے ہو سکتے ہیں' وہ تو ساتھ ہے' کبھی وہ ماضی بن کے بولتا ہے' کبھی مستقبل بن کے بولتا ہے' کبھی ڈائیلاگ بولتا ہے' کبھی وہ معاملات پر بولتا ہے' کبھی خود کلامی میں بولتا ہے' تنہائی میں بیٹھا ہوا باتیں کرتا ہے۔ یہ کون ہے؟ یہ وہی ہے اور یہ ساری باتیں کر رہا ہے۔ تو وہ بڑی چیز ہے۔ وہ کون ہے؟ اس کا نام آپ خود ہیں۔ یہ فضلِ خدا ہے۔ وہ قابو آ گیا تو تم خود بخود قابو آ گئے۔ کہتے ہیں کہ اُس کی جان طوطے میں تھی۔ تو درویش لوگ طوطا پکڑ لیتے ہیں۔ اب آپ کچھ نہیں کر سکتے کیونکہ آپ کی جان اُس میں ہے۔ جو درویش کے پاس گیا اُس نے

اس کی جان ہی پکڑ لی۔ پھر وہ روز ہی وہاں جاتا ہے اور کہتا ہے السلام علیکم یا درویش۔ روز ہی داتا صاحبؒ کے پاس چلے گئے۔ کسی نے کہا کہ روز وہاں کس لیے جاتے ہو؟ کہتا ہے کہ تمہیں پتہ نہیں کہ یہ کیا بات ہے' یہ خاص بات ہے۔ اصل میں وہاں اپنا آپ ہی بُلا رہا ہوتا ہے۔ جہاں آپ Comfortable محسوس کرو وہاں آپ کا اپنا آپ ہے۔ جہاں آپ کھو گئے' اس دنیا کے بازار میں کہیں کھو گئے' پھر آپ تلاش میں نکلے ہیں' اب آپ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ٹائم نہیں ہے۔ یہ جو خیال ہے یہ آپ ہی ہو۔ خیال کس کا نام ہے؟ آپ ہی کا نام ہے۔ آپ پر ہونے والی نوازشیں کیا ہیں؟ یہ بھی آپ کا نام ہے۔ آپ سے پیدا ہونے والی Generation کون ہے؟ وہ بھی آپ کا نام ہے۔ خیال کون پیدا کرتا ہے؟ ہم پیدا کرتے ہیں۔ اور ہمارے پاس جو باہر سے خیال آتا ہے وہ بھی ہم پیدا کرتے ہیں کیونکہ یہ ہمارا نصیب ہے۔ اگر کسی نے بھیجا ہے تب بھی ہمارا نام ہے۔ تو خیال ایک Beautiful world ہے' ایک اعلیٰ دنیا ہے۔ اس کی سیر ضرور کیا کرو۔ کبھی آپ اس دنیا کو بھلاؤ اسے چھوڑ کے نکل جاؤ تو پھر آپ کو خیال کی دنیا ملتی ہے' یہ تب نصیب ہوتی ہے۔

سوال:

سر ایک گستاخی کی اجازت چاہتا ہوں۔

جواب:

اجازت ہے۔

سوال:

سر! یہ جو آپ کا جواب ہے یہ کیا ہے؟

جواب:

یہ میں بھی سارا دن پوچھتا رہتا ہوں کہ یہ کیا ہے؟ کون ہے؟ کدھر سے ہے؟ پھر میں پوچھتا رہتا ہوں اور سارا دن اسے ڈھونڈتا رہتا ہوں کہ یہ کون ہے

؎ از کجا می آید این آوازِ دوست

تو یہ آپ کا نام ہے' آپ کی دریافت کا نام ہے۔

سوال:

بندے کے ذہن میں کئی قسم کے خیال آتے رہتے ہیں جن میں بری باتیں بھی ہوتی ہیں۔

جواب:

اس کا مطلب ہے کہ اس بندے کو ابھی ہوش ہے کہ یہ باتیں بری ہیں۔ تو اس کو اپنا اچھا خیال زندہ رکھنا چاہیے۔ ورنہ برائی تو وہ ہوتی ہے جس کا پتہ نہیں چلتا۔ اکثر برائی جو کہ نازل ہوتی ہے اُسے بندہ حق سمجھتا ہے' اُسے بہتر سمجھا جاتا ہے۔ جس نے سمجھ لیا کہ یہ برائی ہے تو وہ تو بچ گیا۔ اب میں عملی چیزیں بتاتا ہوں کہ اچھے اور برے خیالات کی دنیا میں کیا کرنا چاہیے۔ آپ کے اپنے علاوہ جو دنیا ہے اس کو مجموعی طور پر قابلِ احترام سمجھو۔ یہ یاد رکھنا کہ ''زمانے کو برا نہ کہو' زمانہ ہی خدا ہے'' یہ سفر کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ''زمانے کو اچھا نہ سمجھو یہ غیر اللہ ہے'' اس سے بچو۔ اب آپ بیک وقت دونوں کام نہ کرنا

بلکہ ایک کام کرنا۔ اگر تم زمانے کو اچھا سمجھ کے چلو گے تو تمہیں ایک انداز کی فکر مل جائے گی۔ پھر تم کہو گے کہ توقع یہ ہے کہ کوئی شخص مجھے دھوکہ نہیں دے گا۔ Why? کیونکہ میرا ارادہ نہیں ہے کسی کو دھوکہ دینے کا۔ یہ تو ہوگئی دنیا کی خیر اور آپ نے خیر کا ساتھ دے دیا۔ دوسرا شخص کہے گا کہ دنیا میں کوئی انسان سچا نہیں ہوسکتا' یہ جو کہہ گیا ہے کہ ابھی آجائے گا تو کون آتا ہے کسی کے لیے۔ سچا کہے گا کہ وہ ضرور آئے گا۔ تو سچے نے سچا جانا اور جھوٹے نے جھوٹا جانا۔ ایک آدمی آپ کے پاس گیا اور کہا کہ ہم آپ کو بہت اچھا سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں ایسی ہی بات ہے۔ کوئی اور گیا اور اس نے کہا کہ ہم اچھا نہیں سمجھتے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسی ہی بات ہے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے دونوں کو یہ جواب دیا کہ ایسی بات ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم آئینہ ہیں' وہ اپنا اپنا چہرہ دیکھتے جا رہے ہیں۔ تو زمانے کو برا نہ کہو' زمانہ اچھا ہے اور اسے اچھا نہ سمجھو کہ زمانہ غیر اللہ۔ تو یہی غیر اللہ ہے اور یہی عین اللہ۔ اب دل میں آپ نے فیصلہ کر لینا ہے کہ اللہ کا تمام واقعہ یا تمام ارشادات اسی زمانے سے ملیں گے اور اللہ سے بغاوت کرانے والے واقعات بھی یہیں سے ملیں گے' یہیں آپ نے گمراہ ہونا ہے اور یہیں آپ نے راہ پہ چلنا ہے' یہیں سے جنت کا سفر ہوگا اور یہیں سے دوزخ کے سفر کا آغاز ہوگا۔ تو جنت اور دوزخ کو جانے والے راستے یہاں سے ہی شروع ہوتے ہیں' اس دنیا سے شروع ہوتے ہیں۔ پھر کسی انسان پر تحقیق کیے بغیر بدگمانی نہ کرنا۔ بس یہ بات ضروری ہے۔ یہ نہ کہنا کہ جب ہم اس جگہ پر نہیں تھے تو بہت برائی ہوئی ہے۔ تو یہ اندازہ ہے' شک ہے' بدگمانی ہے۔ اگر

ایسا واقعہ نہ ہو اور تمہیں شک ہو تو نتیجہ بربادی ہوتا ہے۔ کہتے ہیں انّ بعض الظنّ اثم کہ کچھ شک ایسے ہوتے ہیں' وسوسے ایسے ہوتے ہیں کہ گناہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ یہ گناہ ہے' گناہِ کبیرہ ہے' تم نے کسی انسان کو قتل کر دیا۔ خیال انسان ہے اور انسان دُور بیٹھا ہوا ہے اور یہ بندہ گھر بیٹھا ہوا ہے۔ اب بندے کا نام کیا ہے؟ خیال۔ یہ واجب الاحترام ہے۔ اچانک وسوسہ پیدا ہو گیا' اندیشہ پیدا ہو گیا' بدی پیدا ہو گئی کہ وہ بندہ بدی کر رہا ہے۔ گویا کہ اُس کے خیال کی جو شکل ہے وہ آپ نے قتل کر دی۔ اگر کوئی بندہ قتل ہو جائے تو آپ کے خیال کو اس کی سزا مل جائے گی اور آپ کے خیال کو پھانسی لگا دی جائے گی۔ پھر وہ جو تمہارا ساتھی ہے یعنی خیال' وہ ٹوٹ جائے گا۔ تمہارے خیال نے بدی کا خیال دیا' کسی آدمی کے لیے بدگمانی کی' اندیشہ کیا' وسوسہ کیا تو تمہارا خیال وہیں مر گیا' ختم ہو گیا۔ انسان پر شک نہ کرنا۔ یقین ہو جائے تو پھر اور بات ہے۔ بغیر یقین کے' بغیر گواہی کے' بغیر تحقیق کے' بغیر بڑی دلیل کے کسی پر بدگمانی نہ کرنا۔ پھر خیال محفوظ رہے گا۔ دنیا سے مجموعی نیکی کی امید رکھو۔ آج کا بدکل کا نیک ہو سکتا ہے اگر اُسے استغفار کی توفیق مل جائے تو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی نیکی کی توفیق دے سکتا ہے۔ یہ خیال محفوظ کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ پھر خیال کے پیدا ہونے کا شکریہ ادا کرو۔ جہاں سے خیال Generate ہوتے ہیں وہاں ضرور حاضری دیا کرو۔ پھر خیال قائم رہتا ہے۔ خیال کے نام کی نیاز تقسیم کیا کرو کہ جس نے مجھے یہ دولت عطا فرمائی ہے اس کے نام کی یہ نیاز ہے۔ یہ ضرور کیا کرو۔ آپ کے پاس یہ خزانہ ہے' سب سے بڑا خزانہ۔ کسی کو اچانک خزانہ مل جائے تو وہ خیرات کرتا

ہے۔آپ کو اچانک خیرات مل جائے تو اس کی خیرات کرو۔خیال بہت بڑی دولت ہے۔ یہ عطا ہوتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی سے ہے۔اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں پر عنایت فرمائی ہے ان کو خیال عطا فرماتا ہے۔دینے والے نے جاہلوں کو مال دیا اور خوش قسمتوں کو اس نے کیا دیا؟ اس نے خیال دیا۔تو مال والا اور ہے' خیال والا اور ہے۔سارے درویش صاحبِ خیال ہوتے ہیں۔

سوال:

آپ نے فرمایا ہے کہ اچھا خیال اور برا خیال۔ پھر یہ جو فرمایا ہے تو کیا خیال کے بغیر بھی کچھ لوگ ہوتے ہیں کہ جنھیں خیال نہیں بلکہ مال دے دیا گیا۔

جواب:

ایک تو بد خیال والا ہوتا ہے جو بدی کرتا جا رہا ہے اور دوسرا نیکی کرتا جا رہا ہے۔خیال کے بغیر کون ہے؟ مزدور۔یعنی جو Busy ہو' Ever Busy ہو' Mechanical Entity ہو۔میں مزدور کسے کہہ رہا ہوں؟ وہ نہیں جو مزدوری کر رہا ہو بلکہ وہ آدمی جو Busy ہو۔اس کے لیے اتنی Assignments ہیں کہ بے چارے کے پاس ٹائم ہی نہیں ہے۔ وہ جلسے سوچنے کا ٹائم ہی نہیں ملا' جو مصروفیت میں مبتلا ہے وہ آدمی خیال سے محروم ہے' نہ خیر کی طرف جائے گا اور نہ بدی کی طرف۔وہ اتنا مصروف ہے کہ اس کے پاس ٹائم ہی کوئی نہیں۔ بد خیال کے لیے بھی ٹائم چاہیے اور نیک خیال کے لیے بھی ٹائم چاہیے۔اس کو نیند کے لیے دوائی کھانی ہے اور وہ نیند میں مبتلا ہو جائے گا۔یعنی کہ وہ ایک آٹومیٹک مشین ہے۔اس کو ہم کہتے ہیں کہ یہ خیال سے محروم ہے۔ وہ ایسے ہے کہ ایک جگہ پہ

پرزہ لگا ہوا ہے' صبح Automatically اُٹھے گا' عین Exact Time پہ ناشتہ کرے گا' Exact Time پہ گاڑی پکڑے گا اور Exact Time پہ وہاں پہنچے گا' دفتر جائے گا اور عین ٹائم پہ واپس آجائے گا۔ اس طرح وہ Same dull routinism میں مبتلا ہوگا۔ اس طرح وہ خیال سے محروم ہو جائے گا۔ آپ اس Dull routine سے باہر نکلو تا کہ آپ خیال کی رونقوں کو دیکھو۔ انسان کچھ نہ کچھ تو مصروفیت سے آزاد ہونا چاہیے۔

سوال:

زندگی میں ایسے موقعے آتے ہیں کہ انسان بہت زیادہ مصروف ہو جاتا ہے اور اس طرح بے خیالی پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ مصروفیت کی وجہ سے اس کو سوچنے کا ٹائم نہیں ملتا۔ کیا یہ بے خیالی اس آدمی سے بہتر ہے جس کے پاس غلط قسم کے خیال آتے ہیں؟

جواب:

میں تو آپ کو خیال کا تجزیہ بتا رہا تھا کہ خیال کہاں سے آتا ہے۔ اب آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہونا کیا چاہیے۔ ہونا یہ چاہیے کہ آپ بد کیوں ہوں۔ آپ نیکی کر گزریں۔ بے خیالی والا بد خیالی والے سے بہتر ہے۔

سوال:

یہ جو نیند ہے کیا یہ باعثِ رحمت بھی ہے یا باعثِ زحمت بھی ہے؟

جواب:

نیند ایک آدمی کو بدی سے بچا رہی ہے اور دوسرے آدمی کی نیکی سے

محروم کر رہی ہے۔ پھر کیا ہونا چاہیے؟ نیک ہونا چاہیے۔ اگر نیک نہ ہو سکے تو معذرت کے ساتھ سو جائے۔

سوال:

کئی لوگ Mechanical Life گزار رہے ہوتے ہیں اور ان کے پاس سوچنے کا ٹائم ہی نہیں ہوتا' وہ کیا کریں؟

جواب:

بے شمار لوگ مکینیکل لائف گزار رہے ہیں' بے شمار لوگ خدا کو نہیں مانتے لیکن جب آپ ذاتی طور پر خیال کی جلوہ آرائی کریں گے تو آپ کو یہ سوچنا چاہیے کہ میں درشن والا خیال کیوں نہ کروں۔ اگر آپ داتا صاحبؒ جاتے ہیں تو آپ کو داتا صاحبؒ کے درشن میں مبتلا رہنا چاہیے۔ یہ جو عارضی زندگی کی روٹین ہے اس سے آپ کو نجات پانی چاہیے۔ درویشوں کی بات بتاتا ہوں کہ وہ کیا کرتے تھے۔ اب یہ ضروری نہیں کہ آپ سارے لوگ درویش ہو جائیں لیکن آپ کو درویش ہونا چاہیے۔ کیوں نہیں ہونا چاہیے' یہ تو آپ وقت ضائع کرتے جا رہے ہیں' ایک بڑے درویش نے چھوٹے درویش کو نصیحت کی اور کہا کہ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلانا۔ اُس نے کہا کہ بہت اچھا' میں یہ کرلوں گا۔ اُس نے پھر یہ کہا کہ کما کے بھی نہیں کھانا۔ تو وہ کہتا ہے کہ اب میں کدھر جاؤں گا۔ پھر اُسے بات سمجھائی کہ مرنے والے کا ماتم نہیں کرنا اور پیدا ہونے والے کی مبارک نہیں دینی۔ تو چھوٹا درویش باقی کام تو کر گیا مگر یہ مشکل تھا کہ مرنے والے کے لیے رونا نہیں اور پیدا ہونے والے کے لیے خوشی

نہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ تم اللہ تعالیٰ کے خیال میں رہو، درویشی کے خیال میں رہو، لوگ تو پیدا ہوتے رہتے ہیں اور مرتے رہتے ہیں، ساری کمائیاں اِدھر رہ جائیں گی۔ تو وہ دو درویش تھوڑے سے وقت میں، کمائی کر کے، گزارہ کر کے، اپنا ٹائم بچا کے پار ہو گئے، منزلیں طے کر گئے۔ بے شمار لوگ طے کر گئے اور درشن پا گئے اور جلوہ دیکھ گئے۔ یہی ان کی منزل ہوتی ہے کہ واصل باللہ ہو گئے۔ کچھ لوگ مال بناتے ہیں، ماڑیاں بناتے ہیں، بڑے بڑے محل بنا گئے۔ تو ایک کام یہ بھی ہے۔ ایسے بادشاہ سلامت ہمیشہ اندیشے میں مبتلا رہے۔ لہٰذا آپ کو ذاتی طور پر خیال یہ رکھنا چاہیے کہ اللہ آپ کو بد خیال سے بچائے اور نیک خیال عطا فرمائے۔ تا کہ آپ نیک خیال میں پائے جائیں تو خیال کی نیکی ہوتی ہے اور خیال کی بدی۔ خیال کی بدی تھوڑی ہوتی ہے، یہ پوری بدی نہیں گنی جاتی۔ آپ کو میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ خیال کی بدی کیا ہوتی ہے۔ ایک تھا راجہ، وہ بازار میں سیر کے لیے جا رہا تھا، اس نے ایک لڑکی دیکھی اور اس کو خیال آ گیا کہ اس کو تو رانی ہونا چاہیے۔ بات آئی گئی ہو گئی۔ راجہ کو بعد میں بڑا افسوس ہوا کہ میں نے ایسا خیال کیوں کیا کیونکہ جوگی نے کہا تھا کہ یہ تو تمہاری بیٹیاں ہیں۔ تو وہ اپنے سادھو کے پاس گیا اور کہا کہ مہاراج مجھ سے غلطی ہو گئی۔ اُس نے کہا کہ یہ تو تُو نے بہت بڑی غلطی کی ہے، تُو تو Already married ہے، راجہ ہے، یہ تیری پرجا ہے، تیری بیٹی ہے، تم نے یہ کیا کیا، اس کی بڑی سخت سزا ہے، یا تو آئندہ دوزخ میں جائے گا، آگ میں جائے گا یا پھر یہاں ہی آگ میں جل جا، یہاں اگر جل جائے گا تو پھر آگے بچ جائے گا۔ اس نے کہا کہ یہ بہتر ہے، مجھے یہاں جلا دو۔ آگ روشن کی

گئی' جوگی اُس کے ساتھ گیا' آگ کے جب قریب پہنچے تو اس کے چھلانگ لگانے سے پہلے جوگی نے کہا رُک جاؤ' سزا ہو چکی' خیال کی بدی تھی اور خیال کو سزا ہو گئی ______ اب واپس آ جا۔ تو خیال کی بدی کی سزا بھی خیال میں ہوتی ہے' عمل میں نہیں ہوتی۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جس کے خیال میں بھی کوئی دوست نہ ہو' جس کے خیال کی دنیا آباد نہ ہو' خیال روشن نہ ہو اُسے چاہیے کہ اس کا خیال روشن ہو' درخشاں ہو' رخشندہ ہو۔ اللہ کا خیال ہی تو خیال ہے' اس کو دیکھا تو ہے نہیں۔ تو ہر وقت اللہ کا خیال رکھنا' اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد رکھنا' آنے والے زمانے کا خیال رکھنا۔ یعنی کہ اپنے خیالات کو حسنِ خیال بنا دو۔ جس نے اپنے آپ کو حسنِ خیال بنا دیا وہ خود بخود ہی حسنِ کائنات بن گیا۔ تو خیالات کے اندر وسعت پیدا کرو' رفعت پیدا کرو' حُسن پیدا کرو' دنیا کے حسین خیالات کو اکٹھا کرو۔ یہ کہاں سے آتے ہیں؟ اللہ کے فضل سے آتے ہیں۔ آپ کہو کہ یا اللہ اچھی دنیا دے اور اچھا خیال دے۔ اپنے خیال کو باقاعدہ ہونے دو۔ آپ یہ غور کیا کریں کہ ہر بندہ اپنے ذمے ایک ظاہری Assignment رکھتا ہے اور ایک باطنی Assignment رکھتا ہے۔ باطن کے اندر اس کو ایک پروگرام ملتا ہے' وہ چاہتا ہے کہ کچھ کرے۔ یہ جو آپ کی اندر کی چاہت ہے اس کو ضرور پورا ہونا چاہیے جس طرح کہ ظاہر کی دنیا کو پورا کرتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ لوگوں کو بھی وہی خیال ملے۔ یہ اندر ہی اندر الاؤ رہتا ہے' وہاں سے خیالات پختہ ہوتے ہیں اور وہیں سے بات سمجھ آتی ہے اور پھر وہ لوگ کوئی کام کرتے ہیں' وہیں منزلیں ملتی ہیں' وہیں فیض ملتے ہیں' روشنی ملتی ہے۔ یہ نہ ہو تو کون رات کو جاگے۔

رات کو یہ واقعہ ہوتا ہے۔

اور کچھ بولو ______

سوال:

کیا خیال کی لہریں ہوتی ہیں جو گزرتی رہتی ہیں اور وہ Absorb ہوتی جاتی ہیں۔

جواب:

میں نے کیا کہا تھا؟ میں نے ابھی تو بتایا ہے۔ یہ میں بتا چکا ہوں کہ ایسا واقعہ ہوتا رہتا ہے۔ جس نے دریاؤں کو روانیاں دی ہیں وہ ہر وقت خیال کے دریا چلاتا رہتا ہے اور آپ اس سے سرفراز ہوتے رہتے ہیں۔ یہ اللہ کے کام ہیں' ہر طرح کے زمانے آتے رہتے ہیں۔

سوال:

بعض اوقات اچھے اور برے دونوں خیالات آنا شروع ہو جاتے ہیں۔

جواب:

اس طرح تو ذہن بیمار ہو جائے گا۔ ذہن کو کیا ہو جائے گا؟ یہ بیمار ہو جائے گا' خیال کی شکل خراب ہو جائے گی کیوں کہ اب ذہن دونوں خیالات کے لیے Hospitable ہے' دونوں کی مہمان نوازی کر رہا ہے۔ یعنی گھر میں آپ نے دو آدمی مہمان رکھے ہوئے ہیں اور وہ دونوں ایک دوسرے کے قاتل ہیں' دشمن ہیں۔ آپ نے دونوں کو اکٹھا بٹھایا ہوا ہے' اس لیے آپ پریشان ہو جائیں گے۔ وہ آپس میں تو لڑیں گے ہی مگر تمہیں تباہ کر دیں گے۔ یہ ساری بیماری فیصلہ

نہ کرنے کی ہے۔ جس نے فیصلہ کر لیا کہ میں نے خیال کی اچھی زندگی گزارتی ہے اس کے پاس برا خیال آ نہیں سکتا' برا خیال کیوں آ کے بیٹھ جائے۔

سوال:

ایک مثال یہ ہے کہ اس دفعہ کا جو نیوز میگزین آیا اس پر بڑا بڑا لکھا ہوا تھا "Evil"۔ اس کے اندر مواد دیکھ کے خیال پریشان ہو گیا۔

جواب:

دنیا میں اگر بد نظر دیکھنے کو مل جائے تو کیا آپ بدی کا خیال پیدا کر لیں گے۔

سوال:

میں نے خود کچھ نہیں کیا لیکن خیال میں خرابی آ گئی۔

جواب:

آپ کو اچھا خیال آنا چاہیے۔

سوال:

ایسے میں کوشش تو کرتے ہیں۔

جواب:

یہ تو ایسے لگتا ہے کہ آپ بدی کے انتظار میں تھے اور جس چیز کا انتظار کر رہے تھے آپ کو وہ خوراک مل گئی۔ آپ نے کہا کہ آم کھا لو۔ ایسے "آم" نہ کھایا کرو۔ میرا خیال ہے کہ یہاں پر موجود لوگوں نے بھی دیکھا ہو گا لیکن کسی کو یاد نہیں ہے کہ کیا ہوا اور کیا نہ ہوا' انہیں تو کچھ نہیں ہوا۔

سوال:

شاید میں کمزور ہوں۔

جواب:

یہ کمزور ہونے کی یا اچھے ہونے کی بات نہیں ہے بلکہ فیصلہ نہ کرنے کی بات ہے۔ دنیا بدی سے بھری پڑی ہے اور بد اُس کا حصہ ہے' جو نیک ہے وہ دیکھتا ہے کہ بدی سے بھری ہوئی لیکن وہ دامن بچاتا ہے۔ تو یہ عادت ہونی چاہیے۔ اگر سمندر پانی سے بھرا ہوا ہو تب بھی دامن بچا کے نکل جاؤ۔ ملوث نہیں ہونا۔ آپ کو کیوں اس طرح کی دقت ہوئی ہے۔ بدی تو دُنیا میں ضرور ہے خیرہٖ و شرہٖ من اللّٰہ تعالیٰ خیر اور شر دونوں اللہ کی طرف سے ہیں۔ یہ اُس کا کام ہے اور آپ کو یہ بتایا گیا ہے کہ یہاں سے بچ کے نکلو۔ یہ تب ہوگا اگر آپ کے پاس نیکی کی خواہش اور دعویٰ ہے۔ ورنہ تو یہ صرف کہانی ہے کہ خیر کیا ہوتی ہے اور شر کیا ہوتا ہے' صرف زندگی ہوتی ہے۔ خیر اور شر صرف مسافروں کے لیے ہوتے ہیں' فیصلہ کرنے والوں کے لیے ہوتے ہیں' خواہش کے لیے ہوتے ہیں' چاہت کے لیے ہوتے ہیں۔ تو اگر نیکی بدی کی خواہش ہوتی ہے تو یہ سب ہوتا ہے ورنہ تو کچھ بھی نہیں ہوتا اور صرف زندگی ہوتی ہے یا پھر موت ہوتی ہے۔ سوچنے والے کے لیے یہ سب کچھ ہے۔

سوال:

جب ذہن میں سوال آتا ہے اور جواب بھی چاہیے ہو اور جواب دینے والا بھی نہ ہو' اکیلے بیٹھے ہوں تو لاکھ سوچنے کے باوجود جواب نہیں ملتا۔ تو وہ

جواب ذہن میں کیوں نہیں آتا؟

جواب:

کیونکہ یہ آپ کی Thought کی Habit نہیں ہے، فیصلے کی عادت نہیں، اندر سے نیت صاف نہیں ہے۔ اگر نیت خیر کی ہو اور یہ کہیں کہ میں نے ہر صورت میں خیر تک پہنچنا ضرور ہے تو دو چار دن میں وہاں پہنچ جائیں گے۔ جس کو بدی کا جواز مل جائے وہ وہاں ٹھہر جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اکیلا تو وہاں پر نہیں تھا، وہاں کتنے ہی اور لوگ تھے۔ یہ کوئی جواز ہے۔ تو وہ کہے گا کہ یا اللہ ہم وہاں اکیلے نہیں تھے اور بھی تھے۔ اللہ کہے گا باقی تو پھانسی لگے پڑے ہیں، تُو بھی آجا۔ یہ کوئی بات نہیں۔ یہ کہانی ہے صرف ایک آدمی کی۔ کس کی کہانی ہے؟ صرف ایک آدمی اور ایک خدا کی۔ تم لوگ درمیان میں اور ہی تماشے کرتے جا رہے ہو۔ ایک آدمی اور ایک خدا کے علاوہ درمیان میں کچھ نہیں ہے، نہ کوئی جواز ہے، نہ کوئی دنیا ہے۔ وہ کہتا ہے "میں ہوں اور آپ ہیں، آپ کا حکم چلتا ہے اور میں یہ حکم مانتا ہوں، آپ کے ہونے سے میں ہوں، میرے ہونے سے آپ نہیں ہیں، میں جب نہیں ہوں گا تب بھی آپ ہوں گے، اور آپ کے نہ ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا یا اللہ" ______ اب یہ تمہاری بات ہے اور باقی ساری مخلوق سے کوئی غرض نہیں۔ فرض کرو اگر ساری دنیا پھانسی لگ جائے تو ایک آدمی اللہ تعالیٰ سے کہہ رہا ہوگا کہ یا اللہ آپ نے مجھے پھانسی تو لگانا ہی ہے، میری ایک آرزو ہے کہ چار پانچ لوگوں کو بھی میرے ساتھ پھانسی لگا دیں۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ اگر وہ چار پانچ لوگ پھانسی لگ جائیں گے تو کیا آپ خوش ہو جائیں گے۔ آپ کو اس سے غرض

نہیں ہونی چاہیے کہ وہ پھانسی لگ جائیں یا نہ لگ جائیں۔ آپ نے اپنی منزل بچانی ہے۔

اودیاں او جانے تُو اپنی توڑ نبھا

اُس کی وہ جانے جس نے شر کو پیدا کیا۔ یہ نہ کہنا کہ نہ ہی پیدا کرتا تو بہتر تھا۔ وہ پہلے انسان کو یتیم کرتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یتیم کی مدد کرو۔ ایک بندے نے پوچھ لیا کہ یااللہ تُو اس کو یتیم ہی نہ کر۔ اس نے کہا خبردار۔ تو وہ یتیم بنائے گا' ان کا باپ مار دے گا اور تمہیں کہے گا کہ یتیم کی مدد کرو۔ اُسے غریب بنائے گا اور تمہیں کہے گا کہ غریب کی مدد کرو۔ اب یہ کیوں ہے؟ یہ راز ہے' یہ مت پوچھو۔ تمہارا کام کیا ہے؟ مدد کر دینا۔

سوال:

یہ جو آپ نے فرمایا کہ یہ بندے اور خدا کی بات ہے تو یہ تو گوتم بدھ والی تھیوری ہو گئی کہ دنیا کو چھوڑ دیا جائے۔

جواب:

چھوڑنا نہیں بلکہ اللہ نے حکم دینا ہے کہ تُو دنیا میں یہ کام کر۔ ایک نکتہ سمجھ لو تو سب سمجھ آ جائے گی۔ یعنی کہ حقوق العباد جو ہیں وہ حقوق العباد نہیں ہیں بلکہ وہ حقوق اللہ ہی ہیں' If he says respect your parents تو پھر Respect ہے۔ اگر اللہ کہے کہ نہ کرو تو نہ کرو۔ اب بات سمجھ آئی؟ اگر اللہ نے نہیں کہا اور آپ نے نسبتیں قائم کر لیں' محبتیں قائم کر لیں اور یہ کہا کہ اللہ نے خود ہی کہا تھا کہ غریبوں کی مدد کرو تو میں غریبوں کی مدد کر رہا ہوں' غریبوں کی بستیاں

بنا رہا ہوں غریب عورتوں کے لیے آشرم بنا رہا ہوں_______ تو ایسا آشرم تو بند ہی کردے۔

سوال:

اللہ تعالیٰ کے جو احکامات ہم پڑھتے ہیں اور ہم میں Transmit ہوتے ہیں۔

جواب:

''ہم'' کی نہیں بلکہ ''میں'' کی بات کرو۔

سوال:

جو احکامات میں پڑھتا ہوں اس میں کنفیوژن ہو جاتی ہے۔

جواب:

میں تو یہ کہتا ہوں کہ نہ پڑھو بلکہ اس سے Direct بات کرو

سوال:

وہ کیسے کریں؟

جواب:

اب یہ بات سمجھ لو کہ اپنے آپ کو باقی لوگوں سے Single out کرو تو پھر کوئی ایسا خیال نہیں ملے گا جس میں آپ کہہ سکو کہ اس میں ورلڈ حائل ہو گئی ہے۔ آپ یہ نہ کہنا کہ ہم پروموشن چاہتے تھے مگر اس میں ورلڈ حائل ہو گئی۔ اس نے تو آپ کو پروموشن کا کہا ہی نہیں ہے' اُس نے رزق کا کہا ہے کہ رزقِ حلال تلاش کرو اور واپس گھر آجاؤ۔ یہ پروموشن کا دائرہ کس نے لگا دیا۔ تم اس کی طرف

رجوع کر کے دیکھو تو وہ تمہیں بہت اعلیٰ زندگی دے گا۔ بچوں کو ضرور پالو۔ لیکن نہ بچوں کو عذاب بنالو اور نہ ان کے لیے عذاب بنو۔ ان کی پرورش کرنا فرض ہے' اس لیے کہ اللہ نے یہ کہا ہے اور آپ ان کی پرورش ایسی کرتے ہو کہ بچوں کو خدا سے دور لے جاتے ہو' جیسے کہ تم ان کے کان میں کہہ رہے ہو کہ بچو! خدا سے بچو' میں تو پھنس گیا' میرے باپ نے تو مجھے اردو میڈیم میں داخل کر دیا تھا' تم انگلش میڈیم میں جاؤ۔ تو آپ ان سے ایسی باتیں کرتے ہیں کہ مسجد سے بچنا' خدا سے بچنا' جہاں خدا کا ذکر ہو وہاں سے بھاگ جانا' ہم تو قابو آ گئے کہ کبھی داتا صاحبؒ والے پکڑ لیتے ہیں' کبھی خواجہ صاحبؒ والے پکڑ لیتے ہیں' ہم تو پریشان ہو گئے ہیں ــــــــ یہ آپ نے خدا کا کیا کہنا مانا۔ خدا نے کہا تھا کہ بچوں کو پالو' اس نے کہا تھا کہ میں نے دیے ہیں بچے' رزق میں نے دیا' اتھارٹی اور مرتبہ میں نے دیا' اب بچوں کو پال۔ اور تم بچوں کو پہلی بات یہ سکھاتے ہو کہ خدا سے بچو۔ یہ آپ نے کیا بات کی۔ اس طرح خدا کا حکم مانا؟ تم خدا سے Direct رابطہ کرو تو تمہیں بات سمجھ آ جائے گی۔ شریعت تو وہی ہے جو پہلے تھی' اسے تم نے Change نہیں کرنا۔ ہم صرف یہ بات بتا رہے ہیں کہ اس میں تبدیلی کیا ہے' وہ یہ کہ تو خدا سے Direct رابطہ کر سکتا ہے۔ دین تو وہی ہے' وہی پانچ نمازیں ہیں' پڑھتے جاؤ' زکوٰۃ بھی دیتے جاؤ' یہ سب ہوتا جائے گا مگر یہ سب محبت سے ہونا چاہیے۔ اگر اول مقدم محبت خدا کی ہے تو درمیان میں کوئی جواز نہیں۔ وہ شخص جو محبوب سے یہ کہتا ہے کہ ہم پورے ٹائم پر آ جاتے لیکن مجبوری تھی' تو اس سے جھوٹا بندہ میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ تو وہ جھوٹا بندہ ہے جو محبوب سے کہتا ہے کہ میں عین ٹائم پہ پہنچ

جاتا لیکن بارش مصیبت بن گئی۔ محبوب کے ساتھ ٹائم کی بات کیا ہوئی' مجبوری کی بات کیا ہوئی اور تو محبوبوں کے محبوب خالقِ کائنات کو مجبوریاں بتاتا ہے' اس کو معذرتیں بتاتا ہے جو دیکھ رہا ہے۔ جو تم کر رہے ہو وہ دیکھ رہا ہے۔ اُسے کہانی سناتے جا رہے ہو بلکہ جھوٹی کہانی سنا رہے ہو۔ اُسے بتاتے ہو کہ ہم وہاں گئے' پھر وہاں سے آگے گئے۔ اور اگر وہ اصلی بات بتا دے کہ تم تو وہاں گئے تھے' وہاں یہ ہوا اور وہ ہوا' تو پھر تمہارے پلّے کیا رہ جائے گا۔ تو یہ ہوگا تمہارے ساتھ' تم نے کچھ بتانا ہے اور اس نے کچھ اور دکھا دینا ہے۔ وہ کہے گا کہ کیا یہ تم ہی ہوناں۔ پھر اعضاء اور جوارح بولتے جائیں گے۔ تم خود حیران رہ جاؤ گے۔ تمہاری گپیں پیچھے رہ جائیں گی۔ اللہ کہے گا کہ یہ تم ہی ہوناں' اب بولو No denying the fact۔ تو تُو وہاں کیا کر رہا تھا؟ کہتا ہے کہ میں وہاں تھا ہی نہیں۔ اللہ کہتا ہے کہ یہاں بیٹھ کر جھوٹ بولتے ہو۔ اور پھر وہ چاہے تو معاف کر دے ______ اب یہ مہربانی کرو' اللہ کے ساتھ معذرت نہ کرو کہ تیری دنیا نے ہمیں آنے نہ دیا۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ دنیا نے یہ نہ ہونے دیا' وہ صرف ایک جگہ پہ بیٹھا ہے اور وہ دنیا کو چھوڑ چکا ہے' باقی کی دنیا اس نے چھوڑی ہوئی ہے' وہ چھوڑنا جانتا ہے لیکن اصل چیز چھوڑنا نہیں جانتا۔ یہ سیکھ لو تو سارا کام بن جائے گا۔ تم نے پہلے بھی بے شمار چیزیں چھوڑی ہوئی ہیں' جس نے ایک چیز کو پکڑا ہوا ہے اس نے کئی چیزیں چھوڑیں ہوئی ہیں۔ اب اگر تم اس چھوٹی سی چیز کو چھوڑ دو تو تم اللہ کے قریب ہو گے۔ میں تو تم پہ ترس کرتا ہوں کہ یا اللہ یہ مظلوم آدمی ہیں' یہ لوگ پریشانی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ جس سے میں دل کی بات کروں گا تو قریب ہو کے

پوچھوں گا کہ ذرا زندگی کے دُکھ سکھ کھول تو وہ دُکھ کی بات ہی کرے گا' سکھ کی بات نہیں کرے گا۔ میں کہوں گا کہ اونچ نیچ کی بات کرو تو وہ کہے گا کہ اونچ کہاں' نیچ ہی نیچ کی بات کروں گا' سُکھ کا زمانہ ہم نے دیکھا ہی نہیں ہے' سُکھ کے زمانے یا تو گزر گئے یا آئے نہیں ہیں۔ ہر آدمی یہ کہتا ہے کہ یا گزر گئے' یا آئے ہی نہیں ہیں۔ تو وہ کیا کہتا ہے؟ کہ اچھے دن ابھی آئے نہیں ہیں یا گزر گئے ہیں' یہ تو ایسے دن ہیں کہ مَر مَر کے جی رہے ہیں یا جی جی کے مر رہے ہیں' بس برداشت کر رہے ہیں' اُس نے بڑی تکلیف دی ہے جس نے ہم سے راحت کا وعدہ کیا تھا۔ سارے یہ گلہ کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم بڑے پریشان ہیں' آپ نہ ہی پوچھو تو اچھی بات ہے' زندگی برداشت کا نام ہے اور ہم برداشت کر رہے ہیں۔ کہتا ہے کہ کبھی کبھی یہ ہوتا ہے کہ ایک راستے پہ چلتے ہیں تو دوسرا راستہ بولنے لگ جاتا ہے کہ مجھے کیوں چھوڑ کے جا رہے ہو۔ پلٹ کے دیکھتے ہیں اور اُدھر جاتے ہیں تو یہ رہ جاتا ہے' اس پہ جاتے ہیں تو وہ رہ جاتا ہے۔ کہتا ہے کہ ہم نے مرغی کو پکڑنا چاہا تو وہ ہاتھ سے نکل گئی' اسی طرح آدھی زندگی ہاتھ سے نکل گئی ______ میں اسی کا طریقہ بتا رہا ہوں کہ زندگی ہاتھ سے نہیں نکلی' تم اپنے آپ کو اپنے ہاتھ میں رکھو۔ کیا کرو؟ اپنے آپ کو اپنے ہاتھ میں رکھو اور اُڑنے والی چیز کو اُڑنے دو' جانے والی چیز کو جانے دو' تم اور خدا' دونوں قائم رہو۔ اللہ کو راضی کر دو۔ بندے کی رضا چھوڑ دو اور بندے کو ناراض کرنا بھی چھوڑ دو۔ یہ میری چھوٹی سی نصیحت مان لو کہ بندوں کو ناراض کرنا چھوڑ دو اور بندوں کو راضی کرنا چھوڑ دو۔ جہاں اللہ کہے وہاں تعلق بنا لو اور جہاں اللہ کہے کہ تعلق نہ بناؤ' وہاں نہ بناؤ۔ اس میں مجبوریاں

بیان نہ کرو۔اس نے صاف صاف بات کی ہے۔

سوال:

سر! اگر بندے ناراض ہو جائیں تو

جواب:

تم ناراض نہ ہونا۔ہم تو اللہ کی طرف سے آئے ہیں' میں اور اللہ دو تو ہیں۔باقی تو بندے ہیں۔یہ نہ ہو کہ تم ناراض ہو کے آجانا۔اگر بندوں نے سر پہ پتھر مارے تو اللہ کو جا کے بتاؤ کہ یا اللہ تیرے راستے میں دو چار پتھر لگے ہیں۔ اللہ کہے گا کہ لگنے دو' کوئی بات نہیں۔تو بندے سے نہیں لڑنا۔یہ نہ کہنا کہ اب میں پتھر کے بدلے کوہ ہمالیہ تیرے سر پہ ماروں گا۔تو اللہ کے نام پر چلنے والے لوگ ہر چیز کو اللہ ہی کی طرف سے منسوب سمجھتے ہیں' نیکی بھی ادھر سے آگئی' بدی بھی اُدھر سے آگئی' سزا بھی اُدھر سے آگئی' جزا بھی اُدھر سے آگئی' خوشی بھی اُدھر سے آگئی' غم بھی اُدھر سے آگیا۔اگر تم اللہ والے ہو تو یہ سب اُدھر سے ہے' بھیجنے والے کی طرف سے ہے۔ورنہ تو کبھی کبھی نماز پڑھ لی اور کبھی کبھی دعا کر لی' کبھی کبھی معافی مانگ لی۔تو کر لو دنیا کی بات اور بعد میں اسے آباد نہ کیا تو میں پوچھوں گا کہ دنیا کو آباد کرنے کے لیے تم نے خدا کو چھوڑا مگر دنیا آباد بھی نہ کی۔گٹھری چھینی' گٹھری پھینک دی اور پھر منہ اٹھائے ہوئے واپس آگئے اور کہنے لگے کہ وہ وقت اچھا تھا جب خدا کا نام بھی تھا' عمر بھی تھی' اچھے زمانے تھے' اب اس کو نہ چھوڑو' باقیوں کو چھوڑو' سب کائنات کو چھوڑ دو۔کائنات بھی تمہیں ملتی رہے گی' یہ کہیں جاتی نہیں' لیکن میں ایک ترجیح بتا رہا ہوں Preference کا کہہ رہا ہوں' Priority بتا رہا

ہوں۔Priority اللہ کر دو تو اگر مسئلہ حل نہ ہو تو مجھے بتانا۔ یہ آپ کے اور میرے ما بین فیصلہ ہو گیا کہ جہاں مشکل کا وقت یا الجھن آئی تو Priority اللہ ہوگا۔ تو یہ فیصلہ ہو گیا کہ نمبر ون Priority۔ کون ہے؟ اللہ ہے۔ جب فیصلہ ہو گیا تو مجھے بتاؤ کہ اب الجھن کیا ہے۔ تم Priority چھوڑ دیتے ہو اور کہتے ہو کہ اللہ سے معذرت کر لیں گے۔ مگر وہ Priority قائم رکھنی ہے' یہ کہنا کہ پہلے وہ۔ اب بتاؤ کہ کیا دوست ناراض ہوتا ہے' کیا وہ پھر بھی دوست رہتا ہے۔ اُداسی دور کرنے والا دوست کہلاتا ہے۔ آپ کی Priority اللہ ہے تو پھر ساتھ کس کا ہے؟ جس نے خدا سے دور کر دینا ہے۔ ایک بڑی عجیب بات ہے' سُننے والی ہے' درویش بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک پرانے عابد کو' عبادت گزار کو انسان کی خاطر راندۂ درگاہ قرار دیا کیونکہ اس نے انسان کو سجدہ نہیں کیا۔ یعنی اللہ نے تمہارے لیے' انسانوں کے لیے اس مقرب کو معتوب کر دیا کہ جاؤ بھاگ جاؤ اور افسوس یہ ہے کہ یہی انسان شیطان کے لیے خدا کو چھوڑ دیتا ہے۔ بہت افسوس کی بات ہے۔ پہلے کر دکھایا خدا نے کہ اس طرح نکالا جاتا ہے۔ اللہ کی پسند کا یہ انسان ہے' اشرف المخلوقات ہے اور وہ جو پرانا' قدیم تھا اُسے اللہ نے نکال دیا۔ آپ بھی یہ کر کے دکھاؤ۔ مگر آپ یہ بھی نہیں کرتے کہ آپ اس کو نکال دو جس کو اللہ نے آپ کی خاطر نکالا۔ ورنہ تو اس میدان میں شکست کھا گئے۔ آپ کچھ تو کرو۔ آپ تو شیطان کی خاطر اپنا ارادہ بدل لیتے ہو۔ تو اپنی Priority کو بدل دو۔ اب آپ کے پاس مشکلات کا کوئی جواز ہے؟

کیا اب کوئی سوال رہ جاتا ہے؟ تو بولو ______ پوچھو ______

سوال:

ایک خیال آتا ہے کہ کئی چیزیں جو اس میں ہم سن رہے ہیں یہ اگر پہلے مل گئی ہوتیں تو زندگی شاید کچھ اور مختلف ہوتی۔

جواب:

آپ کے ماں باپ کوئی اور نہیں ہو سکتے۔ وہ تو اٹل ہے' لکھا گیا۔ کل امرِ مرھون تمام Orders لکھے گئے' Descend ہو گئے At their proper time ______ تو تمام کام اپنے مقررشدہ وقت پر ہو گئے' نہ وقت سے پہلے مر سکتے ہو اور نہ وقت کے بعد تم زندہ رہ سکتے ہو۔ یہ خدا نے لکھ دیا ہے۔ وقت سے پہلے عرفان نہیں آ سکتا۔ یہ کہنا کہ "اگر آپ مجھے دو مہینے پہلے مل جاتے تو ______" یہ ایک Wasted thinking ہے۔ آج کل تو بچے بھی ایسی باتیں نہیں کرتے' یہ مفروضے ہیں۔ جب انسان کے پاس وقت زیادہ ہو تو اس طرح کی کہانی بناتا ہے۔ مثلاً "اگر گھوڑے گدھے بن جائیں تو ______ اگر مچھلی پہاڑوں پہ چڑھ جائے تو دریا کدھر جائیں گے" یہ مفروضے ہیں۔ اتنی بات تو سب کو پتہ ہے کہ اپنے ٹائم پہ پیدا ہونا ہے اور اپنے ٹائم پر مرنا ہے' جو وقت سوموار کو ہونا ہے وہ منگل کو نہیں ہو گا۔

سوال:

ایک Sense of Realization ہو رہی ہے کہ مجھے یہ ہدایت پہلے مل جاتی۔

یہ چیز تباہیوں کی طرف نہیں جائے گی۔ اس نے آپ کو اپنی طرف سے بچ جانے کی یا بخشش کی سند دے دی۔ ان بزرگوں کے پاس یہ طاقت ہوتی ہے کہ آپ کی نیند کا وہ عالم' نیند کا عالم نہیں رہے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس پہ تعویذ لگا دو' اس پہ نمبر لگا دو۔ اس نے یہ کیا کہ اُس کی پیشانی پہ کوئی خاص چیز کو لکھ دیا۔ اب وہ پیشانی بدبختی میں نہیں جا سکتی۔ اور یہ جو نیند ہے' غفلت ہے یا زیادہ مصروفیت ہے یہ بدبختی میں شامل ہو جاتی ہے اور وہ اس سے بچا لیتا ہے۔ کسی جاننے والے سے اپنے حق میں خوش قسمت کہلوانا جو ہے وہ کہلوا لو۔ پھر ضرور آپ کی بچت ہو جائے گی۔ تو ان سے اپنے لیے کوئی بہتر بات کہلوا لو۔ پھر انسان بچ جاتا ہے۔ اُس انسان کو کوئی نہیں چھیڑتا' حتیٰ کہ ابلیس بھی نہیں چھیڑتا۔ شیطان سے بچے ہوئے 90% لوگ جو ہیں وہ ایسے ہیں۔ کچھ لوگوں کو شیطان نے کچھ نہیں کہا' وہ ویسے ہی بچ جاتے ہیں' کچھ پیدائشی مطمئن ہوتے ہیں۔ کچھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی ایسے کیا' انہیں دوسرا خیال ہی نہیں آتا۔ اس سے پوچھا کہ شہر کے اندر بڑے بڑے واقعات ہوتے ہیں' کیا تمہیں خیال نہیں آیا؟ کہتا ہے کہ نہیں' مجھے خیال نہیں آیا۔ کیوں نہیں آیا؟ بس خیال ہی نہیں آیا۔ تو ایسے لوگ ہوتے ہیں جنہیں بدی کا خیال ہی نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدائشی طور پر ان کے اندر استثناء موجود ہوتی ہے۔ تو پیدائشی طور پر کچھ لوگ اچھے ہوتے ہیں۔ اگر ایک لڑکا بدی کے بازار میں سے جا رہا ہے تو اس کے باپ کو ساتھ بھیج دو' باپ ساتھ چل پڑے گا تو وہ ٹھیک رہے گا۔ یا اس کا کوئی اور ساتھی بھیج دو تو کہے بغیر اس کی اصلاح ہو جائے گی۔ اگر کوئی نیک بندہ ساتھ ہو جائے تو بدی کے مواقع بھی ضائع ہو

جاتے ہیں۔ایک اور بات بڑے غور والی ہے‘ اگر ذہن میں یہ یادر ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیال بہتر ہو جائے گا۔ میں نے یہ خود دیکھا۔ایک محفل میں ایک بزرگ تھے‘ قوالی ہورہی تھی‘ پیر صاحب کچھ مجذوب ٹائپ کے تھے‘ کسی کو قریب نہیں آنے دیتے تھے‘ ایسے مضبوط اور طاقت ور تھے۔قوالی کے دوران ہی انہوں نے آواز دی کہ وہ جو آدمی ہے اس کو اندر آنے دو۔اُسے بتایا گیا کہ پیر صاحب تمہیں بُلا رہے ہیں۔وہ تو اپنے دوسرے لباس میں تھا۔اس نے کہا کہ کیا مجھے بُلا رہے ہیں؟ ہاں ہاں‘ تمہیں بُلا رہے ہیں۔وہ جوتے اُتارنے لگا۔انہوں نے کہا کہ تُو ایسے ہی آجا۔حالانکہ وہ محفل میں کسی کو بغیر وضو کے نہیں بیٹھنے دیتے تھے مگر اُسے کہا کہ تُو ایسے ہی آجا۔وہ گھبرا گیا‘ رویا اور پیچھے ہٹ گیا۔پیر صاحب نے کہا کہ اندر آ۔خیر وہ آ گیا۔وہ جو پرانے مرید اور خلیفے بیٹھے تھے وہ عرض کرنے لگے کہ یہ کیا ہے‘ یہ تو اس علاقے کا مشہور گندا آدمی ہے‘ اُس کے کھانے پینے کے مشاغل بھی غلط ہیں۔اور اس وقت اس آدمی کی حالت یہ تھی کہ کھانے پینے کے مشاغل کا ذہن میں اثر باقی تھا‘ Staggering قسم کی طبیعت تھی‘ غلط چیز کھائی پی ہوئی تھی۔وہ آیا تو پیر صاحب نے اس کا بازو پکڑ لیا اور کہا کہ تم سارے لوگ پریشان مت ہو‘ یہ آدمی جہاں سے آیا ہے وہاں سے سوائے نصیب والے کے اور کوئی نہیں آسکتا‘ اس لیے میں وضو وغیرہ چیک نہیں کرتا ہوں‘ اس کو اللہ نے آپ بھیجا ہے‘ اور کسی کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہاں سے آئے۔یعنی کہ ایک بندے نے شراب پی ہوئی ہے‘ پریشان حال ہے اور پیر صاحب نے فرمایا کہ اندر آؤ‘ فٹا فٹ ہی آجاؤ۔جب وہ آ گیا تو فرمایا کہ یہ آدمی جس دنیا سے آیا ہے‘ جس علاقے

سے آیا ہے' اس وقت جہاں سے آیا ہے' وہاں سے سوائے اللہ کے فضل کے اور کوئی نہیں آ سکتا' یہاں پر بڑے بڑے صوفی بہک جاتے ہیں' بھڑک جاتے ہیں' اس پر خدا کا فضل ہے' خدا کا یہ فضل مجھے حکم دیتا ہے کہ میں اس کا استقبال کروں ______ تو یہ ایک ایسی کہانی ہے کہ تم اللہ کے فضل کو تلاش کرو' غور سے دیکھو۔ یہ اللہ کا فضل ہے کہ آدمی کو بدی کے زمانے میں نیکی کا شعور باقی ہو۔ یہ اللہ کا بڑا فضل ہے کہ نیند کے زمانے میں بیداری کی تمنا ہو۔ یہ اللہ کا بڑا فضل ہے۔ پیغمبروں کی دنیا کی اگر آپ سٹڈی کریں کہ ان کی دنیا میں کون سی اچھی بات ہے' کیا کیا واقعات ہیں' کیا کیا ان کی زندگی تھی' نوح علیہ السلام کی زندگی میں کیا واقعات ہیں' موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں کیا واقعات رونما ہوئے' انبیاء کے پیغمبروں کے احوال کیا تھے' یوسف علیہ السلام کی زندگی دیکھو' ان میں دو تین خاص واقعات ہیں۔ جب وہ بچے تھے تو ان کو خواب آ گیا کہ انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتھم لی سٰجدین میں نے دیکھا کہ گیارہ ستارے' شمس اور قمر میرے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔ باپ نے کہا کہ یہ خواب کسی اور کو نہ بتایا' ایسا نہ ہو کہ کچھ ہو جائے ان الشیطٰن للانسان عدو مبین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شیطان انسان کا دشمن ہے۔ تو انہوں نے تعبیر خود نکال لی کہ گیارہ ستارے ہم لوگ ہیں' شمس اور قمر جو ہیں وہ ماں باپ ہیں' اور یوسف کو اتنا عروج ملے گا کہ ہم سارے اس کے تابعِ فرمان ہوں گے' یہ ضرور بادشاہ بنے گا۔ اس زمانے کے بادشاہ کے سامنے جھکنے کا رواج تھا' جو بھی دربار میں آتا تھا ادب کے مطابق یہ کرتا تھا اور اس زمانے میں ادب کرنا سجدۂ تعظیم ہوتا تھا۔ بھائیوں نے

اللہ تعالیٰ کے منشا کو توڑنے کی سکیم بنائی کیونکہ وہ خواب خدا کا منشاء تھا خدا کا فیصلہ تھا۔ اور انسان اس کو توڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یوسف کو قتل کر دو۔ ایک بھائی درمیان میں بولا کہ آخر یہ بھائی ہے' صرف خواب ہی دیکھا ہے' کوئی اور ظلم تو نہیں کیا' اس کو اندھے کنوئیں میں پھینک گئے اور گھر چلے گئے' باپ کو کہا کہ اُسے بھیڑیا کھا گیا۔ یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ باپ پیغمبر ہیں لیکن شہر میں ہونے والے واقعہ سے بے خبر ہیں اور پیغمبری میں کوئی فرق نہیں ہے' اگر آپ کو کبھی فقیری' درویشی مل جائے اور آپ کو دور کی نگاہ نہ ملے تو یہ فکر کی بات نہیں' مت فکر کیا کرو۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دور کی بات نہیں لینی ہے بلکہ اطاعت لینی ہے۔ تو کہو کہ یا اللہ ہمیں اطاعت کرنا سکھا۔ یہ نہ کہنا کہ ہمیں نگاہیں مل جائیں اور دُور کی دعائیں مل جائیں۔ کئی پیغمبروں نے دعا منظور ہی نہیں کرائی۔ یہ منظور کرنا اللہ کی مرضی ہے' تم دور کی بات نہ سوچو۔ ایک ہی شہر میں باپ اتنا رو رہا ہے کہ میرا بیٹا کدھر چلا گیا اور شہر کے اندر بیٹا موجود ہے' دو چار فرلانگ کی بات ہو گی۔ تو یہ محبت ہے۔ اور بیٹا بھی پیغمبر ہے۔ یہاں پر یہ بات بتائی جا رہی ہے کہ یہ سوچو' اور یہ کہ نیک بچہ بھی ہے اور بَد بچے بھی ہیں اور وہ بھائی ہیں۔ وہاں ایک قافلہ آیا' انہوں نے پانی کے لیے اندر ڈول لٹکایا' اندر سے رونے کی آواز آئی' اُٹھایا تو بچہ زندہ تھا۔ تو وہ بچہ بھی خاص کہ جس کے حسن کا چرچا اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے اور اسے احسنِ قصص کہا۔ یوسف تو نام ہے محبت کا اور نام ہے حسن کا' خوبصورتی کا ______ تو وہ بچہ رو رہا تھا' بے تحاشہ رو رہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اب تو تم بچ گئے' ہم نے تمہیں نکال لیا' کھانا پینا حاضر ہے' اب کیوں روتے ہو۔

انہوں نے کہا کہ مجھے بھائی یاد آ رہے ہیں' وہ کہاں چلے گئے۔ اب یہ دیکھو کہ بھائیوں کا کیا Behaviour ہے اور ان کا کیا Behaviour ہے۔ یعنی کہ بُروں نے بدی کی ہے اور جو نیک ہے وہ اپنے بھائیوں کی محبت کو یاد کر رہا ہے۔ اس نے نفرت کا سنگم دیکھا ہی نہیں کہ وہ کیا ہوتا ہے۔ اسے پتہ نہیں کہ محبت کب ٹوٹی ہے اور کب دشمنی میں بدلتی ہے' اُس نے کہا کہ مجھے بھائی یاد آ رہے ہیں۔ تو محبت کرنے والے محبت کرتے جاتے ہیں۔ پھر وہاں سے قافلہ مصر گیا۔ اللہ کی قدرت دیکھو کہ اُس گھر میں پہنچے۔ اب یہاں پر پیغمبر کا عمل دیکھو' وہ جو نامزد نبی ہے' مائی صاحبہ زلیخا ان کو دعوتِ گناہ دیتی ہیں۔ انہوں نے کوئی بات نہیں کی اور معصومیت سے کہا کہ قال معاذاللّٰہ ہم تو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام کے سارے باب میں یہ خاص فقرہ ہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ دعوتِ گناہ میں یہ کہہ دینا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں تو اتنی سی بات میں ان کی پیغمبری سند یافتہ ہو گئی' مستند ہو گئی۔ اللہ نے یہ دکھایا کہ دعوتِ گناہ ہے' آنے والے زمانے میں ان کی Wife بھی بنتی ہے' سارے واقعات ہیں' ممکن ہے کہ جاننے والے ہوں اور کہا یہ کہ قال معاذاللّٰہ مطلب یہ کہ انہیں اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔ کسی بدی سے اس لیے گریز کر جانا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے' یہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور وہاں پروموشن آ جاتی ہے۔ پھر انہیں خوابوں کی تعبیر دی گئی' خوابوں کا علم دیا گیا اور انہوں نے بے شمار خوابوں کا بتایا۔ پھر جب وہ مصر کے بادشاہ تھے اور ان کے بھائی ان سے گندم لینے آئے کیونکہ انہیں پتہ چلا کہ بادشاہ گندم دیتا ہے۔ جب بھائی آئے تو یہ انہیں پہچان گئے اور وہ انہیں پہچان نہ سکے۔ انہیں

گندم دی اور پوچھا کہ کیا تمہارا کوئی اور بھائی بھی ہے۔انہوں نے کہا کہ ہاں تھا' اُسے بھیڑیا کھا گیا تھا۔ پھر پوچھا کہ جو چھوٹا بچہ تھا جس کا نام بن یامین تھا وہ کدھر ہے؟ انہوں نے کہا کہ کیا آپ جانتے ہیں؟ اِنہوں نے کہا کہ ہم بادشاہ ہیں' خبریں پہنچتی رہتی ہیں' اگر اگلی دفعہ اس بھائی کو لے آؤ گے تو گندم ملے گی۔ باپ سے جا کے کہا کہ بادشاہ اسے بُلا رہا ہے۔ باپ نے کہا کہ پہلے ہی تم نے اس کے بھائی کو برباد کر دیا' مار دیا' یہ میرے بڑھاپے کا سہارا ہے' یہ نہ چھین لینا۔ پہلے بچے کو بھیجتے وقت باپ نے کہا تھا کہ یہ میں تمہاری حفاظت میں دیتا ہوں مگر بچہ ضائع ہو گیا' اب یہ کہا کہ اللہ کے حوالے۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے۔ اگر بندے کے حوالے کیا تو مایوسی ہوگی۔ اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کرو۔ پھر یوسف علیہ السلام نے ایک مصلحت کی کہ اس بھائی کی گندم میں سے پیمانہ برآمد کرالیا اور کہا کہ یہ سزا ہے چوری کی کہ وہ یہاں رہ جائے۔ اس چھوٹے بھائی کو راز و نیاز بھی بتا دیے۔ تو وہ وہاں رہ گیا۔ بھائیوں نے کہا کہ ہم واپس نہیں جا سکتے کیونکہ پہلے ہم نے ایک بھائی قتل کیا تھا اور اب باپ کو کیا جواب دیں گے۔ پھر ایک بڑا بھائی وہیں بیٹھ گیا، پھر باپ آیا' ماں آئی اور ملاقات ہوئی۔ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ یہ ہے خواب کی تعبیر۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم جو فیصلہ کرتے ہیں وہ ہو کے رہتا ہے ____ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے حصے میں نیکی لکھی ہوئی ہے تو شراب خانوں سے بھی لے کے آئے گا۔ یہ نہ کرنا کہ تم شراب خانوں میں چلے جاؤ کہ اگر نیکی لکھی ہوگی تو آ جائیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ شراب خانوں میں جان نکل جائے۔ داتا صاحبؒ نے بڑے راز کی بات کی ہے کہ گناہ کے بعد توبہ کر لیا کرو'

ہمیشہ کرلیا کرو۔یاد رہے کہ توبہ سے پہلے موت آ گئی تو گناہ میں آئے گی۔بہتر ہے کہ گناہ نہ ہی کرو۔جس عالم میں سے تم گزر رہے ہو اگر اس عالم میں موت آ جائے تو تمہارا کیا ہوگا۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کے لیے نیکی لکھی ہے وہ نیکی کرتے ہیں۔میں یہ بات بتا رہا ہوں' Emphasize کر رہا ہوں کہ بدی کے موقعے کے باوجود جس نے یہ کہہ دیا کہ میں بدی نہیں کرتا' مجھے خدا کا خوف ہے تو سمجھو کہ وہ سرفراز ہو گیا۔جس نے بدی کے موقع پر ناں کر دی وہ اللہ والا ہو گیا۔یعنی کہ بدی موجود ہے' Offer موجود لیکن اس نے توبہ کر لی اور کہا معاذ اللہ ۔جس نے یہ کہہ دیا وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہے۔جوانی میں اس طرح کی نیکی مل سکتی ہے۔اس میں کوئی وظیفہ نہیں ہے' کچھ نہیں کرنا' بس آپ اس دنیا میں سے خدا کے خوف کے ساتھ نکل جاؤ۔اگر کوئی بدنصیب ہے تو بدنصیب ہی مر جائے گا اور خوش نصیب ہوئے تو بچ جاؤ گے۔شراب پینے والے عام طور پر جھوٹے ہوتے ہیں۔یہ اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہے۔ایک پیر صاحب اپنے مرید کو کہہ رہے تھے کہ میں تمہیں بہشت میں ضرور لے جاؤں گا اگر اللہ تعالیٰ نے بہشت میں شراب والوں کو جانے کا موقع دیا تو۔لیکن میرا خیال ہے کہ اللہ نے وہاں یہ موقع نہیں دینا۔مدعا یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے لیے کسی ایک بدی کو چھوڑو۔اتنی تو کم از کم مہربانی کروا اپنے آپ پر۔یہ نہ کہنا کہ یہ کام ہم اس لیے کرتے ہیں کہ وہاں سماجی ضرورت ہوتی ہے' لوگ ملتے ہیں اور یہ کرنا پڑتا ہے۔بدی کو چھوڑ دو' استغفر اللہ اور معاذ اللہ کہو۔تو آپ کو نیکی مل جائے گی۔اپنے آپ کے لیے دعا کر والو تو نیکی مل جائے گی۔اپنے لیے اچھے انجام کی توقع کرو تو نیکی مل جائے

لی پھر وہ نیند والا علاقہ ختم ہو جائے گا اور وہاں پر ہر علاقہ اللہ کا علاقہ ہے۔ یہ یاد رکھ لینا میری بات۔ اور جہاں پر لوگ گاتے ہیں اور گا گا کر رزق کماتے ہیں وہاں بھی اللہ کے ولی موجود ہوتے ہیں۔ تو ہر علاقہ اللہ کا علاقہ ہے اور ہر علاقے میں ولی موجود ہوتے ہیں۔ ہر بد علاقے میں بھی ولی بیٹھے ہوتے ہیں اور وہ وہاں آنے والوں میں سے نگ ڈھونڈ نکالتے ہیں اور اُسے کہتے ہیں کہ تُو کدھر آ گیا۔ وہ کہتا ہے کہ سارے آ گئے تو میں بھی آ گیا۔ کہتا ہے کہ وہ تو ہیں ہی بدنصیب' تُو تو نیک دادے کا پوتا ہے' تو اچھے خاندان کا چشم و چراغ ہے' تُو تو وہ ہے ______ اس طرح اُسے اپنی حقیقت سے آشنا کرا دیا۔ تو اُسے کہتے ہیں کہ "تو کدھر آ گیا' یہ تیرا کام نہیں ہے' تیرا وہ کام ہے' تُو وہاں چل"۔ پھر اُس سے پوچھا گیا کہ تجھے کہاں سے فیض ملا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ مجھے گانے والے نے بُلا کے فیض دیا ہے۔ کس طرح ملا؟ کہتا ہے کہ مجھے وہاں سے مِلا' دینے والے نے وہاں پہ دیا۔ تو دینے والا وہاں جا کے دے دیتا ہے۔ آج تم اپنے آپ کو آپ ہی دینے والے بن جاؤ' اس محفل کی بدولت اپنی ایک بدی سے دل میں پکی توبہ کر لو۔ یہ کہو کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی اس بدی سے توبہ کرتے ہیں۔ اب مجھے بتاؤ کہ کیا توبہ کر لی ہے؟ کیا ایک بدی چھوڑ دی ہے جو آپ میں موجود رہ گئی ہو؟ اُس کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ دینا۔ یہ ہمارے ساتھ وعدہ کر لو۔ بے شک اعلان نہ کرو لیکن دل میں تو کر لو۔ ٹھیک ہے؟ کیا بڑا مشکل وعدہ لے رہا ہوں؟ کیا بڑی مشکل بات ہے؟ لیکن میں دعا کروں گا کہ آپ کو طاقت ملے اور دعا کروں گا کہ آپ کو عافیت ملے۔ اگر یہ آپ کے ساتھ نہ ہوا اور آپ نے بدی کو نہ چھوڑا تو خدانخواستہ آپ کی

اولادیں بھی وہ بدی نہ کرلیں۔اس لیے اپنے آپ کو بچانا۔نیکی کیوں کرنی ہے؟ اولاد کی خاطر۔تاکہ آپ کی اولاد آپ کو نیک سمجھے اور آپ کے خوف سے نیک رہے۔تو اپنے آپ کو اس قابل بنانا کہ تمہاری اولاد تمہاری عزت کرے اور تمہاری وجہ سے نیک رہے۔تو اپنے آپ کو اس لیے نیک بنانا۔اگر آپ کی اولاد کو یہ پتہ چل جائے کہ آپ جھوٹ بولتے ہیں تو وہ آپ کو کھا جائے۔وہ کہیں گے کہ بابا' آپ تو جھوٹ بولتے رہتے ہیں' یہ کیا بولتے رہتے ہیں۔اس لیے اللہ کے خوف کے علاوہ اولاد کا بھی خوف رکھو۔کس بات کا؟ کہ کہیں وہ یہ نہ کہیں کہ تم نے جھوٹ بولا ہے۔اب میری بات سمجھ آئی؟ تو اس لیے بھی گناہ سے ڈرو کہ اگر میں نے گناہ کیا تو اولاد بھی گناہ کرے گی۔اولاد کو کس منہ سے آپ روکیں گے۔وہ تو کہیں گے کہ بابا آپ نے جو کیا ہے وہی کرتے جاؤ' اب کیا ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہو۔جو غلطی نہیں کرتا وہ اولاد کو کہتا ہے کہ اُڑا کے' جلا کے' خاک نہ کردوں تو نام نہیں۔یہ اس لیے کہ آپ نے بدی نہیں کی ہے۔بدی نہ کرنے سے طاقت پیدا ہو جاتی ہے' آپ کے اندر بادشاہت پیدا ہو جائے گی۔بدی سے روکنے سے بادشاہت پیدا ہوتی ہے۔سب سے بڑا وظیفہ کیا ہے؟ وظیفہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو روکنا' نفس کی مخالفت کرنا۔اس سے بے شمار جہان آپ کے قابو آ جاتا ہے۔اگر آپ کو کھانے کی خواہش آ رہی ہے تو جسم کو روکو' نفس کو روکو کہ ہم کھانا نہیں کھاتے۔تو ایک خواہش آ گئی اور آپ نے خواہش کو روکا' اس کے برعکس چل پڑے' اس سے آپ کے اندر ایک ایسی طاقت پیدا ہو جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے قریب لے آتی ہے۔تو یہ ہے Abstinence' روکنا' ترک کرنا۔یہ

ایک طاقت ہے' بہت بڑی طاقت ہے' عرفان کی طاقت ہے ______ ایک آدمی بڑی مرغن غذا کھا رہا تھا' اس کے بزرگ وہاں پہنچے اور کہا کہ ہم تو تمہیں ترک کی بات سکھا رہے تھے' تُو یہ کیا کر رہا ہے؟ اس نے کہا کہ آج میرے نفس نے کہا کہ میں نے مُرغا نہیں کھانا' میں نے کہا کہ میں تمہیں ضرور کھلاؤں گا۔ مطلب یہ ہے کہ اس طرح نہ کرنا' اس طرح کی نفس کی مخالفت نہ کرنا۔ نفس تمہیں بدی کی ترغیب دے گا' تم اس کو چھوڑو۔ تو ایک پیغمبر کی زندگی میں صرف ایک ہی واقعہ ہے کہ انہوں نے بدی کی دعوت میں اللہ تعالیٰ کا خوف ظاہر کیا۔ اتنی بات سے خداوند تعالیٰ راضی ہو گیا۔ خدا تو بچوں کی طرح راضی ہو جاتا ہے اور اگر اس کے ساتھ کوئی چکر کرو گے تو واللّٰہ خیر الماکرین وہ تمہاری تدبیروں کو اُڑا کے رکھ دے گا۔ وہ مکڑی سے ایسا جالا بنوائے گا کہ بڑے بڑے کھوجی رہ جائیں گے اور ساری دنیا حیران پریشان رہ جائے گی۔ وہ پھر کہیں گے کہ یہاں اس وقت کون ہو سکتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ چکر نہ کرنا۔ بس یہ نہ کہنا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی' معافی دے دیں۔ یہ کہنا کہ میں کیا کرتا' اولاد آگے آ گئی ؂

حشر کے روز خدا پوچھے گا تو یہ کہہ دوں گا
میں گنہگار نہ تھا اس نے گنہگار کیا

تو وہ گنہگار نہیں کرتا بلکہ یہ سارا تمہارا اپنا کیا ہے۔ توبہ کرنی چاہیے۔

آج کی دعا کیا ہے؟ کہ آج تک ہونے والے یا کیے جانے والے یا سرزد ہونے والے گناہوں سے ہم توبہ کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ تُو ہمیں طاقت دے' ہم تیرے رستے پر چلنے کے لیے تیار ہیں' ہمیں اپنا راستہ دکھا' اس کا شعور عطا فرما'

اس راستے کے ساتھی عطا فرما' اس راستے کی دستک دینے والے' آواز دینے والے اور صدا دینے والے کی اطاعت کرنے کا ہمیں حوصلہ دے' جرأت دے۔ ہماری زندگی جو ہے وہ اسلام کے کام آئے' ہماری زندگی وطن کے کام آئے' ہمیں اس کام میں لگا' یا اللہ ہمیں خواہش کے دلفریب جال اور حجاب سے بچا' اس جال سے ہمیں بچا دے تاکہ ہم دام سے آزاد ہو جائیں۔ یا اللہ مہربانی فرما۔ ہمارے حال پر رحم فرما۔ ہم اپنے آپ کو جو دھوکا دے رہے ہیں اس سے ہمیں بچا۔ ہم نے اپنے ساتھ دشمنی کی ہے' یا اللہ مہربانی فرما۔ کرم فرمانے والے مہربان اللہ ہم پر رحم فرما۔ ہمارے ماضی کو معافی دے اور ہمیں ایک اچھا مستقبل دے' ہمیں نیک سنگت دے' نیک خیالات دے' ہمارے خیال کی دنیا آباد کر' یا اللہ مہربانی فرما اور ہمارے حال کی دنیا آباد کر۔ رزق حلال دے اور بے شمار دے۔

صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ و نور عرشہٖ محمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔ اٰمین

برحمتک یا ارحم الرّٰحمین۔

(ترتیب: ڈاکٹر مخدوم محمد حسین)

توبہ

- اگر اپنا گھر اپنے سکون کا باعث نہ بنے تو توبہ کا وقت ہے۔
- اگر مستقبل کا خیال ماضی کی یاد سے پریشان ہو تو توبہ کر لینا مناسب ہے۔
- اگر انسان کو گناہ سے شرمندگی نہیں تو توبہ سے کیا شرمندگی۔
- توبہ منظور ہو جائے تو وہ گناہ دوبارہ سرزد نہیں ہوتا۔
- جب گناہ معاف ہو جائے تو گناہ کی یاد بھی نہیں رہتی۔
- گناہوں میں سب سے بڑا گناہ توبہ شکنی ہے۔
- توبہ کا خیال خوش بختی کی علامت ہے کیونکہ جو اپنے گناہ کو گناہ نہ سمجھے وہ بدقسمت ہے۔
- نیت کا گناہ نیت کی توبہ سے معاف ہو جاتا ہے اور عمل کا گناہ عمل کی توبہ سے دور ہو جاتا ہے۔
- اگر انسان کو اپنے خطا کار یا گناہ گار ہونے کا احساس ہو جائے تو اسے جان لینا چاہیے کہ توبہ کا وقت آ گیا ہے۔
- اگر انسان کو یاد آ جائے کہ کامیاب ہونے کے لیے اس نے کتنے جھوٹ بولے ہیں تو اسے توبہ کر لینی چاہیے۔

واصف علی واصفؒ

http://www.wasifaliwasif.org

دعا

- جس کا خدا پر یقین نہ ہو اس کا دعا پر کیوں یقین ہو گا۔
- دعا دراصل ندا ہے' فریاد ہے' مالک کے سامنے۔
- دعا دل سے نکلتی ہے بلکہ آنکھ سے آنسو بن کر ٹپکتی ہے۔
- دعا کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے' جہاں دعا مانگنے والا ہے وہیں دعا منظور کرنے والا ہے۔
- ہاتھ اٹھانا بھی دعا ہے ملتجی نگاہ کا اٹھنا بھی دعا ہے۔
- ہم اللہ سے وہ چیز مانگتے ہیں جسے ہم خود نہ حاصل کر سکیں۔
- دعا پر اعتماد ایمان کا اعلیٰ درجہ ہے۔
- گناہ اور ظلم انسان سے دعا کا حق چھین لیتے ہیں۔
- دعا مانگنا شرط ہے منظوری شرط نہیں۔
- دعا سے بلا ٹلتی ہے زمانہ بدلتا ہے۔
- ماں کی دعا دشتِ ہستی میں سایۂ ابر ہے۔
- پیغمبر کی دعا امت کی فلاح ہے۔
- نفرت کرنے والا انسان دعا سے محروم ہو جاتا ہے۔

واصف علی واصفؒ

http://www.wasifaliwasif.org

تصانیف حضرت واصف علی واصفؒ

1	کرن کرن سورج	(نثر پارے)
2	کرن کرن سورج (ڈیلکس ایڈیشن)	(نثر پارے)
3	دل دریا سمندر	(مضامین)
4	قطرہ قطرہ قلزم	(مضامین)
5	شب چراغ	(اردو شاعری)
6	The Beaming Soul	(Aphorisms)
7	Ocean in a drop	(Essays)
8	بھرے بھڑولے	(پنجابی شاعری)
9	شب راز	(اردو شاعری)
10	بات سے بات	(نثر پارے)
11	گمنام ادیب	(خطوط)
12	حرف حرف حقیقت	(مضامین)
13	مکالمہ	(مذاکرے مقالات انٹرویو)
14	دریچے	(نثر پارے)
15	ذکرِ حبیبؐ	
16	واصفیات	(مضامین)
17	گفتگو۔1	(سوال جواب)
18	گفتگو۔2	(سوال جواب)
19	گفتگو۔3	(سوال جواب)
20	گفتگو۔4	(سوال جواب)
21	گفتگو۔5	(سوال جواب)

بڑی منزلوں کے مسافر چھوٹا دل نہیں رکھتے

اسلام تحقیق سے نہیں، تسلیم سے حاصل ہوتا ہے

کوشش کو اگر ہاتھی کہہ لیا جائے تو نصیب ابابیل کی کنکری ہے

آج کا انسان صرف دولت کو خوش نصیبی سمجھتا ہے اور یہی اس کی بدنصیبی کا ثبوت ہے

ہمارے ملک میں اُس شخص پر سکونِ قلب حرام ہے جس کو اسلام اور پاکستان سے محبت نہ ہو

بے خبر زندگی میں باخبر ہو جانا' منزل کا احسانِ اول ہے

مقابلہ کرنے کی خواہش معاون سے محروم کر دیتی ہے